ترجمۂ کتاب

جان سٹوارٹ مل

جس میں

مضمون آزادی پر بتفصیل بحث کی گئی ہے

از

دیوان نرنجن ناتھ

ایم۔ اے

فیلو پنجاب یونیورسٹی لاہور

نیو امپیریل پریس لاہور میں [illegible] چھپی ہے

سنہ ۱۸۸۷ء

بخدمت عالیجناب

آنریبل سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر

سی۔ آئی۔ ای۔ کے سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل۔ ایل

ڈی [illegible] ایل۔

عالیجاہا۔

آپنے اپنے دوران حکومت مین ان اصولون کو جو اس کتاب مین مندرج ہین حتی المقدور مرکوز خاطر رکھا۔ آپ ہی کے ذریعہ سے پنجاب کی رعایا لوکل سلف گورنمنٹ کے فواید سے جن کا ذکر اس کتاب کے آخری حصہ مین ہے مستفیض ہوئی۔ اس لئے مین اس کتاب کو نہایت ادب سے آپکی خدمت مین نذر کرتا ہون۔ اور شرف قبولیت چاہتا ہون *

بندہ نرا ندر ناتھ

۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۶ عیسوی

لاہور

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۱۰	کیسے	کیسی	۲۲۱	۱۴	غلل	خلل
۱۴	۲	بہہ	یہہ	۲۲۴	۴	کرتا	کرنا
۱۵	۱۳	فرومات	فروعات	۲۲۵	۱۱	سشے کا	شے کی
۱۷	۳	غرضکہ	غرضیکہ	״	۱۳	پیش	پیش
״	۱۴	کسقدر	کسیقدر	۔	۱۵	استعمال لیا گیا	استعمال کیا گیا
۲۹	۳	رجحان	رجحان	۲۲۷	۵	ان	ان پر
۳۲	۸	تس	تین	״	۱۱	جن نے	جن کے
۳۴	۱۰	قائل	قابل	۲۲۹	۱	حودباغث	جو دباعث
۳۸	۲	سجھے	سمجھنے	۲۳۲	۱۰	انقار	انقاء
۵۲	۱۴	سول	سون	״	۱۶	حالمین	حالتین
۵۸	۱۶	جشنی	جتنی	۲۳۳	۱۴	مقرر کرتا	مقرر کرنا
۶۳	۱۵	اود	اور	۲۳۶	۱۶	قیود کدخا	قیود کا خیال
۸۵	۱۴	گوشہ	خوشہ	۲۴۲	۷	بھور	جمہور
۹۹	۳	سامہنے	سامنے	״	۷	ـــــــ	مزاحمت قائم ہونی چاہیے
۱۱۲	۱۱	مخالقین	مخالفین	۲۵۴	۱	ایذار	ایذاء
۱۲۳	۱۶	عرضکہ	غرضیکہ	״	۶	حاص،	خاص
۱۳۱	۱	آہتنہ	آہستہ آہستہ	۲۶۳	۱۱	تجربہ کا	تجربہ کار
۱۴۲	۱۷	مادہ	زیادہ	״	۱۱	مام	تمام
۱۴۵	۱۶	ناگریز	ناگزیر	״	۱۳	انہیں جیسے	انکی سی
۱۸۸	۲	بےپروہے	بےپرواہی				
۲۰۰	۴	قص	رقص				

جنکے نتایج فاعل فعل سے متجاوز ہوکر کسی اور شخص تک پہونچین - ذاتی افعال ہین
جنکا نتیجہ فاعل کو خود ہی بھگتنا پڑے کسیطرحکا دخل گورنمنٹ یا سوسائٹی کا روا
نہین - چونکہ ان افعال کی جو شخصی آزادی کے متعلق ہون - اور جو اس حد سے
متجاوز ہون تمیز بہت مشکل ہے - اس لئے مصنف نے آخر مین تمثیلات بیان
کی ہین تاکہ ان دونون قسم کے افعال کی حد ذہن نشین ہو جائے ✦

ایسی کتابون کے ترجمون سے ہماری زبان مین ایک بہت عمدہ لٹریچر پیدا ہو سکتا ہے
اور اگرچہ ہم ایک عرصہ دراز تک انگریزی زبان کی برابری نکرسکین - بلکہ انگریزی کے
روز افزون ترقی کی وجہ سے شاید وہ زمانہ کبھی نہ آئے کہ جب ہمارا لٹریچر
انگریزی لٹریچر کے برابر ہو توبھی جتنی ترقی ہماری زبان مین ہو اُتنی ہی اچھی ہے
یہ ضروری نہین کہ جب تک ہمارا لٹریچر انگریزی لٹریچر کے ہم پلہ نہو ہمین اس سے
کچھ فائدہ نہین پہونچیگا - اعلے درجہ کا لٹریچر پیدا کرنا اور اپنی زبان کو موجودہ حالت مین رہنے دینا
کے درمیان ایک وسط حالت بھی ہے جو موجودہ حالت سے بدرجہا بہتر ہے - اس مضمون پر مین نے
کچھ خیالات ایک اور موقعہ پر کسیقدر تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہین جنکا اعادہ کرنیکی یہان ضرورت نہین
ان چند الفاظ کو ختم کرنے سے پہلے مین ناظرین کی خدمت مین یہ گذارش کرنا
چاہتا ہون - کہ اگرچہ مین نے اس ترجمہ مین حتی المقدور اس امر کی کوشش ملحوظ
رکھی ہے کہ نئے الفاظ موضوع نہ کئے جائین - تاہم بعض خیالات اس قسم کے
تھے جنکے ادا کرنے کے لئے مروجہ الفاظ کام نہین دے سکتے تھے - جہان تک

سمجھتے ہو سکا مین نے ہر ایک پیچیدہ خیال کو عام الفاظ اور مروجہ محاورون مین
ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن پھر بھی تصرفات سے قطعی پرہیز نہ کر سکا
مین نے یہہ دیکھا کہ ایسے خیالات کے بیان کرنے مین جو ہم کبھی عام محاورون
مین ظاہر نہین کرتے۔ بلکہ جن سے ہمارا لٹریچر بالکل خالی ہے۔ نئے تصرفات
سے بالکل پرہیز رکھنا ناممکن ہے۔

ایسی کتابون کے ترجمون کا کہ جنمین مصنفون کی کوشش اس امر پر موقوف ہوتی ہے
کہ صحیح خیالات پیش کئے جاوین۔ اور انکو صحت کے ساتھ ادا کیا جاوے
موجودہ اردو لٹریچر کے مستند کتابون سے مقابلہ کرنا بیجا ہے۔ ہمارے لٹریچر
مین صرف اس قسم کے مضامین ہین کہ جن مین سواے شاعرانہ لطافت
اور رنگینی عبارت کے اور کچھ نہین پایا جاتا۔ دقیق خیالات اور پیچیدہ دلائل
کا ادا کرنا رنگینی الفاظ کے ساتھ کبھی نہین نبھ سکتا۔ ایسی کتابون کا جن مین
عمدہ اور دقیق خیالات ہون اُن کتابون سے کہ جن مین مصنف رنگینی
الفاظ سے پڑھنے والی کی طبیعت پر اثر پیدا کرنا چاہتا ہے مقابلہ نہین ہو سکتا
نئے خیالات کے ادا کرنے کے لئے نئے الفاظ کا اختراع ضروری ہے۔
سلسلہ دلیل کو قائم رکھنے کی غرض سے ایک ہی فقرہ مین ایک ہی لفظ کا بار
بار واقع ہونا۔ اور پیچیدہ خیالات کے ظاہر کرنے مین فقرونکا لمبا ہو جانا
ناگزیر ہے۔ نئے مضامین کے ادا کرنے مین مروجہ طرز تحریر کی پوری پابندی

نہین ہوسکتی۔ اگر ناظرین ان باتون کا لحاظ رکھکر اس کتاب کو پڑہین گے تو مجھے
امید ہے کہ ایسے نقص کم نظر آئین گے جو حقیقت مین قابل اعتراض ہون
بہرحال مجھے یقین ہے کہ لائق استادون کی اصلاح سے اس کتاب کی
طبع دوم مین وہ نقص بھی رفع ہوجائین گے ٭
ترجمہ کا اصل کتاب سے مقابلہ کرنا بہت محنت کا کام ہے۔ علاوہ برین
مترجم کو خود اپنے نقص کم معلوم ہوتے ہین۔ میرے مکرم عنایت فرمای پنڈت
ایشر پرشاد صاحب نے مجھے اس کام مین مدد دی۔ اور مسودہ کا اصل کتاب سے
مقابلہ کیا۔ اور بہت سے موقعے جو قابل ترمیم تھے بتلائے۔ مین انکی عنایت کا از حد
ممنون ہون۔ مین اپنے اُن دوستون اور مہربانون کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا
فرض سمجھتا ہون جنہون نے وقتاً فوقتاً اس ترجمہ کو عام فہم اور سلیس
بنانے مین مدد دی ٭

بندہ نراندرناتھ

لاھور۔ ۱۵۔ اکتوبر سنہ ۱۸۸۷ع

فہرست مضامین
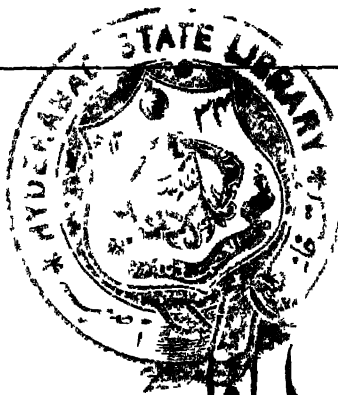
فصل اول

مُقدّمہ

اِس کتاب مین ہم مسئلہ جبر* و اختیار پر کچھہ خیالات ظاہر نہین کرینگے - یعنی یہہ امر خارج از بحث ہوگا کہ آیا کسی فعل کا کرنا یا نکرنا ہمارے اختیار مین ہے یا ہم اپنی ابتدائی تعلیم صحبت کی تاثیر اور خواصِ طبعی سے مجبور ہین - ہماری غرض سوشل آزادی کو معرض بحث بنانے کی ہی اور ہم یہہ دکھائین گے کہ سوسائٹی کو کن باتون مین ایک شخص واحد

* فٹ نوٹ - انگلستان کے فلاسفروں کی مسئلہ جبر و اختیار پر مختلف رائین ہیں ایک گروہ یہہ کہتا ہے کہ جس طرح عالم اجسام میں ہر ایک واقعہ کی ایک خاص علت ہوتی ہے اور اُسکے وقوع پذیر ہونے کے بعد وہ ہمیشہ ظاہر ہوتا ہے اسیطرح اعمال انسانی میں ہر ایک فعل کا کوئی نہ کوئی باعث ہوتا ہے - اور اس باعث کے ظہور کے بعد وہ فعل ہمیشہ سرزد ہوتا ہے مثلاً جو شخص چور کے گھر میں پیدا ہوا ہے اور جسے ہمیشہ چوروں ہی کی صحبت رہی ہو اُسکی عادت جو اُسکی ابتدائی حالات کا نتیجہ ہے - وہ کبھی اپنی عادت محض اپنے ارادہ سے نہیں بدل سکتا - جبتک کہ کسی قسم کے باعث کا اثر اسپر نہ ہو جسکا نتیجہ ابتدائی حالات کے اثر کے خلاف ہو - (مثلاً خوف سزا وغیرہ) تب تک وہ اپنے فعل بد سے باز نہیں رہ سکتا - یہہ رائے مسئلہ جبر کے حامیوں کی ہے - اسکے برعکس مسئلہ اختیار کے ماننے والے کہتے ہیں کہ اعمال انسانی واقعات جسمانی کے مطابق نہیں - اعمالِ انسانی میں باعث کا اثر قوت ارادہ کے ذریعہ سے بدل سکتا ہے - انگریزی فلاسفروں کا مسئلہ جبر مسئلہ تقدیر سے بالکل مختلف ہے * مترجم

کے افعال پر کس قسم کی مداخلت کرنی چاہئیے۔ اور وہ مداخلت کس حد تک جایز ہی + یہہ ایک ایسا سوال ہی جس پر بالتفصیل کبھی بحث نہین ہوئی۔ مگر اِسکا اثر اُن تمام باتون پر ہی جو آجکل زیر بحث ہین۔ اور غالب ہی کہ کسی زمانہ مین اِسپر بہت خوض ہو۔ اور آیندہ کے واسطے یہہ قابل غور اور ضروری مسئلہ قرار پائے + یہہ کچھہ نیا مسئلہ نہین ہے۔ بلکہ اِسپر متقدمین کی بھی مختلف رائین رہی ہین۔ اور اِس امر کو مدنظر رکھکر کہ آجکل بعض گروہ انسانی کس درجہ تہذیب پر فایز ہین۔ اِس مسئلہ کے اصولون پر ایک نئے ڈھنگ سے بحث کرنی چاہیئے +

دنیا کی تواریخ کا جو حصہ مدت سے ہمارے مطالعہ سے گذرتا رہا ہے اُسمین اُن تنازعات کا اکثر ذکر ہے جو آزادی اور تحکم کے قایم رکھنے کے لئے ہوتے رہے۔ انگلستان و یونان و روما کی تواریخ کے بہت سے اوراق تو خصوصاً اسی جھگڑے کے بیان سے پُر ہین + مگر پُرانے زمانہ مین حصول آزادی کا تنازعہ گورنمنٹ اور رعایا یا حاکم و محکوم کے مابین تھا + آزادی کے معنے یہہ تھے کہ حاکمون کے ظلم سے مامون و محفوظ رہین + حاکمون کی حالت ایسی سمجھی جاتی تھی کہ اُن مین اور رعایا مین تخالف کا ہونا لازم و لابد تھا + عنانِ حکومت یا تو کسی شخص واحد کے اختیار مین ہوتی تھی اور یا ایک گروہ یا فریق کے قبضۂ اقتدار مین۔ اور اُنکو یہہ

فرمانروائی میراث یا فتح کے ذریعہ سے حاصل ہوتی تھی۔ اُنکا حکومت کرنا
رعایا کی مرضی پر منحصر نہ تھا اور اگرچہ رعایا اُنکے اختیارات کے ظالمانہ برتاؤ سے
بچنے کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف تدابیر عمل مین لاتی رہتی تھی مگر کسی کو اُن کی
فرمانروائی سے مخالفت کرنے کی نہ تو جرأت ہی تھی اور نہ خواہش + اُنکی
حکومت کو وہ جیسا ضروری سمجھتے تھے ویسا ہی خطرناک بھی خیال کرتے تھے۔
یعنی جتنا ڈر اس بات کا تھا کہ اُس حکومت کے ذریعہ سے اُنپر ظلم نہ کیا جائے۔
اُتنا ہی فائدہ یہہ بھی متصور تھا کہ یہہ حکومت بیرونی دشمنون سے محفوظ رکھنے
کے واسطے ضروری ہے + خلائق کے ضعیف حصہ کو محفوظ رکھنے کے لئے
یہہ امر ضروری تھا کہ اُنکا محافظ زور اور حصہ سے جس کا مغلوب رکھنا اُس کا
فرض تھا زیادہ طاقتور ہوتا۔ مگر چونکہ یہہ بھی ڈر تھا کہ وہ محافظ ہی دست تعدی
دراز نہ کرے۔ اِسلئے رعایا کو اُس سے بچنے کی بھی کوشش کرنی پڑتی تھی +
ملک کے ہمدردونکا یہی غایت مقصد تھا کہ وہ اپنے فرمان رواؤن کی اختیارات
کی ایک حد مقرر کرائین اور اِسے ہی آزادی کہتے تھے + اِس مقصد کے
حصول کے دو طریقہ تھے۔ پہلا تو یہہ کہ چند حقوق رعایا کے بادشاہ سے تسلیم
کرائے جاتے تھے اور اِنکو پولیٹکل حقوق کہتے تھے۔ جن پر دست اندازی کرنا
آئین فرمان روائی کے خلاف سمجھا جاتا تھا اور اگر ایسا ہوتا تو اُسکے صلہ مین
بغاوت کرنا داخلِ عیب نہ تھا + دوسرا طریقہ یہہ تھا کہ چند قانونی قیود

مقرر کرائی جاتی تھین + جنکے بموجب بعض امور سلطنت مین رعایا کا استرضا ضروری تھا۔ ایک گروہ جس کا ساختہ پرداختہ رعایا ہر امر مین منظور کرتی تھی مقرر کیا جاتا تھا۔ جس سے وہ ان امور مین مشورہ لیتی تھی +

پہلے طریقہ کے منظور کرنے کے لیے تو فرمان روایان ممالک یوروپ مجبور کئے جاتے تھے۔ لیکن دوسرے طریقہ کے عمل مین لانے کے لئے اُنپر جبر نہ تھا۔ اور آزادی پسندون کا یہی مدعائے خاص تھا۔ کہ اِس قصد کے حصول میں کامیابی حاصل کرین اور جس جگہ لوگون نے اِس مدعا کے حاصل کرنے مین کچھ کامیابی کی ہے وہان اِس کامیابی کو کمال پر پہنچا تین +

جبتک کہ بنی نوع انسان ایک دشمن سے بچنے کے لئے لڑنے کا کام دوسرے دشمن سے لیتے رہے یعنی اُنہون نے ایک حاکم کی اطاعت باوجود اُسکے ظلم و تعدّی کے اِس شرط پر منظور کی کہ وہ انکو بیرونی دشمنون کی دست اندازی سے کسیقدر محفوظ رکھے۔ تب تک اُنکی خیالات آزادی کچھہ بہت دور نہین گئے +

استداد زمانہ سے انسانی ترقی کا وہ وقت آیا کہ فرمان رواون کا ایسا طاقتور ہونا جس سے کہ اُنکی ذاتی اغراض اور رعایا کی بہبودی مین تخالف پیدا ہو فضول سمجھا جانے لگا + لوگ سمجھنے لگے کہ عہدہ دارون کا رعایا کی طرف سے چُنا جانا اور مقرر ہونا بہت بہتر ہے۔ تاکہ جب وہ چاہین انکو معزول کر سکین + اِس سے اُنکو کامل اطمینان اِس بات کا ہو سکتا تھا کہ کوئی ایسی بات نہ ہونے

پانیگی جو اُن کے حق مین مضر ہو + اس زمانہ مین بادشاہ کے اختیارات کی محدود کرنے کا خیال لوگون نے کسی قدر چھوڑ دیا۔ اور آہستہ آہستہ اکثر ملکون کی رعایا مین یہی خواہش پھیلنے لگی کہ حاکمون کو میعاد مقررہ کے واسطے اپنی مرضی سے چُننا چاہیے + جب لوگ حاکمون کو محکومون کی مرضی سے ایک خاص عرصہ کے واسطے چننے کی تجویز کے پھیلانے مین بہت کوشش کرنے لگے تو بعض لوگون کا یہہ خیال ہوا کہ ہم سے پہلے اختیارات کا محدود کرنا حد مناسب سے بڑھکر مفید سمجھا جاتا تھا + اختیارات کو محدود کرنا تو اُن ظالمون کا علاج تھا جنکی اغراض بہبودی خلایق سے نقیض تھین۔ اب تو اس بات کی خواہش ہی کہ حاکم محکومون ہی سے چُنے جائین تاکہ اُنکی مرضی اور اُنکے مقاصد قوم کی مرضی اور قوم کے مقاصد سے متحد ہوں۔ اس بات کی کچھہ ضرورت نہین ہے کہ قوم ہی سے قوم کو بچانے کی کوشش کیجائے۔ قوم اپنے اوپر ظلم نہین کریگی + اگر حکام اپنے اعمال کے قوم کے آگے جوابدہ ہون اور اُنکا معزول کرنا بھی قوم کے اختیار مین ہو تو خواہ کتنے ہی وسیع اختیارات اُن کو تفویض کیے جائین کچھہ اندیشہ نہین۔ کیونکہ اُن کا عمل مین لانا رعایا کی مرضی ہی پر منحصر ہی + ایسی حالت مین حاکمون کا طاقتور ہونا گویا قوم ہی کا طاقتور ہونا ہی۔ اور فرق صرف اتنا ہی ہی کہ اگر حاکم نہ ہون تو قوم کی طاقت چھوٹے چھوٹے حصون مین بٹ جائے اور اُس کو عمل مین لانا یا اُس سے فائدہ اُٹھانا بہت مشکل ہو +

تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ یہہ خیالات یورپ کے آزادی پسند لوگون مین پائے جاتے تھے اور سوائے انگلنڈ کے اب تک بھی تمام یورپ مین پھیلے ہوئے ہین ایسے لوگ بہت کم ہین جو گورنمنٹ کی اختیارات محدود کرنا چاہتے ہون اور اگر بعض گورنمنٹون کی نسبت وہ اختیارات کا محدود کرنا ضروری اور لازمی سمجھتے ہین تو انکی یہہ رائے ہے کہ ایسی گورنمنٹین ہونی ہی نہین چاہئیں + انگلستان مین بھی یہہ خیالات اسوقت تک پائے جاتے اگر وہ باتین نہ ہوتین جن سے کہ یہہ خیالات پیدا ہوئے تھے جاری رہتین +

پولیٹکل معاملات کے متعلق جو مسایل ہین اُنکے حسن و قبح اس وقت تک معلوم نہین ہو سکتے - جب تک کہ لوگ اُن پر تجربی عمل نہ کرنے لگین - فلسفہ کے مسائل کی صحت و غلطی بھی تب ہی معلوم ہوتی ہے جب وہ مسایل عام مین مروّج ہو جاتین + اسی طرح جو لوگ کاروبار دنیاوی مین دخیل ہین اور جنکی رائے ان معاملات مین مانی جاتی ہے - اُنہین کے عیب و صواب لوگون پر ظاہر ہو سکتے ہین - برعکس اسکے جنکو کوئی کسی معاملہ مین پوچھتا ہی نہ ہو اُن کی بُرائیان اور خوبیان معلوم نہین ہو سکتین + یہہ خیال کہ رعایا کو سلطنت جمہوری کی حالت مین گورنمنٹ کے اختیارات کے محدود کرنے کی کچھہ حاجت نہین - تب تک ہی بدیہی سمجھا جاتا تھا جب تک کہ جمہوری سلطنت کا وجود محض خیالی تھا اور اس سلطنت کے

حالات پُرانی تواریخون مین ہی پڑہا کرتے تھے ۔ یہہ خیال فرانس کے
رِوولیوشن سے بھی نہین بدلا ۔ جس کا بہت بڑا حصّہ چند ظالمون کے
ظلم کا نتیجہ تھا اور جس کا باعث بہرحال اُن انسٹی ٹیوشنون کا اثر نہین
تھا جن کی بُنیاد رعایا نے قائم کی تہی ۔ بلکہ جس کا سبب بادشاہون اور امرا
کے ظلم سے بغاوت کرنا تہا ۔ مگر کچھہ عرصہ مین جمہوری سلطنت دنیا کی ایک
بہت بڑے حصہ مین پہیل گئی ۔ اور یہہ جمہوری سلطنت والے گروہ کئی قومون
مین اُن قومون کے بڑے طاقتور حصّے ہوگئے ۔ جیسا کہ معمول ہے بڑی
بڑی باتون پر ہمیشہ نکتہ چینی ہوتی ہے اور ایسی باتین داناؤن کی طبع آزمائی
کے لئے تختۂ مشق ہوتی ہین ۔ یہہ طرز سلطنت بھی جس مین کہ عہدہ دارون
کو رعایا کی مرضی سے چُنا جاتا ہے اور اُن کو رعایا کے آگے جواب دہ ہونا
پڑتا ہے ۔ داناؤن کے آگے ایک بحث طلب مسئلہ ہوگیا ۔ لوگ اب
سمجھنے لگے کہ سلف گورنمنٹ اور "قوم کا خود ہی اپنے آپ پر فرمانروا ہونا"
ایسے الفاظ ہین جن سے اِس معاملہ کی ٹھیک ٹھیک حالت پیش نظر
نہین آتی ۔ حاکم و محکوم کے دو جُدا گانہ فریق تھے ایک فریق
حاکم تھا اور دوسرا محکوم ۔ اور "رعایا کی حکومت اپنے آپ پر" اس کے
یہہ معنے نہین ہین کہ ہر ایک شخص اپنے آپ پر خود ہی حکومت کرتا ہے
بلکہ اس سے یہہ سمجھنا چاہیے کہ ایک خاص فریق باقی حصہ قوم کے

ہر ایک منفرد پر فرمان رواہے + رعایا کی مرضی یا رعایا کی رائی اِسکے معنے عموماً یہہ سمجھنے چاہئین کہ رعایا کے حصّہ کثیر کی رائی یا ایسے حصّہ کی رائے جو پولٹیکل معاملات مین دخل دینے کے قابل ہو یا جسکی رائے اُسکے طاقتور ہونیکے سبب سے کثرت رائی سمجھی جائے + اس صورت مین اگر رعایا اپنے کسی خاص حصّہ پر ظلم کرنا چاہے تو وہ کرسکتی ہی اور جس قدر احتیاط کسی اور قسم کے ظلم سے کرنی پڑتی ہے اُسیقدر احتیاط اُسکے ظلم و تعدی سے کرنی چاہئے + حاکمون کے اختیارات کا محدود کرنا خواہ وہ اپنے اعمال کے لئے رعایا کے آگے یعنی رعایا کے حصّہ کثیر کے آگے جوابدہ بھی ہون - ضروری ہی + یہہ خیالات جیسے کہ پولٹیکل فلاسفرون کے ذہن مین آئے ویسے ہی اُن لوگون کے دلون مین بھی گذرے - جنکی ذاتی اغراض کو ریاست جمہوری کے قیام سے بہت کچھہ صدمہ پہنچتا ہی + اور اب بھی پولٹیکل مباحثون مین ایک بحث طلب امر یہہ ہی کہ اُس حصّہ قوم کے ظلم سے جسکی رائی قوم کے بقیہ حصّے پر غالب ہو کیونکر بچنا چاہئے +

پہلے یہہ ہی سمجھا جاتا تھا کہ کسی قوم کے حصّہ کثیر کا ظلم صرف پولٹیکل عہدہ دارون کے ذریعہ سے ہی ہوسکتا ہی - مگر دانا فوراً سمجھہ گئے کہ اگر سوسائٹی ظالم ہونے پر آئے (یعنے سوسائٹی بحیثیت مجموعی ہر ایک منفرد پر) تو اِسکے وسائل ظلم صرف اُن ہی اعمال تک محدود نہین ہین جو پولٹیکل عہدہ دارون

کے ہاتھہ سے گذرین + علاوہ انکے سوسائٹی کے اور احکام بھی ہین جنکی تعمیل
وہ خود (یعنی بلا وساطت حکام) کرا سکتی ہے اور کراتی ہے۔ اور اگر سوسائٹی کے
وہ احکام بجائے صحیح اور درست ہونے کے غلط ہوان۔ ایسے معاملات مین
ہون جن مین سوسائٹی کو مداخلت نہین کرنی چاہیے تو یہہ سوسائٹی کا ظلم ان
پولیٹکل ظلمون سے زیادہ تر خوفناک ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ اُن احکام کی عدم
تعمیل کی کچھہ بہت سخت سزائین نہین دیجاتین۔ مگر چونکہ اُن سے بچنے
کی صورتین بھی بہت محال ہوتی ہین اسلئے اُنکے واجب التعمیل ہونے کا خیال
دل مین بہت ہی اثر پیدا کرتا ہے + عہدہ داران ملک اور انتظامی افسرون
کے ظلم سے بچنا ہی کافی نہین بلکہ سوسائٹی کے ظلم سے محفوظ رہنا بھی ویسا
ہی ضروری ہے۔ اور وہ ظلم سوسائٹی کا یہہ ہے کہ سوسائٹی اپنی رایون کی
پیروی کرانے کی غرض سے اُن لوگون کے لئے جو اُس سے متفق نہ ہون
علاوہ قانونی سزاؤن کے بہت سی سزائین مقرر کرے اور ہر ایک شخص
کو اپنا ہم خیال بننے پر مجبور کرنے کے لئے طرح طرح کے وسایل عمل مین لائے
اور شخصی آزادی کے درخت کی تر و تازگی کی ہی صرف مانع نہ ہو۔ بلکہ حتی الامکان
اسکی بیخ گیری ہی مین ہر نوع کی مزاحمات پیدا کرے + شخصی* آزادی مین

فٹ نوٹ * شخصی آزادی کے معنے ہین وہ آزادی جس سے شخصیت قایم رہے۔ اور شخصیت سے اُن عادات و خصایل طبعی کی مراد ہے جو ایک شخص مین بہنسبت افراد دیگر کے نرالے ہون۔ اور انہی سے بڑھکر کسی خاص فعل کیطرف مایل کرین شخصیت کو قایم رکھنے سے مراد ہے۔ ایک شخص کو اپنی خاص اوصاف کی ترقی دینے اور میلان طبعی کو پورا کرنے کی اجازت دینیا + مانی حیم

سوسائٹی کی رائے کی بیجا مداخلت کی ایک حد ہے۔ اُس حد کو دریافت کرنا اور زور آوروں کی دست اندازیوں سے اُسے محفوظ رکھنا انسانی ترقی کے لئے ایسا ہی ضروری ہے جیسا پولیٹیکل ظلم سے بچنا +

اگرچہ عام طور پر اِس بات سے کوئی انکار نہیں کرتا کہ شخصی آزادی میں سوسائٹی کی مداخلت کی ایک خاص حد معین ہے۔ لیکن یہہ امر کہ وہ حد کونسی ہے (یعنے شخصی آزادی اور سوسائٹی کے اختیارات کو ایک مناسب اعتدال پر کس طرح سے رکھا جائے) ابتک بحث طلب ہے + اس میں کچھہ شبہ نہیں کہ اگر لوگوں کے جذبات نفسانی کو روکنے کے لئے کوئی ذریعہ نہ ہو تو انسانی زندگی بہت تلخ ہوجائے۔ اسلئے لابد ہے کہ چند قواعد معین ہوں جن کی پابندی بذریعہ قانون ہم پر لازمی کیجائے اور جن قواعد کی پابندی کے لئے قانون کے ذریعہ سے مجبور کرنا مفید نہ ہو اُن کے لئے رائے جمہور* ایک وسیلہ قرار دیا جائے + لیکن وہ کونسے قواعد ہیں؟ یہہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب نہایت ضروری ہے + یہہ ایک ایسا مسئلہ ہے (اگر اُن چند باتوں کا خیال نہ کیا جائے جس میں کہ آسانی سے قواعد مقرر کئے گئے ہیں) جس کے حل کرنے میں بڑی ہی دقت پیش آتی ہے + ایک نسل

نوٹ * رائے جمہور یعنے سوسائٹی کے حصۂ کثیر کی رائے۔ عوام کی رائے۔ پبلک اوپینین + سوسائٹی میں بدنام ہونا۔ یا برادری سے نکالا جانا۔ یہہ ایسی سزائیں ہیں جو رائے جمہور کے ذریعہ سے دیجاتی ہیں + مترجم

کے لوگون کا دوسری نسل کے لوگون سے اتفاق ہہین - ایک ملک کے
باشندون کی راے کا دوسرے ملک کے باشندون کی رائے سے اختلاف
ہی - اور اُس پر طرّہ یہہ ہے کہ سب ایک دوسرے کی رائے پر متعجب ہوتے
ہین اور ہر زمانہ اور ملک کے لوگون کو اپنی رایون کی صحت کا ایسا کامل یقین
ہوتا ہے کہ گویا اُس مسئلہ مین تمام نوع انسان کا اتفاق ہے + جو قوانین
اُنکے یہان مقرر ہین اُن کا بجا ہونا اُن کو غایت درجہ کا بدیہی معلوم ہوتا
ہی + یہہ دہو کا جو تمام عالم کو ہے رسم ورواج کے ساحرانہ اثر کی ایک
مثال ہے - جس کو لوگ مقتضیات طبعی سے دوم درجہ پر قرار دیتے ہین -
مگر جس کا اثر مقتضیات طبع کے برابر ہی سمجہا جاتا ہی - یا یون کہنا چاہیے کہ
اسمین اور مقتضیات طبع مین تمیز کرنا بہت مشکل ہے + بہت بڑی وجہ
اس بات کی - کہ اُن قواعد کے نقص جن کی پابندی رسم ورواج کی وجہ سے
لوگ ایک دوسرے سی چاہتے ہین اوربہی کم معلوم ہوتے ہین - یہہ ہی کہ
بجا و بیجا رسوم کی تمیز مین دلیل سے کام لینا نامناسب یا غیر ضروری سمجہا
جاتا ہی + بعض اشخاص جو نام کو تو فلاسفر کہلاتے ہین لوگون کو یہہ یقین دلاتے
ہین کہ ایسی باتون مین دلیل کو عمل مین لانا غیر ضروری ہی - اور انکا دل ہی
رسوم کے واجب و ناواجب ہونے کا فیصلہ کرسکتا ہے + جس اصول پر یہہ
لوگ چاہتے ہین کہ اپنے اعمال کی بنا رکھین وہ یہہ ہے - کہ ہر ایک شخص

اپنی خواہش دل کے موافق اور اُن لوگون کی پسند کے مطابق جن سے کہ اُسکا تعلق ہی عمل کرے + مگر کوئی شخص اِس امر کا اقرار نہ کریگا کہ جس فعل پر وہ بغیر کسی دلیل کے سوچے صرف اپنے دل کی خواہش پوری کرنیکے لئے آمادہ ہوتا ہی وہ ضرور ہی دلایل کے سوچنے پر بھی ایک بجا فعل معلوم ہو بلکہ جس فعل کے بجا یا بیجا ہونے کا فیصلہ کوئی شخص بغیر دلایل کے عمل مین لانے کی صرف خواہش دلی ہی کو معیار قرار دیکر کرتا ہے۔ وہ فعل صرف اُسکی اپنی فہم کے موافق بجا یا بیجا قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور جس قدر کہ اِس فعل کے دلایل کے مطابق بجا یا بیجا ہونے کا یقین ہی۔ اُسی قدر اُن افعال کی صحت کا یقین بھی ہوسکتا ہی جو صرف دوسرون کو خوش کرنے اور رضامند رکھنے کے لئے کئی جاتی ہین + عام آدمی کسی فعل کے بجا ہونیکی یہی کافی دلیل سمجھتے ہین کہ اُنکا اور بہت سے لوگون کا دل ان افعال کے بجا ہونے کی شہادت دیتا ہے (بغیر اِسکے کہ وہ دلائل عمل مین لاتے ہین) اور یہہ دلیل نہ صرف کافی ہی سمجھی جاتی ہی۔ بلکہ بہت سے شخص تو اپنے اخلاق کی بنا بھی اِسی اصول پر قایم کرتے ہین۔ اور اُنکے مذاق بھی اِسی اصول کو مدنظر رکھنے سے بن جاتے ہین۔ یہانتک کہ مذہبی مسایل کو سمجھنے مین بھی اِنہین اصولون سے مدد لیجاتی ہی + کئی باتین ہین جن کے بموجب لوگ دوسرون کو خاص طریقہ افعال پر مجبور کرنا چاہتے ہین یعنے سوسائٹی

جن اصولوں کے مطابق لوگوں کو عمل کرنے پر مجبور کرنا چاہتی ہی۔ وہ مختلف ہین۔ اور اُنکے بواعث بھی بہت سے ہین + چنانچہ افعال کو محمود و مذموم قرار دینے مین انہین بواعث کا اثر پڑتا ہے + بعض اوقات قومی تعصبات کے سبب سے بعض افعال جو واقع مین بیجا ہین لوگ بجا بلکہ واجب قرار دیتے ہین + اکثر ایسے خیالات کے باعث سے جنکی بنا صرف وہم و خیال ہی پر ہے اور جو کسی خاص قوم مین رائج ہین۔ وہ افعال جو واقع مین مذموم ہین محمود اور جو حقیقت مین محمود ہین مذموم سمجھے جاتے ہین + ایک طاقتور حصہ قوم کی ذاتی اغراض کمزور حصہ کو ملحوظ خاطر رکھنی پڑتی ہین۔ اور اس سبب سے وہ ایسے افعال کو جو اس طاقتور حصہ کے مفید ہون (اور باتون کے لحاظ سے خواہ وہ کیسے ہی ہون) محمود سمجھنے پر مجبور ہوتے ہین۔ اور امتداد زمانہ سے رسم و رواج کا ساحرانہ اثر اُن افعال کے نیک ہونے کو اور بھی اُنکے دلون پر منقش کر دیتا ہی + سپارٹا کے باشندون اور قوم ھلوٹ* مین جس قسم کی سلوک کو اخلاق حسنہ کا ایک بہت بڑا جز سمجھا جاتا تھا۔ اور جس قسم کی اطاعت بادشاہ اور رعایا مین بعض ممالک مین ضروری خیال کیجاتی ہے۔ جس قدر جان نثاری عورتون کو مردون کے لئے کرنی فرض سمجھی جاتی ہے۔ یہہ سب اس بات کی بڑی جیّد مثالین ہین کہ جہان نوع انسان کا ایک طاقتور حصہ

فٹ نوٹ * یہہ غلامون کی ایک قوم کا نام ہے۔ مترجم

کسی کمزور فریق پر مدت تک قابض رہا ہے وہاں کمزور کو کس کس قسم کی افعال اپنے ضعیف ہونے کے باعث کرنے پڑے ہیں + اور اکثر یہہ دیکھا گیا ہے کہ اُس طاقتور حصہ کے لوگون مین بھی اُنکے تحکم اور خود غرضی کی وجہ سے عجیب انقلاب واقع ہوگیا ہے - اُنکے اخلاقی عادات و جذبات پر اِسکا بہت اثر ہوا ہے جس کا ظہور اُنکے باہمی سلوک مین صاف نظر آتا ہی + اگر کسی جماعت کا رعب جو اُسے گذشتہ زمانہ مین حاصل تھا جاتا رہا - یا اگر کسی حصۂ قوم کے طاقتور ہونے سے اُس قوم کے اکثر لوگ ناخوش رہی - تو افعال کے نیک و بد قرار دینے مین اِس ناراضگی کا بہت کچھہ اثر ہوا + جن باتونکو لوگ حاکمان وقت کی نظرمین یا اپنے دیوتاؤں کی رائے مین پسندیدہ یا مکروہ خیال کرتے تھے اُنکا اثر بھی لوگون کی ممنوعات و فرائض پر جن کی پابندی قانونی سزاؤن کے ذریعہ سی یا رائے جمہور کے وسیلہ سی کرائی جاتی تھی بہت کچھہ ہوتا تھا - اِس انتہا درجہ کی اطاعت کی بنا اگرچہ خود غرضی پر تھی (یعنے اِسواسطے کہ حاکمان وقت یا اُنکے دیوتا اُن سے خوش رہین) مگر بعد مین لوگ صدق دِل سے افعال محمودہ کی شایق اور افعال مذمومہ سے متنفر تھے - ممنوعات سے لوگون کو کراہت دِلی یہانتک تھی کہ زمانہ سلف مین مخالفین مذہب اور جادوگرون کو زندہ جلا دیتے تھی + جو امور سوسائٹی کے مضر یا مفید ہین اُنکا بھی ممنوعات و فرائض پر بہت کچھہ اثر ہو - مگر حسن ابی یہہ تھی

کہ جو افعال محمود و مذموم قرار پانے تھے اُنکی نسبت لوگ یہہ نہین سمجھتے تھے کہ
اُنکا کرنا نہ کرنا اِسلئے فرض ہی کہ یہہ سوسائٹی کے لئے مضر یا مفید ہین بلکہ
بے سوچے سمجھے لوگ اُن مفید یا نقصان مند باتون کو خاص بواعث سے پسند
یا ناپسند کرتے تھے۔ اور اگرچہ اِسی طرح بے سوچے سمجھے بعض باتون کو خاص وجوہات سے
پسند کرنا اور بعض سے نفرت کرنا سوسائٹی کے لئے مفید نہین لیکن لوگونکا
یہہ خیال تھا کہ انسانی مقاصد کے حصول کا یہی بہترین طریقہ ہے +

پس بہت بڑا اصول جسکے لحاظ سے وہ تمام قوانین جنکی پابندی
قانونی سزاؤن یا رائے جمہور کے مخالف سی کرائی جاتی ہی بنے ہوئے ہین
یہہ ہی۔ کہ سوسائٹی یا کوئی طاقتور حصہ سوسائٹی کا جن باتون کو پسند کری
اُنپر عمل کرنا اور جن باتونکو ناپسند کری اُنپر عمل کرنے سی پرہیز کرنا چاہیئے
جو اشخاص عام لوگون کی بہ نسبت کچھہ بڑھکر خوض و فکر کرنے والے گذرے
ہین اُنہون نے اِن تمام معاملات کے اصول پر کسی قسم کا اعتراض نہین کیا۔
اگرچہ فروعات کی وہ بہت کچھہ مخالف رہی۔ اُنہون نے اپنی توجہ اِس بات
کی تحقیقات پر ہی صرف کی کہ کونسی باتین سوسائٹی کو پسند کرنی چاہئین
اور کونسی ناپسند۔ مگر اِس بات پر کسی نے اعتراض نہ کیا کہ آیا جن باتون کو
سوسائٹی پسند یا ناپسند کرے اُن پر عمل کرنے یا اُن سے مجتنب رکھنے کے
واسطے ہر ایک شخص کو خواہ بذریعہ قانون خواہ بذریعہ رائے جمہور مجبور کیا جا سکتا

ہے ۔ نہیں + جن امور میں اُنکا اور سوسائٹی کا رائے میں اختلاف تھا
ن ہیں سوسائٹی کی رائے کو بدلنے کی کوشش کی - مگر عام مخالفین اپنے
سکے لئے آزادی حاصل کرنے کی بالکل سعی نہ کی + مذہبی معاملات میں البتہ
سی کسی شخص نے سوسائٹی کے ان اختیارات پر بنظر اصول اپنی رائے ظاہر
کی ہے اور اُس کو خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا ہی + یہہ ایک ایسی بات ہے جس
سے ہم بہت سے سبق لے سکتے ہیں - خصوصاً یہہ کہ مدرکہ اخلاقی (کانشنس
ایک ایسی طاقت نہیں ہے جو ہم کو ہمیشہ صحیح رائے دے اور واجبات پر عمل
کرنے کی ہدایت کرے - کیونکہ ایسے شخصوں کا تعصب جو مذہبی قیود کی نہایت
پابند ہیں اور اُنکی دلی نفرت دوسرے مذہب والوں کی نسبت اکثر اُنکی
اخلاقی اصولوں کی ہدایت کا نتیجہ ہوتی ہے - جو لوگ یونیورسل چرچ کی اطاعت
سے ابتدا میں منحرف ہوئے اُنکو خود اپنے پیروان مذہب کا تخالف رائے
اتنا ہی ناگوار تھا جتنا یونیورسل چرچ والوں کو + جب فریقین میں تنازعہ کا
جوش فرو ہوا - اور طرفین میں سے کسی کو بھی فتح نصیب نہ ہوئی - تو بجائے
اسکے کہ ایک فریق دوسرے کو اپنے مسایل کی صحت کا قایل کرتا دونوں
ہی پر شاکر رہے کہ ہم میں خود ہی اُن مسایل کی نسبت اتفاق بنا رہے اور
ہی پیروی اُن مسایل کی صحت کا شبہ نہ کرنے لگیں + مگر پیروں میں
سے ہی مختلف رائے والوں نے جب دیکھا کہ یہہ ممکن نہیں کہ ہمارے مخالفین

سب کے سب ہمارے موافقین بن جائین اور نیز یہہ کہ ہمارے مخالفین بہت سے ہین اور کبھی ہماری رائے والے کثرت نہ پاینگے تو اُنہون نے اختلاف رائے کی اجازت حاصل کرنے پر زور دیا + غرضیکہ لوگون نے صرف مذہبی معاملات مین ہی سوسایٹی کے برخلاف رائے ظاہر کرنیکے حقوق کے اصولون پر نظر کی ہے اور سوسایٹی کے اُن اختیارات پر جنکے ذریعہ سے وہ مخالفین کی رائے کو جبراً بدلے کا سوی دیسکی ہے بہت کچھہ اعتراض کیا ہے + جو لوگ آجکل کی مذہبی آزادی کا مبداء ہے۔ اُنہون نے مدرکہ اخلاقی (کانسنس) کی آزادی کو ایک مسلّم حق انسانی قرار دیا ہی اور وہ بالکل نہین مانتے کہ کوئی شخص اپنے مذہبی عقاید کا دوسرون کے آگے جوابدہ ہوسکتا ہی + مگر جن مسایل کو لوگ دل سے مانتے ہین اور جنکو وہ ضروری سمجھتے ہین اُن مسایل کے مخالفین سے کراہت ایک طبعی امر ہی اور اسی سبب سے (اُن مقامات کو مستثنیٰ سمجھکر جہان لوگ مذہبی معاملات کی پرواہ نہین کرتے یا مخالفین مذہب کے اعتراضات کا جواب دینا اور مذہبی تنازعون سے امن وچین مین خلل ڈالنا ناپسند کرتے ہین۔ اور ساتھہ ہی اسکے مذہبی آزادی کو بھی کسیقدر واجب سمجھتے ہین) مذہبی آزادی پوری طرح کسی جگہ بھی عمل مین نہین آتی + اُن ممالک مین بھی جہان مخالفین مذہب کو بہت کچھہ آزادی حاصل ہے۔ مذہبی اعتقادات پر صدق دل سے قایم رہنے والے اِس آزادی کو چند شرایط کے ساتھہ ہی تسلیم کرتے ہین + کوئی تو چرچ کی قوانین مین

مخالفت گوارا کرتا ہی - مگر مذہبی مسائل میں مخالفت کو پسند نہیں کرتا + اور کوئی یہہ امر گوارا کرتا ہی کہ ہر ایک شخص خواہ کچھہ ہی ہو مگر پی پسٹ* یا یونی ٹیرین† نہ ہو + اور کسی کی یہہ ضد ہے کہ ہر ایک کو کسی نہ کسی الہامی مذہب کا پیرو ہونا چاہیے + اور بعض یہانتک مہربانی کرتے ہین کہ جزویات پر کسی کی خواہ کچھہ ہی رائے ہو - مگر ہر ایک کو واجب الوجود کی ہستی کا قائل ہونا چاہیے - اور اس بات کو ضرور ماننا چاہیے کہ اس زندگی کے بعد کوئی روحانی زندگی بھی ہی + مگر جس جگہ حصہ کثیر کسی قوم کا کسی رای کی صحت پر حق الیقین رکھتا ہی اور اپنی رائے پر بڑے جوش کے ساتھہ قایم ہے وہان وہ حصہ اپنے اختیارات کو برائے نام ہی کم کرتا ہے +

انگلستان مین بعض خاص تواریخی حالات کے سبب سے رائے جمہور کے اختیارات بمقابلہ قانونی اختیارات کے دیگر ممالک یورپ کی بہ نسبت زیادہ تر وسیع ہین - اور اگر واضعان قانون کوئی ایسا قانون بنائین یا عہدہ داران ملک کوئی ایسا فعل کرین جس سے لوگونکی شخصی آزادی مین خلل واقع ہو - تو یہہ بہت ناگوار ہوتا ہی - اس وجہ سے نہین کہ شخصی آزادی کا بہت کچھہ لحاظ ہی - بلکہ اس سبب سے کہ لوگ ابھی تک گورنمنٹ کی اغراض کو پبلک کی فواید سے متناقض سمجھتے ہین + قوم کے حصہ کثیر کا ابھی تک یہہ خیال نہین ہی کہ گورنمنٹ کا

فٹ نوٹ * مذہب روم مین کتھلک کے پیروں کو پی پسٹ کہتے ہین + مترجم

فٹ نوٹ † ایک فرقہ عیسائیون کا جو مسئلہ تثلیث کو نہین مانتا - اور خدا کی توحید کا قائل ہے + مترجم

طاقتور ہونا گویا اُنہین کا طاقتور ہونا ہے۔ اور گورنمنٹ کی رائے گویا اُنہین کی
رائے ہے + جب اُنکا یہہ خیال ہوگا تب شخصی آزادی گورنمنٹ کے ہاتھون سے
ویسا ہی زوال پائیگی جیسا کہ اب رائے جمہور کے ہاتھون سے پاتی ہے + اب تک
لوگون کی طبیعتین ایسی ہین۔ کہ اگر قانون لوگون کے شخصی معاملات مین ایسی
دست اندازی کرے جو پہلے کبھی نہین ہوئی۔ تو وہ اس بات کو نہ سوچینگے کہ آیا
قانون کی مداخلت ان معاملات مین واجب ہے یا ناواجب بلکہ خواہ مخواہ برانگیختہ
ہوجائینگے + چنانچہ اسی خاصہ طبیعت کی وجہ سے جسکو فی الجملہ ہم مفید ہی قرار
دیسکتے ہین لوگون نے جتنے موقعون پر بیجا مداخلت کی مخالفت کی اُتنے ہی موقعون
پر بجا مداخلت سے بھی ناراضگی ظاہر کی ہے + اصل مین کوئی عام اصول مسلم ایسا
نہین ہے جسکے ذریعہ سے گورنمنٹ کی مداخلت کو بیجا یا بجا ہونے کے لحاظ سے
واجب و ناواجب قرار دیا جائے۔ لوگ اپنے دل کی خواہشون کے مطابق فیصلہ
کرتے ہین + بعض لوگ جب دیکھتے ہین کہ کوئی مفید تجویز عمل مین لانی ہے یا کسی
نقص کو رفع کرنا ہے تو گورنمنٹ ہی سے اُسکا ذمہ اُٹھانے کی ملتجی ہوتے
ہین + اور بعض اشخاص جب دیکھتے ہین کہ کوئی نقص سوسائٹی مین پھیلا ہوا
ہے۔ تو اُس نقص کا قایم رہنا گوارا کرتے ہین۔ اور یہہ نہین سمجھتے کہ اگر اُس
نقص کے رفع کرنے مین گورنمنٹ کی مداخلت بجا ہے تو ہم برخلاف اپنی عادات
اور طبایع کے گورنمنٹ کی مداخلت کو برداشت کرین۔ اور جو رنج اپنی پُرانی

عادات کے خلاف عمل کرنے سے ہو اُس کو سہین ۱ غرضکہ جب کوئی معاملہ
پیش آتا ہے تو اُس مین لوگ اپنے اپنی دل کی خواہشون کے مطابق گورنمنٹ
کی مداخلت کو بجا یا بیجا سمجھتے ہین - یا اِس امر کا خیال کر لیتے ہین کہ جس بات
مین گورنمنٹ مداخلت کرنا چاہتی ہی وہ ہمارے مطالب و اغراض سی کسقدر
علاقہ رکھتی ہی - یا اِس امر کا لحاظ رکھتے ہین کہ گورنمنٹ اُس بات کا فیصلہ
ہماری رائے کی مطابق یا ہماری خواہشون کے بموجب کریگی یا نہین لیکن
یہہ خیال نہین کرتے کہ آیا وہ معاملہ ایسا ہی یا نہین - جس مین گورنمنٹ کو مداخلت
کرنی چاہیئے ٭ معلوم ہوتا ہی کہ ایک اصول مقررہ کے نہ ہونے کے باعث جتنے موقعون
پر گورنمنٹ سے ایسے معاملات مین مداخلت کرنے کی آرزو کیجاتی ہے جن مین
اِس کو ہرگز دخل نہین دینا چاہیئے - اُتنے ہی موقعون پر گورنمنٹ کا ایسی
باتون مین دخل دینا جن مین اُسے دخل دینا چاہیئے بُرا سمجھا
جاتا ہے ٭

اِس کتاب مین ہم ایک بدیہی اصول قرار دیا چاہتے ہین جسپر
اُن تمام اختیارات کی بنا جو سوسائٹی کو افراد پر من حیث الجماعت حاصل ہونی
چاہیئین رکھینگے - وہ اختیارات خواہ کسی فعل پر مجبور کرنیکے ہون اور خواہ کسی
فعل سی باز رکھنے کی - اور اُنکے عمل مین لانے کا ذریعہ خواہ قانونی سزائین قرار
دیجائین خواہ رائے جمہور کا تخالف ٭ وہ اصول یہہ ہی کہ بنی نوع انسان

میں [illegible] باوجود [illegible] کسی کی آزادی [illegible] صرف اپنی حفاظت
آزادی میں کسی طرح کی [illegible] نہیں [illegible] + یعنے جب کوئی شخص
ہماری آزادی [illegible] طرح سے مخل ہو [illegible] تو ہم اسکی آزادی فعل کو
اُسی حد تک [illegible] سکتے [illegible] آزادی کے نقصان
ہوتا ہے + ہم کسی مہذب سوسائٹی کے ممبر کو کسی فعل کے کرنے یا کسی کام سے باز رکھنے
پر خلاف اُس کی مرضی کے صرف اُسی حالت مین مجبور کر سکتے ہین جب ہمارا
مدعا یہہ ہو کہ اسے دوسرون کو ضرر پہنچانے سے باز رکھین + اسکی بھلائی کیلئے
ہم اسکو مجبور کرنیکے مجاز نہین + اگر کسی کو فعل یا ترک فعل پر اس دلیل سے
مجبور کرین کہ اس مین اسکا اپنا فائدہ ہوگا یا ایسا کرنے سے لوگ اُسے دانا سمجھینگے
تو یہہ قرین انصاف نہین + یہہ باتین خاص اُسکی ذاتی بہبودی سے علاقہ رکھتی
ہین - ان پر عمل کرنیکے لئے ہم صرف اُسے فہمایش کر سکتے ہین - یا دلایل کے زور
سے اُسکے فواید ثابت کر سکتے ہین - مگر یہہ واجب نہین کہ اُسے مجبور کرین + یا
اگر وہ خلاف ہمارے کہنے کے عمل کرے تو اُسے کسی طرح کا ضرر پہنچائین + ہمکو
اُسے مجبور صرف اُسی حالت مین کرنا چاہئے جس حالت مین دوسرونکو نقصان
پہنچنے کا ڈر ہو + سوسائٹی کے آگے ایک شخص صرف اُسی فعل کا جوابدہ ہو سکتا
ہے جسکا اثر اُسکے سوا دوسرون پر بھی پڑتا ہو + جو باتین صرف اُسی کی متعلق
ہین اُن مین سوسائٹی کچھہ پرسش نہین کر سکتی اور اُن مین وہ مطلق العنان ہے

اپنے جسم و عقل پر ایک شخص کو کامل حکومت ہو +

شاید اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین کہ اس مسئلہ کا
اطلاق نوع انسان پر صرف اُسی حالت مین درست ہے - جب اُنکے قوائے عقلی
جسمانی پورے پورے شگفتہ ہو جاین + بچون کا یا اُن لوگون کا ذکر نہین جو قانون
مروجہ کے رو سے بالغ نہین کہلا سکتے + جو لوگ ایسی حالت مین ہون کہ دوسرون
کی نگرانی اُنپر ضروری ہو - اُنہین خود اپنے افعال کے نقصانات سے بچانا ویسا ہی
ضروری ہی جیسا کہ دوسرونکے ضرر سے + علی ہذا القیاس ہم اُن غیر مہذب قومون کا
بہی ذکر نہین کرتے جنکو بحالت مجموعی گویا نابالغ سمجھنا چاہیئے + حالت ابتدائی
مین اتنی مشکلات انسانی ترقی کی مانع ہوتے ہین کہ اُن مشکلات پر غالب آنے کیلئے
کوئی خاص تدبیر قرار نہین دیجا سکتی + مختلف موقعون پر مختلف تدابیر عمل
مین لانی پڑتی ہین - اور چونکہ اُن موقعون کی پیش بینی نہین ہو سکتی - اسلئے اگر
حاکم کے اختیارات محدود ہون تو وہ ہر ایک تدبیر عمل مین نہ لا سکے + پس جس
فرمان روا کی طبیعت مین رعایا کی ترقی کا جوش بہرا ہو اُسے اختیار ہونا چاہیئے
کہ وہ جس تجویز کو ایسے مدعا کے حصول کے لئے ضروری سمجھے - جس کا حاصل ہونا
کسی اور طرح ممکن نہ ہو - اُسے وہ عمل مین لائے + وحشیون کے ملک مین تو
حکومت شخصی کا ہونا بہت اچھا ہی - بشرطیکہ رعایا کی ترقی حاکم کا اصل مقصد ہو
اور جو تدابیر وہ عمل مین لاتے وہ [illegible] ایسی ہون جو اُسکے مقصد کو حاصل کرنیکا

عمدہ ذریعہ ہون ۔ جب تک کہ نوع انسان اس قابل نہ ہون کہ بحث و مباحثہ سے یا خیالات کے آزادانہ طور پر ظاہر ہونے سے ترقی کرسکین تب تک آزادی کے کچھ معنے ہی نہین ۔ اُسوقت تک اُنکو یہی چاہیئے کہ اگر خوش قسمتی سے کوئی بادشاہ اکبر یا شارلمین* سا ملجائے تو اُسکی اطاعت آنکھین بند کرکے کیے جائین ۔ مگر جب انسانی ترقی یہان تک پہنچ جائے کہ وہ اپنی آیندہ ترقی کی مختلف تجاویز کو سمجھہ سکین ۔ اور اُنپر عمل کرنیکے قابل ہون ۔ یا اس لایق ہون کہ صرف فہمایش سے ہی اپنے نیک و بد کو سمجھہ جائین ۔ تو اُس حالت مین لوگون کو اُن باتون کے لئے جو اُنکی ذاتی بہبودی کے لئے مفید ہین ۔ صاف طور پر مجبور کرنا یا اس طرح سے مجبور کرنا کہ بحالت عدم تعمیل اُنکو سزا دیجائے واجب نہین ۔ اور ایسا کرنا صرف دوسرون کی حفاظت کی غرض سے ہی مناسب ہے یہہ بیان کرنا واجب ہے کہ مین اپنے دلایل کو محض خیالی حقوق کا فایدہ نہین دینا چاہتا ۔ میری دلیل کا مدار صرف اسی امر پر نہین کہ کسی شخص کو دوسرے کی آزادی مین خلل انداز ہونے کا حق حاصل نہین ۔ بلکہ مین ثابت کرنا چاہتا ہون کہ اس دخل اندازی سے مقاصد انسانی کو صدمہ عظیم پہنچتا ہے ۔ تمام افعال کی

فٹ نوٹ * یہہ بادشاہ سنہ ۶۳ ع میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۴ ع میں مرگیا اسنے بہت سے ملکون کو فتح کیا اور سنہ ع مین روما کے پوپ سے آگسٹس کا خطاب پایا ۔ اسکی سلطنت بحیرۂ شمالی سے لیکر بحیرۂ قلزم تک اور ملک سپین سے لیکر دریائے دانیوب اور فرات تک جو برٹیا مین واقع ہے پھیلی تھی اسنے بہتسے عمدہ قواعد بنائے اور علوم و فنون کو بہت ترقی دی ۔ مترجم

بنا انسانی مقاصد کے حصول یا سود مندی پر ہونی چاہیئے۔ مگر میں ان ذاتی مقاصد
کسی کام کو اُن مقاصد کے لحاظ سے مفید یا مضر قرار دینے کو [illegible]
کہ چونکہ انسان ایک ترقی کرنیوالا حیوان ہے انسانی مقاصد بہت وسیع ہیں اور
انسانی مقاصد میں اسکا ترقی کرنا بھی ایک بہت بڑا مقصد ہے + ان مقاصد
کے لحاظ سے میری رائے میں کسی فرد بشر کی شخصی آزادی کو صرف انہی افعال
کے کرنے سے روکنا چاہیئے جن کا علاقہ دوسروں سے ہو۔ یعنی جن کے نتیجے
ایسے نتائج کی ہوں جنکا اثر دوسرے کی آزادی پر ہو + اگر کوئی شخص دوسرے
کو کسی قسم کا ضرر پہنچائے تو ظاہر ہے کہ وہ قانونی سزا کا مورد بنیگا۔ اور
جن حالات میں قانونی سزا اسکا ذریعہ عمل میں نہ آسکے سوسائٹی کا اُس سے
نفرت کرنا اُسکے لئے کافی سزا ہوگی + اسکے علاوہ اور بہت سے کام دوسروں کے
فائدہ کے ہیں جنکے کرنے پر سوسائٹی ہر ایک شخص کو مجبور کر سکتی ہے۔ مثلاً عدالت
میں گواہی دینا یا ایسے کاموں میں مدد دینا جو تمام لوگوں کے بچاؤ کے لئے
کئے جائیں۔ یا جنکا کرنا سوسائٹی کے لئے جسکے وہ زیر سایہ رہتا ہے نہایت ضروری
ہو۔ یا ایسے کام جنکا کرنا اُسی کی کمال مہربانی اور رحم پر منحصر ہو مثلاً کسی شخص
کی جان بچا دینی یا کسی غریب اور درماندہ کو کسی ظالم کے ضرر سے بچانا یہ
ایسی باتیں ہیں کہ جب انکا کرنا ہر ایک شخص کا فرض ہے تو انکے نہ کرنیکے واسطے
ہر ایک شخص سوسائٹی کو جوابدہ ہو سکتا ہے + ایک شخص دوسروں کو فعل اور

ترک فعل دونون کے ذریعہ سے ضرر پہنچا سکتا ہے۔ اور دونون صورتون
مین وہ سوسائٹی کے آگے ضرر رسانی کا جواب دہ ہی+ اسمین کچھہ شبہ نہین
کہ حالت موخرۃ الذکر مین سوسائٹی کو سوچ سمجھکے جبر عمل مین لانا چاہیے کیونکہ
اگر کوئی شخص دوسرون کو نقصان پہنچاوے تو اُسکا جواب دہ ہونا ایک
قاعدہ مسلم ہے۔ لیکن اگر کوئی صرف دوسرون کو نقصان یا ضرر سے بچانیکی
کوشش نہ کرے تو اُس سے پرسش کرنی اِس قاعدہ کلیہ کو مقابلہ مین
بمنزلہ مستثنی کے ہی+ تاہم بہت سی ایسی باتین ہین جو ان مستثنیات مین
ہی شمار کیجاتی ہین۔ اور جن مین سوسائٹی کی طرف سے جبر عمل مین لانا
نہایت مناسب خیال کیا جا سکتا ہی+ معمولی برتاؤ مین اگر ہماری کسی فعل کا اثر
ذرہ بھی کسی دوسرے شخص پر پڑتا ہی تو ہم عدالت مین اُسکے آگے اور
بحالت ضرورت سوسائٹی کے آگے بھی جواب دہ ہو سکتے ہین۔ کیونکہ سوسائٹی
دونون کی محافظ ہی+ ایسی وجوہات بھی ہو سکتی ہین جنکے باعث سے ہم اُسکو
جوابدہی سے معذور رکھین مگر وہ وجوہات خاص خاص حالات مین ہی پیدا
ہوتی ہین اور اُنکے بموجب کسی فعل کی سوسائٹی کی طرف سے پرسش نہ ہونی
مصلحت وقت خیال کیجاتی ہی۔ یا تو یہہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اُس خاص فعل کے
کرنے یا نکرنیکا فیصلہ ہر ایک شخص کے عقل و فکر پر چھوڑ دینا بہ نسبت اسکے کہ اُسکو
کو سوسائٹی کی طرف سے مجبور کیا جائے۔ بہتر ہے۔ یا یہہ دلیل ہو سکتی ہی کہ اگر

سوسائٹی ایسا دخل دینے کی کوشش کرے اور مجبور کرنا چاہے تو بعض ایسے نقصانات پیدا ہوں جو اُن نقصانوں سے جنکا انسداد مقصود ہے۔ زیادہ ہوں۔ جب ان وجوہات سے ہم کسی شخص کو جوابدہ ہونیکے لئے مجبور نہ کرسکیں۔ تو اسی شخص کی عقل و فکر و قوت تمیز پر سب کچھہ چھوڑنا چاہئے۔ اور اُس شخص کو لازم ہے کہ جس حالت مین اُسپر کسی قسم کا جبر نہین اور وہ کسی کے آگے جوابدہ نہین تو دوسرون کی مطالب اور اغراض کا اَور بھی زیادہ لحاظ رکھے + مگر ایسے فعل بھی ہین جنکا اثر سوسائٹی کے مطالب و اغراض پر اگر کچھہ ہوتا ہے تو بالواسطہ ہوتا ہے۔ ان مین وہ سب کام شامل ہین جو ہر چند فاعل فعل سے ہی متعلق ہون اور جنکو کرنیوالا گو ذاتی بہبودی یا ذاتی مطالب کے لحاظ سے ہی کرتا ہے مگر اُنکا اثر دوسرون پر بھی پڑتا ہے۔ اگرچہ اس اثر سے بچنا اُنکے اختیار مین ہے + ہر ایک کام جسکے نتائج خواہ کتنے ہی کسی شخص کی ذاتِ واحد سے علاقہ رکھنے ہون سوسائٹی پر بھی کچھہ نہ کچھہ اثر پیدا کرتا ہے۔ اور اسلئے یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ سوسائٹی کو ہر ایک فعل کے روکنے کا اختیار ہے۔ اسکا جواب بعد مین دیا جائیگا + پس انسانی آزادی کی حد مناسب یہہ ہی ہے کہ دوسرون کی آزادی مین خلل نہ آئے اور اس مین تین باتین شامل ہین +

اوّل آزادی رائے یعنے آزادی اس بات کی کہ ہر ایک شخص کو کسی علمی یا مذہبی عقلی یا اخلاقی مسئلہ یا کسی روزمرہ کے کارآمد مسئلہ پر ہر طرح کی رائے رکھنے کا اختیار ہے + اظہار رائے کی آزادی اگرچہ کسی اور اصول کے متعلق ہے کیونکہ

خیالات کا ظاہر کرنا ایک ایسا فعل ہے جسکے نتائج دوسروں تک بھی پہنچتے
مین - مگر چونکہ یہہ بھی ویسی ہی ضروری ہے جیسے آزادی خیالات کی - اور
جن وجوہات سے آزادی رائے کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے - اُنھین دلائل
سے آزادی اظہار رائے کا مفید ہونا بھی پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے - اسلئے اُن
دونون کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہین سمجھہ سکتے * **دوم** آزادی اس بات
کی کہ ہر ایک شخص جس شغل مین چاہے اپنی عمر بسر کرے - اور حصول معیشت کے
واسطے یا کسی اور غرض کے لئے جونسا پیشہ چاہے اختیار کرے - اور اپنا چال چلن
اور وضع جسطرح کہ چاہے رکھے جونسا شغل اپنی طبیعت کے موافق سمجھے اُس مین اپنی
اوقات گذاری - شرط صرف یہہ ہے کہ دوسرونکو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے -
چاہے لوگ اُسکو بیوقوف خیال کرین یا اُسکے اعمال کو بدتر قرار دین * **سیوم**
اس شخص کی آزادی سے یہہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ جن کامون کی فرداً فرداً ہر ایک
کو آزادی حاصل ہے اُن کامون کے لئے ہر ایک گروہ حالت مجموعی مین بھی آزادی
رکھتا ہے - یعنے اِس بات کی کچھہ روک ٹوک نہ ہونی چاہیے کہ جس فعل کے کرنیسے
دوسرونکو ایذا نہ پہنچے اُسکے انجام دہی کیلئے چند اشخاص باہم اتفاق کرلین - اس
امر کا لحاظ ضروری ہے کہ جو لوگ شامل ہون وہ بالغ ہون یا جبر و فریب کے ساتھہ شامل
نہ کئے جائین *

جس سوسائٹی مین اسطرح کی آزادی کا کچھہ بھی لحاظ نہین رکھا جاتا وہ آزادی

ہین ہی اور جس سوسائٹی مین اسطرح کی آزادی بلا قید و شرط نہ پائی جائی وہ سائٹی
کبھی پوری آزاد نہین کہلا سکتی + آزادی اسکو کہتے ہین کہ ہر ایک شخص اپنی بہلائی
کیلئے جو چاہے سو کرے بشرطیکہ دوسرونکا کچھہ نقصان نہ کری یا دوسرون کی بہلائی
مین مزاحم نہو + ہر ایک اپنے جسم و عقل کو جسطرح چاہے اعتدال پر رکھے + اگر ہر ایک جس
کو - بجائی اسکے کہ جسطرح سوسائٹی چاہے عمر بسر کرنیکے لئی مجبور کیا جائے - اس بات کی اجازت
دیجائی کہ جسطرح وہ چاہے اپنی اوقات بسر کری تو نوع انسان کیلئے نہایت مفید ہو +
اگرچہ اس مسئلہ کو کسی صورت مین نیا نہین کہہ سکتے - اور بعض لوگ اسکو
مسلّم الثبوت بھی خیال کرتے ہین - مگر حقیقت تو یہہ ہی کہ آجکل لوگونکا عمل اور میلان
طبع اسکے بالکل برخلاف ہی + جو معیار سوسائٹی نے اعلی درجہ کی سوشیل ترقی کا رکھا
ہی - اُسکے بموجب عمل کرنیکو تو مجبور کرتی ہے - مگر جو معیار افراد کی ذاتی خوبیون کا قرار
دیا ہی اُسکے مطابق عمل کرانے کی کوشش بھی کرتی رہی ہی + پرانے زمانہ کی
سلطنتون مین اس رواج کو بہت مناسب سمجھتے تھے اور پرانے زمانہ کی فلاسفر بھی
اسی رواج کی تائید مین تھے کہ ہر ایک شخص کا ذاتی چال چلن بھی گورنمنٹ کی ہدایت کے
بموجب موضوع ہونا چاہیئے - اور دلیل یہہ رکھتے تھے کہ ہر ایک کو تعلیم و تربیت دینا
گورنمنٹ کا اعلی مقصد ہی - یہہ ایسا خیال ہی کہ جسکا درست ہونا ہم صرف ان سلطنتون کے
بارہ مین تسلیم کر سکتے ہین جو چارون طرف دشمنون سی گھری ہوئی تھین - اور جنکی نسبت
ہر وقت اس بات کا اندیشہ رہتا تھا کہ غنیم کا حملہ یا انکی اپنے ہی جھگڑے انکی ترقی کی مانع نہ ہون

یا اگر وہ ترقی کریں تو اس ترقی کے اثر کو زائل نہ کر دیں اور اگر انکی ترقی دیکھ
انپر چھوڑی جائے تو رہ جائے۔ ایسے لوگ البتہ اس قسم کی آزادی سے ترقی
نہیں کر سکتے کیونکہ اگر کوئی قوم آزاد رہکر ترقی کرنا چاہے تو ضروری ہی کہ کچھ عرصہ
تک وہ آزادی سے متمتع رہے۔ ایسی قومیں جنکو دشمنوں کی دست اندازی کا ہر وقت
ڈر لگا رہتا تھا ایک عرصہ دراز تک امن میں نہیں رہتی تھیں۔ یا یہہ کہنا چاہیئے کہ
دشمنوں کے ہاتھوں سے بسبب نقصانات انکو وقتاً فوقتاً اٹھانے پڑتے تھے۔ ان سے
انکی تمام ترقی کے ثمرات برباد ہو جاتے تھے۔ اور انکو پھر نئے سرے سے تہذیب
کی کتاب کا ابجد خوان ہونا پڑتا تھا۔ اور چونکہ اس درجہ تہذیب پر فائز ہونیکے
لئے جسکے بعد وہ آزاد رہکر ترقی کر سکتی تھیں ایک عرصہ درکار ہوتا تھا۔ اور وہ
مدت ابھی گذرنے نہیں پاتی تھی کہ انکو پھر حالت اصلی پر بباعث تعدی دشمنان
تنزل کرنا پڑتا تھا اسلئے گورنمنٹ ہی کو بذریعہ حکومت انکی شخصی تہذیب و لیاقت
کی نگرانی کرنی مناسب ہوتی تھی۔ آجکل چونکہ پولیٹکل عہدہ داروں کو متعلق اور
بہت سے کام سپرد ہوتے ہیں۔ اور نیز اس وجہ سے کہ دنیاوی اور مذہبی معاملات
کی حکومت اب متحد نہیں رہی (یعنی جس فریق کو اب دنیاوی معاملات میں حکمرانی
کا اختیار حاصل ہی اسکو مذہبی معاملات میں کسی طرح کی مداخلت کرنیکا حق نہیں)
قانون کے ذریعہ سے لوگوں کی ذاتی معاملات میں چنداں مداخلت نہیں ہوتی۔
لوگوں کا برا بھلا کہنا ہی ذاتی معاملات کی حسن و قبح کی سزا و جزا ہے مگر طریقہ یہ کہ

جو شخص ذاتی معاملات مین عام راے کی برخلاف عمل کرتا ہی وہ ہر طرح سی مورد طعن و تشنیع ہوتا ہی - اور جو سوشل معاملات مین کثرت رای سے انحراف کرتا ہی اُسکو اتنی لعن و طعن نہین ہوتی ۔ آجکل کے بعض مُصلحانِ قوم جو پُرانے مذہبونکی بہت مخالف ہین - مذہبی حکومت کے تقرر کو بہت مناسب اور واجب خیال کرتے ہین اور اپنے دعوے کی بیان مین دوسرے چرچ کی لوگون اور زمانہ سلف کے فرقون سے کچھہ کم جوش ظاہر نہین کرتے + خصوصاً ماسر کونٹ* اپنی کتاب مین یہہ رائے ظاہر کرتے ہین کہ سوسائٹی کو من حیث الجماعت افراد پر بہت وسیع اختیارات ہونے چاہئین - یہانتک کہ پُرانی زمانہ کے پہلے درجہ کے اطاعت پسند اور قواعد کی پابندی چاہنے والے فلاسفر بھی سوسائٹی کے اختیارات کو اتنی وُسعت دینا پسند نہین کرتے تھے جتنی کہ انہون نے مناسب سمجھی ہی +

اگر ہم بعض عقلمندونکی ذاتی رایون سی قطع نظر بھی کرین تو بھی ہم ساری دنیا کے لوگون کی رائی کا میلان اسی بات کیطرف پاتی ہین کہ سوسائٹی کی اختیارات کو جو اُسے افراد پر حاصل ہین حد مناسب سے بڑھکر وسیع کرنا چاہئی - اور اس مقصد

فٹ نوٹ * یہہ مشہور فلاسفر فرانس مین سنہ ۱۷۹۵ء مین پیدا ہوا تھا - سنہ ۱۸۳۰ء سے سنہ ۱۸۴۲ء تک یہہ ایک کتاب کی تصنیف مین جو چھہ جلدون مین چھپی ہی اور جس مین اسنے علم فلسفہ کی مسائل رہنی طرز سے بحث کی ہی مصروف رہا - بعد مین اسنے ایک کتاب تصنیف کی جس مین اسنے سوسائٹی کو ایک نئے اصول پر قایم کرنیکی کوشش کی - اور الہامی مذہب کے بجائے ایک سادہ مذہب جاری کرنا چاہا - اس مذہب مین اسنے نوع انسان کو بحیثیت مجموعی معبود قرار دیا ہی اس فلاسفر کو نوزیٹو سسٹم وف فلاسفی کا موجد کہتے ہین - سنہ ۱۸۵۷ء مین مرگیا + مترجم

کے حاصل کرنیکے لئے قانون سے مدد لینی اور اِس خیال کو عام مین پھیلانا کہ سوسائٹی
کے اختیارات وسیع ہونے چاہئین ضروری ہے۔ چونکہ آجکل نوع انسان کی تمدنی
حالت مین اِس قسم کی تبدیلی ہوتی جاتی ہے جس کا رجحان سوسائٹی کو من حیث الجماعت
طاقتور اور من حیث الافراد ضعیف کرنیکا ھے۔ اِسلئیے یہہ دست درازی جو سوسائٹی
افراد کی حقوق پر کرتی ہے اُن برائیون مین سے نہین ہے جو خود بخود گم ہوجانیوالی
ہین۔ بلکہ یہہ وہ نقص ہے جو روز بروز بڑھتا چلا جاتا ھے۔ حاکمونکا یا ممبران
سوسائٹی کا دوسرون سے اپنے خیالات اور طبایع کی پیروی چاہنا انسان
کے طبعی خواص کا نتیجہ ہے۔ جنہین سے بعض تو اسکی شرافت کی دلیل ہین اور بعض
اُسکی رذالت کی۔ اور اِس طبعی آرزو کا پورا نہ ہونا تب ہی ممکن ہے جب اُسکے
پورا کرنیکے سامان نہ ہون یعنے طاقت نہ ہو۔ مگر چونکہ طاقت گھٹتی نہین بلکہ
بڑھتی جاتی ہے اسلئیے جب تک اِس آرزو کے ناواجب ہونیکا خیال لوگونکے
دلون مین نہ پیدا کیا جائے۔ اور اُسپر عمل کرنیکے نقصانات نہ بتائے جائین
تب تک ہم اِسے روز افزون ہی دیکھین گے۔

اگر ہم بجائے اِسکے کہ ایکدفعہ ہی اِس مسئلہ پر عام طور کی بحث کرین اوّل
صرف اُسکی ایک حصہ پر ہی اپنے خیالات محدود کرین تو استدلال مین سہولت ہوگی۔
اور یہہ حصہ وہ ہوگا جسپر عمل کرنا بموجب اُن اصولون کے جو ہم نے پہلے بیان کیے
ہین کسیقدر واجب سمجھا جاتا ہے۔ یعنے آزادی خیالات جس سے ہم خیالات کی ظاہر

کرنیکی آزادی کو (بذریعہ تقریر یا تحریر) علیحدہ نہین سمجھتے + اگرچہ یہہ فیصلہ
آزادی کی کسی حد تک ان تمام ممالک مین جہان فلسفہ بھی زندہ ہے آزادی پائی جاتی
ہی پولیٹکل معاملات کی عمدہ بنا کیلیے ضروری سمجھے جاتی ہین - مگر جو وجوہات بالا
انکی تائید مین ہین اُنسے عام لوگ ناآشنا ہین - اور صاحب فکر بھی انکی اسی قدر
نہین کرتے جتنی کہ چاہیے + اُن دلائل کو اگر بخوبی سمجھہ لیا جائی تو انکا اطلاق
اِس خاص حصہ آزادی کی علاوہ آزادی کے اور حصون پر بھی ہو سکتا ہی - اور اُن پر
اچھی طرح سے غور کرنا فی الحقیقت مضمون کو حل کر دیتا ہے + پس اگر مین ایک ایسے
مضمون پر جس پر تین صدیون سے بحث ہوتی آئی ہی ایک دفعہ اور طبع آزمائی
کرون تو مجھے امید ہی کہ وہ اصحاب جنکو یہہ خیالات جو مین پیش کرونگا کچھہ نئے
معلوم نہ ہون مجھے معاف فرمائینگے +

فصل دوم - آزادی رائے و اظہار رائے

وہ وقت گذر گیا کہ جب آزادی پریس کے بارہ مین جسے گورنمنٹ کی ظلم سے
بچنے کا ایک عمدہ ذریعہ سمجھنا چاہیئے کچھہ کہنا ضروری ہوتا + اب واضعان قانون یا
عہدہ داران ملک کو جنکی اغراض رعایا کی اغراض سے متحد نہین اس امر سے باز رکھنے
کیلئے کسی دلیل کی حاجت نہین کہ وہ رعایا کو خاص قسم کی رایون پر جنہین وہ اچھا
سمجھتے ہون عمل کرنے دین اور خاص قسم کی خیالات کو جنہین وہ پسند کرین اُنکے

کانون سے گذرنی دین + علاوہ برین متقدمین نے اِس مسئلہ پر نہایت خوبی کے
ساتھہ اکثر بحث کی ھے - اور اِسلیئے اِسکا ذکر اِس جگہ خصوصیت کے ساتھہ کرنا
کسیقدر فضول ھے - اگرچہ قانونِ انگلستان پریس کے بارہ مین ابھی تک ویسا ہی
تنگ نظر ہی جیساکہ ٹیوڈرس* کیوقت مین تھا - مگر پولیٹکل مباحثون کا انسداد
قانون مشکل ہی سے کرسکتا ہی - اِلّا اِس حالت مین کہ جب وزرای سلطنت کو کسی
بلوہ کے برپا ہونیکا ڈر ہوا اور وہ حواس باختہ ہوکر ادہر اُدہر ہاتھہ مارنی لگین +
جن ممالک مین واضعانِ قانون و حاکمانِ ملک کا تقرر رعایا کی استرضا سے
کیاجاے - خواہ بعد مین اُنکے افعال کی پرسش رعایا کی طرف سے کماحقہٗ ہو یا
نہ ہو وہان اُنکے ہاتھون سے اظہار رائی کی آزادی مین دست اندازی ہونیکا
بہت کم ڈر ہوتا ہی - بشرطیکہ حصّہ کثیر رعایا کا ہی باقی کے حصّہ پر ظلم نہ کرنا چاہے -
اور اُن واضعانِ قانون کو ہی اپنے ظالمانہ سلوک کو عمل مین لانے کا ذریعہ
نہ بنائے + مگر بالفرض اگر گورنمنٹ رعایا کی رائے کے مطابق اور اُنکی استمزاج سے
بھی اظہار رائی کی آزادی کو روکنا چاہے - تو میری رائی مین رعایا کو بھی یہہ اختیار
حاصل نہین ہی - خواہ اِسکو وہ براہ راست عمل مین لانا چاہے اور خواہ گورنمنٹ کا
وسیلہ ڈھونڈھے + یہہ اختیار ہی بیجا و ناواجب ہے - جس گورنمنٹ کی بنا عمدہ

فٹ نوٹ * یہہ ایک خاندان کا نام ہے جو انگلستان مین فرمانروا تھا - اِس خاندان کا پہلا
بادشاہ ہنری ہفتم تہا اور اِس خاندان کا تسلط سنہ ۱۴۸۵ع سے سنہ ۱۶۰۳ع تک رہا + مترجم

اصولون پر ہو اسکے لئے بہی اس اختیار کو عمل مین لانے سے ویسا ہی پرہیز واجب ہے۔ جیسا کہ اُن گورنمنٹون کو جنکی بنا رہنایت بد اصولون پر رکھی گئی ہو + رعایا سے پوچہکر اور عوام سے استمزاج کے بعد اس اختیار کو عمل مین لانا ویسا ہی بُرا ہے جیسا کہ حالت برعکس مین۔ بلکہ صورت اوّل مین زیادہ نقصانات کے پیدا ہونیکا ڈر ہے + یہہ تو سب مانتے ہین کہ اگر تمام نوع انسان کی باستثنا ایک شخص کی ایک خاص رائے ہو تو اُس شخص کو یہہ اختیار حاصل نہین ہے کہ وہ باقی تمام لوگون کو اظہار خیالات سے روکے + ویسے ہی باقی تمام لوگون کو بھی یہہ اختیار نہین ہونا چاہیے کہ وہ اُس ایک شخص کو اظہار خیالات سے روکین + ان دونون حالات مین فرق یہہ ہی ہے۔ کہ بہت سے آدمی اگر چاہین تو اُس ایک شخص پر ظلم کرسکتے ہین۔ مگر وہ ایک شخص اُن تمام پر ظلم نہین کرسکتا۔ لیکن کسی فعل کے کرنیکے قایل ہونا اس فعل کے واجب ہونیکو ثابت نہین کرتا + اگر ایک شخص کی رائے کو صرف اُس شخص کا ملک ہی قرار دیا جائے یعنی اُس پر قایم رہنے سے سوائے اس شخص کے اَور کسی کو کچھہ فائدہ نہ ہو۔ اور بحالت مجبوری اس رائے سے دست بردار ہونے مین صرف اُس شخص کا ذاتی نقصان ہی ہو تو بھی اسکو اپنی رائے سے محروم کرنا بہت ظلم ہے اور اگر یہہ ظلم بہت سے آدمیون پر کیا جائے تو اور بھی بڑا بھاری ہے + لیکن اظہار رائے کی آزادی کو روکنے کی بڑی خرابی تو یہہ ہے کہ تمام نوع انسان کیا حال کے لوگ اور کیا آیندہ نسلون کے نقصان اُٹھاتی ہین +

اُس رائے کی مخالفین کو بہ نسبت معاونین کے اور بھی زیادہ نقصان پہنچتا ہی کیونکہ گروہ رائے صحیح ہی تو وہ اپنی غلطی کو رفع کرنے کا موقع ہاتھہ سے کھوتے ہیں۔ اور اگر وہ رائے غلط ہے تو بھی اُنکا اتنا ہی نقصان ہوتا ہی یعنے جو یقین ایک صحیح مسئلہ کو غلط مسئلہ سے مقابل کرنے مین اُسکی صحت کا پیدا ہوتا ہی وہ کبھی حاصل نہین ہوتا +

اِن دونون حالتون کو جداگانہ بیان کرنا ضروری ہی جنمین سے ہر ایک کیلیے جداگانہ دلایل پیش کئے جا سکتے ہین + ہمکو کبھی حق الیقین اس بات کا نہین ہو سکتا کہ جس مسئلہ کی ترویج یا جس رائے کا پھیلنا ہم روکا چاہتے ہین وہ مسئلہ یا رائے غلط ہی ہی۔ اور اگر ہم کو یقین کامل بھی ہو تو بھی اُس مسئلہ کی ترویج کو روکنا بُرا ہے +

اوّلاً جس رائے کی ترویج کا انسداد بذریعہ تحکم ہمکو منظور ہی۔ ممکن ہی کہ وہ صحیح ہو + جو لوگ اُسکا انسداد چاہتے ہین وہ بیشک اُسکی صحت کی قایل نہین ہین مگر کیا وہ غلطی سے منزہ ہین ؟ اُنکو اس بات کا کچھہ اختیار نہین کہ وہ تمام انسانون کو اپنی رائے منظور کرانے پر مجبور کرین۔ اور دوسرونکو اپنی عقل کے استعمال سے باز رکھین + ہمارا کسی کی رائے کو سُننے سے انکار کرنا اس خیال سے کہ ہمکو اُسکی رائے کے غلط ہونیکا یقین ہے۔ اِسکے یہہ معنے ہین کہ ہم کو اپنی رائے کی صحت کا حق الیقین ہی۔ اظہار رائے کی آزادی کو روکنا گویا

اپنے آپ کو غلطی سے منزہ سمجھتا ہے + اس آزادی کو روکنے کے خلاف یہی دلیل کافی ہے۔ اور اگرچہ یہہ ایک عام دلیل ہے مگر عام ہونے کی وجہ سے اسکی وقعت کچھہ کم نہین ہے +

غلطی سے انسانونکا منزہ نہ ہونا یون تو سب مانتے ہین۔ مگر اس خیال کا اثر لوگون کے افعال پر بہت کم ہوتا ہے۔ گو یہہ فقرہ کہ اَلانسان مرکب مِن السہوِ والنسیان ہر کہ و مہ کی زبان زد ہے۔ تاہم ایسے بہت کم ہین جو ہمیشہ اپنی اس خاصہ سے بچنے کی احتیاط کرین۔ اور اگر انکو کسی رائے کی صحت کا یقین ہو تو انکو یہہ خیال بھی پیدا ہو کہ شاید وہ اپنے خاصہ کی وجہ سے اُس رائے مین غلطی پر ہون۔ جو بادشاہ مطلق العنان ہین یا جن لوگون کے پاس ست بیٹھنے بہت ہین۔ انکو تو عموماً ہر ایک معاملہ مین اپنی رائے کی صحت کا حق الیقین ہوتا ہے مگر جو ان سے زیادہ خوش قسمت ہین اور جنہین اپنی رایون پر اعتراض سننے اور اپنی غلطی کو تسلیم کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ وہ جن رایون مین اپنے ساتھیون کو یا اپنے بزرگون کو متفق پاتے ہین اُن رایون کی صحت کا یقین کامل رکھتے ہین + کیونکہ جس قدر ایک شخص کو اپنی قوت استدلال کے ضعف کا خیال ہوتا ہے اسیقدر وہ دوسرون کی رائے کو بلا سوچے سمجھے صحیح خیال کرتا ہے + دوسرون سے عموماً ان لوگون کی مراد ہے جنکے ساتھہ نشست و برخاست کا اس کو موقع ملتا ہے۔ یعنے جو اسکی پارٹی سوسائٹی یا مذہب مین ہین + لیکن جو شخص اپنے

ملک یا اپنے زمانہ کی تمام لوگون کی رائے کا لحاظ رکھتا ہی اُسے تو نسبتاً بڑا آزاد اور وسیع خیال کہنا چاہیے۔ مسبوق الذکر اشخاص کا یقین اِس خیال سے کچھہ کم نہین ہوتا کہ مختلف فریق کی لوگون یا دوسرے مذاہب کے پیرون یا غیر ملک کے باشندون یا گذشتہ زمانہ کے لوگون کی بالکل مخالف رائے تھی۔ اور اب بھی ہی + وہ اپنی سوسائٹی کے لوگون کو صحت رائے کیلیئے اپنے مخالفین کے روبرو جواب دہ سمجھتے ہیں۔ اور اُنھین یہہ نہین سوجھتا کہ محض اتفاق سے ہی وہ ایک خاص مذہب کے پیرو یا ایک خاص سوسائٹی کے ممبر شمار کیئے جاتے ہین اور جن بواعث کے اثر سے وہ لنڈن کے چرچ کی پیرو ہیں اُنھیں بواعث سے اگر وہ چین مین پیدا ہوتے تو وہان کے مذہب کے پیرو ہوتے +

اس امر کی توضیح کی حاجت نہین ہی کہ جسقدر افراد کی غلطی کھانے کا امکان ہے اُسیقدر ایک زمانہ کے لوگون کا بھی غلطی مین پڑنے کا گمان ہی۔ ایک زمانہ کے لوگون کی رائیون کو زمانہ مابعد کے لوگون نے صرف غلط ہی نہین خیال کیا بلکہ لغو محض سمجھا + اور اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ جیسی پچھلے زمانہ کے لوگون کی بہت سی رائیون کو جو اُن مین مروج تھین۔ آجکل کے لوگون نے چھوڑ دیا ویسے ہی حال کے لوگون کی رائین آیندہ زمانہ مین متروک ہو جاینگی +

اِس دلیل پر اگر کچھہ اعتراض ہو سکتا ہی تو یہہ ہے کہ کسی غلط رائے کی ترویج کو روکنا ویسا ہی ہے جیسا عہدہ داران ملک کا اپنی عقل کے مطابق

اور اپنا ذمہ اٹھا کر کوئی اور کام کرنا - بہت سے کام سلطنت کی اسی طرح ہونے میں
دونوں حالتوں میں اپنے تئین غلطی سے منزہ سمجھنے کا الزام عاید ہوسکتا ہے - انسان
کو عقل اسواسطے دی گئی ہے کہ وہ اُسے استعمال کرے اور اس خیال سے کہ
غلطی میں پڑنے کا گمان ہے - کیا ہمکو عقل کے استعمال سے باز رہنا چاہیے ؟
جس رائے کی صحت کا علم ہم انسانی مقاصد کی منصرم سمجھے ہیں اسکی ترویج کی
انسداد میں سعی کرنا اپنے آپ کو غلطی سے منزہ سمجھنا نہیں ہے بلکہ باوجود اس احتمال
کے کہ ہم سے غلطی ہونے کا امکان ہے ایک فرض اہم کا ادا کرنا ہے -
یعنی اپنی عقل اور مذرکۂ اخلاقی (کانشنس) کی مطابق عمل کرنا + اگر ہم اپنی
رائوں پر اس خیال سے عمل نہ کریں کہ اُنکے غلط ہونے کا احتمال ہے تو ہم اپنی
سب کام چھوڑ دیں اور اپنا کوئی بھی فرض ادا نہ کریں + جو اعتراض انسان
کے تمام افعال پر عاید ہوسکتا ہے اُسکا اطلاق کسی خاص فعل کی نسبت کچھہ خصوصیت
نہیں رکھتا + گورنمنٹ اور ہر فرد بشر کا یہہ فرض ہے کہ جہانتک ہوسکے صحیح
رائوں کی ترویج میں کوشش کریں بہت احتیاط کے ساتھہ صحیح رائیں دریافت
کریں اور جب تک انکی صحت کا یقین کامل نہ ہو تب تک دوسروں کو انکی پیروی
کی لئے مجبور نہ کرے + مگر جب یہہ درجہ یقین کا حاصل ہو جائے تو پھر اُن رائوں
پر عمل نہ کرنا اور مخالف رایوں کی ترویج کو جنکی نقصان رسانی کا انکو یقین کامل ہے
گوارا کرنا - اس خیال سے کہ زمانہ تاریک میں لوگ اُن رایوں کا انسداد کرتی رہے

ہین جواب صحیح سمجھی جاتی ہین - مدرکہ اخلاقی (کانشنس) کے مطابق عمل کرنا نہین سی بلکہ بزدلی ہی + معترض کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر یہہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ آزمودہ را آزمودن خطاست - جب ہم نے دیکھہ لیا کہ جن رایون کا انسداد پُرانے لوگ بذریعہ حکم کرتے تھے وہ اب صحیح ثابت ہوئین تو کیا عجب ہی کہ جن رایون کا انسداد اب ہم کرین وہ آیندہ صحیح ثابت ہون + مگر رہ اُسکا جواب یون دیسکتے ہین کہ اور بہت سی باتین ہین جن مین دیگر اقوام و سلطنتون نے غلط احکام جاری کئے ہین لیکن جن پر اب گورنمنٹ کیطرف سی مداخلت کا عمل مین آنا غلطی نہیں سمجھا جاتا + بہت سی سلطنتون نے اور بہت سی نوع لوگون نے بے رحمی سے ٹکس لگائے اور جنگ و جدل کئے - مگر کیا اب کوئی تسلیم کرتا ہو کہ ہمین ٹکس نہین لگانے چاہئین اور جنگ نہین کرنی چاہئے + ہر فرد بشر اور گورمنٹ کو ہر بات جہانتک ہو سکے سوچ سمجھکر کرنی چاہئے - حق الیقین تو ناممکن ہی مگر انسانی معاملات مین صرف یقین ہی کافی ہی - ہمین اختیار ہی کہ ہم اپنی رایون کو اس درجہ تک صحیح سمجھیں کہ ان پر عمل کرنا مناسب معلوم ہو - شریر آدمیون کو ایسی رایون کی ترویج سے باز رکھنا جن کو ہم غلط اور نقصان مند سمجھتے ہین کچھہ اس سے بڑھکر نہین +

مین جواب دیتا ہون کہ اپنی رایون کے مطابق عمل کرنے سے ہرگز یہہ نتیجہ نہین نکلتا کہ شریر آدمیون کو اُسکے خلاف خیالات ظاہر کرنے سی روکنا چاہئے

ایک رائے کو صحیح سمجھنا اس خیال سے کہ مخالفین کو اس رائے کی تردید کا حسن قدر موقع دیا گیا ہے وہ اسکو غلط ثابت نہین کر سکے۔ اور ایک رای کو صحیح قرار دینا اسواسطے کہ ہم اسکی تردید گوارا نہین کر سکتے۔ اور اسلئے اسکی تردید کی اجازت نہین دیتے۔ ان دونون باتون مین زمین و آسمان کا فرق ہے + ایک رائے کو اس درجہ تک صحیح سمجھنے کے لئے کہ اسکے مطابق عمل کیا جائے یہہ سب سے پہلے ضروری ہے کہ مخالفین رائے کو اسکی تردید کی پوری آزادی حاصل ہو بغیر اس شرط کے پورا کرنے کے کسی رای کی صحت کا یقین ہونا طاقت بشری سے باہر ہے +

اگر ہم تواریخ کے ذریعہ سے متقدمین و متاخرین کی رائون پر غور کرین یا لوگون کی طرز اعمال کیطرف دیکھین تو ہم اس امر کی کون سی وجہ قرار دیسکتے ہین۔ کہ انسانی معاملات اور مروجہ رائین اس ترقی یافتہ حالت مین ہین اسکی یہہ وجہ تو ہو ہی نہین سکتی کہ ہر ایک شخص مین ایک ایسی قدرتی طاقت موجود ہے جسکے وہ ہمیشہ عمدہ اور صحیح رائین دریافت کر لیتا ہے۔ اور جسکے ذریعہ سے سوائے صحیح اون کے اور کچھہ بھی معلوم نہین ہوتا + کیونکہ سوائے بدیہی اور نہایت آسان معاملات کے اور سب باتون مین سو مین سے ایک شخص کوئی رای قایم کرنیکے قابل ہوتا ہے اور باقی کے ننانوین محض ناقابل۔ اور اس ایک کی قابلیت بھی اضافی ہے کیونکہ گذشتہ زمانہ کے بہت سے لائق شخصون کی ایسی رائین تہین جو اب محض

غلط سمجھی جاتی ہین۔ اور وہ بہت سے ایسے افعال کو جائز قرار دیتے تھے جو
اَب نہایت ناواجب خیال کئے جاتے ہین + پھر کیا وجہ ہی۔ کہ انسانون مین غلط
رائون کی نسبت صحیح رائون کی کثرت پائی جاتی ہی۔ یعنے آجکل جتنی رائین
مُروّج ہین اُنمین سے ایسے کم ہین جو خلافِ عقل ہون اور ایسی زیادہ ہین جو معقول
ہون اور مُہذّب قومون کے لوگون کے اعمال واجب زیادہ ہین اور ناواجب کم +
اگر واقع مین معقول رائون کی کثرت پائی جاتی ہی۔ (اور یہہ کثرت ہمیشہ پائی
جائیگی۔ سوائے اُس حالت کے کہ جب انسانی تہذیب نہایت تنزل مین ہو
یا کچھہ عرصہ تک نہایت خراب حالت مین رہی ہو) ۔ تو اسکی یہہ ہی وجہ ہی کہ انسان
اپنی غلطیان صحیح کرسکتا ہی۔ اور یہہ ہی اِسکے اشرف المخلوقات ہونیکا باعث
ہی + وہ اپنی غلطیون کو تجربہ سے یا باہمی مباحثہ سی رفع کرسکتا ہی۔ صرف
تجربہ ہی کافی نہیں۔ جو واقعات ہمارے تجربہ مین آتے ہین۔ اُنکے بواعث
بہت سے قرار دئے جاسکتے ہیں اور اُن بواعث کا قرار دینا بھی معرض بحث بننا
چاہیئے۔ کسی رائے کا غلط ہونا اور کسی فعل کا ناواجب ہونا دلائل و تجربہ کی ذریعہ
سے پایہ ثبوت کو پہنچ سکتا ہی۔ مگر واقعات اور دلائل بغیر اِسکے کہ ظاہر کئے
جاوین کچھہ اثر نہین رکھہ سکتے + مزید برآن ایسے واقعات بہت کم ہین
جنکا علم ہی صرف کافی ہو۔ اُنکے معنے بھی سمجھے جانے چاہئین اور اُنکی بواعث
کا علم بھی ضروری ہی۔ اِسلیے اُنکا باعث قرار دینے پر بھی بہت مباحثہ ہونا

چاہئے + پس جب انسانی عقل و فکر کی اصلی خوبی یہی ہی کہ جب اس میں کوئی
غلطی ہو تو وہ رفع ہو سکتی ہی - تو اِس حالت مین انسانی عقل کی صحت کا بھروسہ
تب ہی ہو سکتا ہی جب کہ اُس کو غلطی مین سے نکالنے کے وسائل ہر وقت موجود
رکھے جائین + اگر کسی شخص کی رائے قابل لحاظ سمجھی جائے و قابل تسلیم خیال کی جاتی ہے
تو اُسکی صرف یہی وجہ ہی کہ وہ اپنے خیالات پر ہمیشہ نکتہ چینی سنتا
رہا ہو - اور جو اعتراضات اُسے واجب معلوم ہوے اُن کو تسلیم کرتے ہوے فائدہ
اُٹھاتا رہا ہی - اور جب ہی اُن کی غلطی اپنے آپ کو اور نیز جب موقع ملا
دوسروں کو بھی سمجھاتا رہا ہی + اور وہ خوب جانتا ہی کہ کسی معاملہ مین کُلی واقفیت
انسان کو تب ہی حاصل ہوتی ہی جب وہ ہر طرح کی رائین اُس معاملہ کے متعلق
سنتا رہا ہو - اُس کو خوب معلوم ہو کہ مختلف قسم کے لوگ اس معاملہ کو کس نظر
سے دیکھتے ہین - اور اُن پر اُس نے غور کیا ہو + انہین ذرائع کو عمل مین
لانے سے لوگ دانا کہلانے لگتے ہین - اور انسان کیلیے اپنی عقل کی ترقی
کا سوائے اِسکے اَور کوئی ذریعہ نہین + دوسرون کی رائون کے ساتھ مقابلہ کرکے
مین اپنی غلط رائون کو صحیح کرنے اور غیر مکمل رائون کو مکمل بنانے کا موقعہ ملتا ہے
اِس سے بجائے اِسکے کہ اُن پر عمل کرنے مین تامل اور شبہ پیدا ہو اُنکی صحت پر
بھروسہ رکھنے کی ایک بڑی معقول دلیل پیدا ہوتی ہی - کیونکہ جب کسیکو مخالفین
کے تمام اعتراضات معلوم ہوتے ہین اور اُس کے جوابات بھی اسکے

پاس موجود ہونے مین - تو اس کو البتہ اس بات کا حق ہی کہ وہ اپنی راے
اور دوسرون کی نسبت جنہون نے یہہ تکلیف گوارا نہ کی ہو بہت قابل
وثوق سمجہے +

جب دنیا کے بڑے فاضل اور دانا شخصون نے جنکو اپنی عقل پر
بہت بہروسا ہو سکتا تہا یہہ ضروری سمجہا کہ جب تک مخالفین رائی کو تردید
راے کی اجازت نہ دی جاوے اور جب تک کہ اُنکے تمام اعتراضات سُنے نہ
جائین اپنی راے پر بہروسہ کرنا واجب نہین - تو پہر پبلک جس کو بہت سے
بیوقوفون اور چند داناؤن کا مجموعہ کہنا چاہیئے کس شمار مین ہے + اگر
نیوٹن * کی فلاسفی کی تردید کی ایسی عام اجازت نہ دیجاتی جیسے کہ دی گئی
تو نوع انسان کو اُسکی صداقت کا ایسا یقین نہ ہوتا + جن مسائل کی صحت کا
ہم کو کامل یقین ہی اس یقین کی بنا یہی ہونی چاہیئے کہ مخالفین کو اُنکی غلطی
ثابت کرنے کا ہر وقت اختیار ہی - اگر کوئی غلطی ثابت کرنیکی کوشش نہ
کرے یا باوجود کوشش کے ناکامیاب ہو تو بہی ہم کو اُس مسئلہ کی صحت کا حق الیقین
نہین ہو سکتا - مگر ہم اتنا کہہ سکتے ہین کہ ہم نے حتی الامکان کوشش کی اور

فٹ نوٹ * انگلستان کا یہہ مشہور ریاضی دان ۱۶۴۲ء مین پیدا ہوا اسنے علم ریاضی اور علم طبعی میں بہت سے مسائل دریافت کئے گردش ثقل کا مسئلہ اسی نے پہلے دریافت کیا تہا اُس نے ثابت کیا کہ نظام شمسی کی گردش ثقل ہی کی وجہ سے ہے علم مناظر و مرایا میں بہی اس نے بہت سی نئی باتیں دریافت کیں اسکے مسائل کی ابتدا مین بہت مخالفت ہوئی لیکن اب عموماً وہ مسلم ہین ۱۷۲۷ء مین مر گیا + مترجم

جس قدر تاحال عقل انسانی نے ترقی کی ہر اُس سے فائدہ اُٹھانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - صداقت کے حاصل کرنے مین ہر ایک تدبیر عمل مین لائے - اور اگر صداقت کا راستہ کھلا رکھا جائے یعنے مخالفین کو ہر وقت تردید رائے کی اجازت حاصل ہو تو یہہ امید ہوسکتی ہر کہ اگر کوئی اور اِس سے بہتر رائی یا مسئلہ ہوگا تو حسبوقت موقع ہوگا اور مناسب وقت آئیگا ہم کو معلوم ہوجائیگا + اِس اثنا مین ہم کو اسی بات پر شاکر اور صابر رہنا چاہیے کہ آجکل کے زمانہ مین جس قدر اصل حقیقت معلوم ہونی چاہیئے تہی وہ ہم کو معلوم ہی + نوع انسان کو جو غلطی سے منزہ نہین ہین حق الیقین کا یہی درجہ حاصل ہوسکتا ہی اور اُسکے حصول کا بھی صرف یہی طریقہ ہی +

تعجب ہی کہ لوگ اُن دلائل کی صحت کو جو اظہار خیالات کی آزادی اور عام مباحثہ کے بارہ مین دی جاتی ہین تسلیم کرتے ہین - مگر یہہ عذر کرتے ہین کہ اس آزادی کو نہایت درجہ تک نہین بڑھنے دینا چاہیئے - اور یہہ نہین سمجھتے کہ جن دلائل سے اِس آزادی کو نہایت درجہ پر لیجانا جائز ثابت ہوتا ہی اُنہین وجوہات سے اِسکا ایک خاص درجہ تک عمل مین لانا بہی واجب ثابت ہوتا ہی + جن مسائل کی صحت مین اُنکی رائے کے موجب شک وشبہ کی گنجائش ہی اگر اُن پر مباحثہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہین - مگر جس مسئلہ کی صحت مین اُنکو کچھہ کلام نہین اسپر بحث کرنا یا اسپر اعتراض کرنا اُنکی رائے مین ناجائز ہی + تعجب کا

مقام ہے کہ جو لوگ اس اصول پر علانیہ عمل کرتے ہین وہ مانتے ہین کہ انسان سے سہو و خطا ہو جایا کرتی ہے + اگر ایک شخص بھی کسی مسئلہ کو دلائل کے ذریعہ سے غلط ثابت کرنے کو موجود ہے اور وہ اپنے خیالات ظاہر کرنے پر آمادہ ہے مگر اُسے آزادی اظہار رائے حاصل نہین۔ تو ایسی حالت مین اس مسئلہ کی صحت کا حق الیقین رکھنا گویا اپنے آپ کو ایسے جج سے تشبیہہ دینا ہے جو صرف ایک فریق کی رائے سنکر سچائی کو نتارتا ہے۔ اور کسی رای کے غلط یا صحیح ہونے پر قول فیصل دیتا ہے +

آجکل کے لوگون کو (جنہین نہ تو مذہبی مسائل کا معتقد کہہ سکتے ہین اور نہ منکر ہی سمجھہ سکتے ہین) ایک رائے کی صحت کا تو اتنا یقین نہیں ہوتا جتنا یہہ خیال ہوتا ہے کہ بغیر اس یقین کے دنیا کا کام چلنا مشکل ہے۔ جس رائے کی تردید انہین نامنظور ہوتی ہے اُسکے مخالفین کو اظہار رائے کی آزادی دینے کی وجہ یہہ نہین بیان کیجاتی کہ اصل رائے صحیح ہے بلکہ یہہ کہا جاتا ہے کہ اُسکی صحت کا یقین سوسائٹی کے لئے نہایت ضروری ہے + لوگ سمجھتے ہین کہ ایسی بہت سی باتین ہین جنکی صحت کا یقین سوسائٹی کی بہبودی کے لئے اگر لازم و لابد نہین تو مفید تو ضرور ہے + اور جسطرح سوسائٹی کی بہبودی کے لئے بعض تدابیر کا عمل مین لانا گورمنٹ کا فرض ہے اُسی طرح ان عقائد مین خلل نہ آنے دینا بھی گورمنٹ کا اعلیٰ مقصد ہے + ایسے ضروری معاملہ

ہین اور ایسے اعلی فرض کے ادا کرنے ہین اگر تمام نوع انسان کی رائے گورنمنٹ
کی تائید مین ہو تو باوجودیکہ انسان غلطی سے منزہ نہین۔ گورنمنٹ کو اپنی
رائے پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے + یہہ دلیل بھی اکثر بیان کیجاتی ہے کہ صرف
شریر آدمی ہی ایسے مفید عقائد مین خلل اندازی کرنا چاہین گے۔ اور شریر
آدمیون کو ایسے افعال سے باز رکھنا کہ جنکہ صرف وہی وہ ارتکاب کرین نامناسب
نہین ہے + ان دلائل کے بموجب لوگ سمجھتے ہین کہ اظہار خیالات کی آزادی کو
روکنا اپنے آپ کو غلطی سے منزہ سمجھنا نہین ہے کیونکہ ان مسائل کی غلطی کے امکان
سے ہم انکار نہین کرتے ہم تو یہہ کہتے ہین کہ انکی صحت کا یقین ہو سوسائٹی کے لیے
نہایت مفید ہے۔ لیکن جن لوگون کی یہہ رائے ہے وہ یہہ نہین سمجھتے۔ ہمارے
الزام سے بری نہین ہو سکتے۔ اگر وہ یہہ تسلیم کرتے ہین کہ کسی مسئلہ کی صحت کے
امکان سے انکار کرنا اپنے آپ کو غلطی سے منزہ سمجھنا ہے۔ تو ان کو یہہ بھی ماننا چاہیے
کہ کسی مسئلہ کے غیر مفید ہونے کے امکان سے انکار کرنا بھی اپنے آپ کو ویسا ہی غلطی سے
منزہ تصور کرنا ہے + کسی رائے کا مفید یا غیر مفید ہونا بھی مبحث قرار دیا جا سکتا ہے۔
اسپر بھی اتنی ہی بحث ہو سکتی ہے اور اتنے ہی اعتراض ہو سکتے ہین جتنے کہ اس
کے صحیح یا غیر صحیح ہونے پر + اگر مخالفین رائے کو اپنی رائے کی صحت
ثابت کرنیکا پورا موقعہ نہ دیا جائے تو اس حالت مین کسی مسئلہ کو صحیح سمجھنا یا مفید
قرار دینا ایک ہی سی غلطی ہے + ایسی حالت مین یہہ ایک معقول اعتراض ہو گا کہ مخالفین رائے سے

اپنی رائے کو مفید یا بے ضرر سمجھنے اور دوسرون کو اُسکے فواید کی تلقین کرنے کے تو مجاز ہین لیکن اس رائے کی صحت کو اظہار کی انہین اجازت نہین + کسی رائے کا صحیح ہونا اُسکے مفید ہونیکا ایک حصہ ہی ہے اگر کوئی صحیح رائے کسی خاص مُدعا کے لحاظ سے مفید نہ ہو تو وہ رائے محض اسلئے مفید ہو سکتی ہی کہ وہ صحیح ہی + جو رائے صحیح ہو - اور جسکی صحت کا یقین بھی سوسائٹی کیلئے مفید ہی اسکی ترویج بہ نسبت اس رائے کے جو اصل مین تو غلط ہی مگر جسکی صحت کا یقین سوسائٹی کے لیے مفید ہی زیادہ تر مناسب و مفید ہی + اگر ہم یہہ دریافت کرنا چاہین کہ آیا کسی رائے کی تلقین لوگون کے لئے مفید ہی یا نہین تو ہم اس رائے کی صحت کے سوال کو نظر انداز نہین کر سکتے + اچھے اچھے آدمیون کا یہہ خیال ہی کہ جو رائے واقع مین غلط ہی اُسکی صحت کا یقین کسی صورت مین مفید نہین ہو سکتا + ایسے شخصونکو جب کسی جھوٹے مسئلہ کی (جسے وہ خود تو غلط سمجھتے ہین لیکن جسکی صحت کا یقین بعض شخصون کی نظر مین مفید ہی) پیروی نہ کرنے پر قصوروار ٹھہرایا جائے تو وہ یہی عذر پیش کر سکتے ہین + اس حالت مین کیا جواب دیا جا سکتا ہی؟ جو لوگ عوام کی تسلیم کردہ رائون کو صحیح سمجھتے ہین اور جو اُن رائون کی پیروی کرنے اور کرانے کو بھی جائز قرار دیتے ہین وہ بھی اکثر یہہ دلیل پیش کرتے ہین کہ کسی رائے کے مفید ہونے کو ہم اُس رائے کی صحت سے جدا نہین سمجھتے + بلکہ اُنکا یہہ خیال ہی کہ ہم اپنی رائون کی پیروی دوسرون سے اسلئے چاہتے ہین کہ ہماری رائین صحیح ہین + پس جب بعض

لوگون کا یہہ خیال ہی کہ غلط رائے کی صحت کا یقین کسی صورت مین مفید نہین ہو سکتا - تو جب تک اس امر کا فیصلہ نہ ہو لے کہ آیا غلط رائی کی صحت کا یقین مفید ہو سکتا ہی یا نہین ہم کسی رائے کے مفید ہونے کا فیصلہ نہین کر سکتے + اور اصل حقیقت تو یہہ ہی کہ اگر قانون لوگون کو کسی رائے کی صحت کے انکار کرنے کی اجازت نہین دیتا یا عام لوگ اس رائی کے غلط ماننے کو برا سمجھتے ہین - تو اسکے مفید ہونے سے انکار کرنا بھی ویسا ہی ممنوع تصور کیا جاتا ہی - اگر یہہ لوگ بڑی فراخ حوصلگی کو عمل مین لائین تو یہہ کرتے ہین کہ اس رائی کے مفید ہونیکے یقین کو نہایت ضروری اور لابد نہین سمجھتے - اور مخالف کو پورا مجرم قرار نہین دیتے +

جن رائون کو ہم غلط تصور کرتے ہین اُن رائون کو ظاہر نہ ہونے دینے سے جسقدر نقصانات عظیم عائد ہوتے ہین - انکی تشریح و توضیح کے لیے چند چند مثالون کا بیان کرنا نہایت مفید ہو گا - اور مین نہائت خوشی سے ایسی مثالین لیتا ہون جن پر مخالفین کو نکتہ چینی کا زیادہ موقعہ مل سکتا ہی - کیونکہ ان رائون کے خلاف خیالات ظاہر کرنیکی آزادی دینا اصل رائے کے صحیح و مفید ہونے کے لحاظ سے ناجائز سمجھا جا سکتا ہی + فرض کرو کہ خدا کی ہستی اور عاقبت کے وجود یا عدم وجود یا کسی اخلاقی مسئلہ کی صحت پر جسکا صحیح ہونا اظہر من الشمس سمجھا جائے - بحث ہی + ایسی مثال لینے سے ہمارے مخالفین کو اگر وہ انصاف کو

نظرانداز کرین بہت فائدہ مل سکتا ہی - کیونکہ وہ کہہ سکتے ہین کہ کیا ان رائون کو
تم اسقدر صحیح نہین سمجھتے کہ قانون کے ذریعہ سے لوگون کو انکی صحت پر یقین لانے
کے لئے مجبور کیا جائے * کیا خدا کی ہستی کا حق الیقین رکھنا اپنے آپ کو غلطی سے
منزہ سمجھنا ہی ؟ - مین کہتا ہون کہ کسی مسلہ کو بالیقین صحیح سمجھنا اپنے آپ کو غلطی سے
منزہ خیال کرنا نہین ہی - دوسرون کو اپنی رائے کی پیروی پر مجبور کرنا اور مخالفین
کی دلائل نہ سننے دینا اپنے آپ کو غلطی سے مبرا قرار دینا ہی * اور ان اختیارات
کا عمل مین لانا مین ان رائون کی نسبت بھی نہایت ناپسندیدہ سمجھتا ہون - جو میرے
یقینیات مین سے ہین * گو ہم ایک رائے کو غلط اور بے بنیاد تصور کرتے
ہون - اور اُسکی صحت کے یقین مین ہر طرح کے نقصانات خیال کرتے ہون
اور اُسکے ماننے والون کو ملحد یا بدچلن قرار دیتے ہون - اور خواہ ہماری رائے کی
پبلک یا رائے جمہور کا بھی اتفاق ہو - مگر اس حالت مین بھی اس رائے کے
صحیح ماننے والون کو اظہار خیالات سے روکنا اور انکی دلائل نہ سننا اپنے آپ کو
غلطی سے منزہ سمجھنا ہی * بادی النظر مین یہ معلوم ہوگا کہ جن مسائل کے مخالفین
کو ہم ملحد اور مشرک سمجھتے ہین اور جن مسائل کے خلاف اُنکو سننا ہمارے
مذہبی عقیدہ کے مطابق نہین - ان مسائل کے مخالفین کو اظہار خیالات کی
آزادی نہ دینا چندان قابل اعتراض نہین * مگر ذرا غور کرنے سے ظاہر ہوگا
کہ خاص ان معاملات مین مخالفین رائے کو آزادی نہ دینا سب سے زیادہ مُضر

ہو + مذہبی معاملات میں ہی ایک نسل کے لوگ وہ غلطیاں کرتے ہیں جن پر آیندہ
نسل کے لوگ حیران و متعجب ہوتے ہیں + قانون کے ذریعہ سے نہایت عمدہ
راؤن اور دنیا کے برگزیدہ آدمیون کی بیخ کنی کی گئی + دنیا کی تواریخ میں اس
قسم کے قابل یادگار واقعات بہت سے ہین - ان فاضلون کا نام و نشان
صفحہ ہستی پر نہ رہا مگر اُنکے بعض مسائل جنکے باعث وہ گردن زدنی قرار دیے
گئے ابتک موجود ہین + افسوس ہے کہ وہ لوگ جو حال کی مروجہ راؤن سے
اختلاف کرنا جایز سمجھتے ہین اور مخالفین راے کو طرح طرح کی تکالیف کی
برداشت کا مستحق خیال کرتے ہین ان واقعات سے عبرت پذیر نہین ہوتے +
ناظرین کو خوب یاد ہوگا کہ ایک زمانہ مین ایک شخص سقراط* نامی تھا
اُس مین اور حاکمان وقت اور اُس زمانہ کی راے جمہور مین ایک تنازعہ برپا ہوا[†]
جس زمانہ مین وہ پیدا ہوا تھا اور جو ملک کہ اُسکا مولد تھا اُس مین بہت سے لوگ
قابل عزت و ادب موجود تھے یعنی ایسے لوگ بھی پائی جاتے تہے جو حقیقی عزت کے

فٹ نوٹ * سقراط ایک مشہور فلاسفر یونان کا تھا جو ۴۶۹ برس مسیح سے پہلے پیدا ہوا اور
۳۹۹ برس مسیح سے پہلے اُسے زہر پلایا گیا تھا یہ ایک سنگتراش کا بیٹا تھا اور جوانی کی عمر میں کئی
لڑائیوں میں لڑا - دلیری مستقل مزاجی اور دانائی میں بے نظیر تھا - اسکا اصول اٹھا کر دوسروں کو فایدہ پہنچانا اور
آگے کچھ مشکل تھا + یونان میں سب سے پہلے اُسی نے لوگون کی توجہ علم اخلاق کی طرف منعطف کی اسکا یہ قول تھا
کہ علم اخلاق اور سب علوم پر فوقیت رکھتا ہے پہلے انسان کو اپنی ذات سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہیے عالم
حساسات کا علم بعد میں ہو سکتا ہے اس فلاسفر پر انتہمر (دار الخلافہ یونان) کے لوگون نے الحاد و بدمعاشی کا الزام لگایا صفحہ مین کی
ایک جماعت نے جسمین پانچسو آدمی شامل تھے اُسکو فتویٰ قتل دیا اور اُسے زہر پلایا گیا مرتے دم تک وعظ و نصایح میں مصروف رہا + مترجم

مستحق تھے اور جنکو بلحاظ علم ولیاقت ودیگر اوصاف کے ذیشان کہا جاسکتا
ہی۔ ایسے لوگون کی روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ سقراط کو اپنے زمانہ اور ملک
مین نہایت نیک اور پاک طینت سمجھتے تھے + اور ہم بھی سب بالاتفاق اُس کو
تمام اخلاق سکھانے والون کا سرگروہ مانتے ہین + افلاطون* نے جتنی نصائح
کی ہین اُنکا منبع اور مخزن بھی وہ ہی تھا۔ اور ارسطو† نے جو اخلاق کی بنا

فٹ نوٹ * افلاطون چارسو انتیس (۴۲۹) برس مسیح سے پہلے پیدا ہوا اور بیاسی (۸۲) برس کی عمر مین مرگیا
جوانی کی عمر میں اسے نظم اور موسیقی کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ اسنے چند کتابیں ان مضامین پر لکھین بعد
میں اُسے نظم سے کمال نفرت ہوگئی تھی۔ وہ دس برس تک سقراط کے پاس تعلیم کی غرض سے رہا۔
سقراط کی وفات پر افلاطون ایتھنز چھوڑکر مختلف ملکوں کی سیر کے لئے روانہ ہوا۔ اور وہاں اسنے
بہت سے علوم سیکھے۔ پھر واپس آکر اُسنے بہت سی کتابیں علم اخلاق وفلسفہ وسیاست مدن پر لکھیں۔
عالم امثال کا مشہور مسئلہ اسی کی ایجاد تھا +
مترجم

فٹ نوٹ † ارسطو تین سو چوراسی (۳۸۴) برس مسیح سے پہلے پیدا ہوا۔ اور باسٹھ (۶۲) برس کی عمر میں مرگیا۔
اس کا باپ سکندر اعظم کے دادا کا حکیم تھا۔ سترہ (۱۷) برس کی عمر مین ارسطو نے افلاطون کی شاگردی اختیار کی
اور اُسکی زندگی ہی میں اپنے درس وتدریس کا سلسلہ علیحدہ طور پر جاری کیا + اُسنے تمام علوم مروجہ مین کمال
حاصل کیا۔ اور طبعیات مین بھی بہت ترقی دی جس قدر اسکو علوم طبعی کا شوق تھا کسی فلاسفر کو یونان مین
نہ تھا۔ لوگون کو مختلف طرح کے تجربات کرنے پر جس سے علوم طبعی کے مسائل کی توضیح ہو پہلے اسی نے
مائل کیا + منطق کو بھی اس نے بہت ترقی دی۔ سقراط اور افلاطون کے بہت سے مسائل کو ترمیم کیا +
فیلقوس شاہ مقدونیہ نے اسکو اپنے بیٹے سکندر اعظم کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ ارسطو کے بعد کوئی
فلاسفر یونان میں اسکا ہم پلہ نہین گذرا۔ اس فلاسفر کے پیرون کو مشائین کہتے ہین۔ کیونکہ اسکی
عادت تھی کہ وہ ہمیشہ پڑھاتے ہوئے ٹہلتا تھا +
مترجم

سود مندی کے اصول پر قائم کی ہے اُسکی بنیاد بھی اسی نے ڈالی تہی + چنانچہ
ارسطو اور سقراط کو علم اخلاق و دیگر علوم حکمت کا بانی کہتے ہین + یہہ شخص جسکو
پُرانی اور حال کے حکیمون کا اُستاد کہنا چاہیے جسکی شہرت آجکل بھی روز افزون ترقی
پر ہے اور جسکے نام کی عظمت تمام یونان کے عالمون اور فاضلون کی مجموعہ عظمت سے بڑہکر ہے
اپنے ہموطنون کی رائے اور ایک باقاعدہ عدالت کی کارروائی سے الحاد

فٹ نوٹ * مسئلہ سود مندی کے روسے افعال کا نیک و بد ہونا اُنکے مفید و غیر مفید ہونے پر منحصر ہے
جن افعال سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور کم کو نقصان یا صرف فائدہ ہی ہو۔ اور نقصان بالکل نہو انکو
نیک کہا جاتا ہے۔ برعکس اسکے جن کاموں سے بہت لوگوں کو نقصان ہو اور کم کو فائدہ یا صرف نقصان ہی ہو
اُنکو بد کہا جاتا ہے + یہاں افعال سے مراد ان افعال ارادی کی ہے جن سے ابنائے جنس پر کسی نہ کسی
طرح کا اثر پہنچے۔ اور جن پر آمادہ کرنے یا جن سے باز رکھنے کے لیے تحسین و نفرین یا تقرر سزا کی ضرورت
ہو۔ فائدہ و نقصان سے مراد انسانی رنج و راحت کی ہے جس میں روحانی خوشی اور جسمانی مسرت دونون
شامل ہین اس مسئلہ کے رد سے کوئی فعل جسکو سب نیک مانتے ہیں نہ اسلئے نیک ہے کہ خدا کی طرف سے
اس کام کا حکم نازل ہے نہ اسلئے کہ وہ فعل فی نفسہ ایسا ہے کہ جس کا کرنا ہم پر فرض ہے بلکہ اس لئے
کہ اس سبب ہر طرح کا فائدہ متصور ہے۔ یا اس سے فائدہ بہت سون کو ہوتا ہے اور نقصان کم کو +
اس مسئلہ کے ماننے والون کی رائے مین انسان میں کوئی طاقت اس قسم کی نہیں جس سے وہ بغیر
کسی طرح کی تعلیم یا تجربہ کے نیک و بد افعال مین تمیز کر سکے۔ انسان کا رنج و خوشی سے متاثر ہونا۔ اور
اسکی جلب منفعت و دفع مضرت کی خاصیت۔ اسکی عقل و ذہانت و قوت نطق اسے ہر جگہ اور ہمیشہ بعض افعال
کو قابل تعریف اور بعض کو قابل مذمت یا لائق سزا قرار دینے پر مجبور کرتے ہین۔ ان قوائے عقلی و
روحانی کے علاوہ اور کوئی قدرتی طاقت جس کو لوگ مدرکہ اخلاقی (کانشنس) کہتے ہین اس
قسم کی نہین جو انسان کو پیدا ہوتے ہی بغیر تعلیم و تجربہ کے نیک و بد افعال مین تمیز کرا سکتی ہو اس
مسئلہ کی ابتدا یونان مین اپی کیورس سے ہوئی اگرچہ سقراط نے اسکی بنیاد ڈالی تہی اور انگلستان
مین بنتہم۔ جان سٹوارٹ مل۔ اور بین صاحب اس مسئلہ کے مؤید و مفسر تہے + مترجم

بدمعاشی کی جرم مین قتل کا سزایاب ہوا تہا * الحاد کے جرم کی بنا تو اس بات پر قائم کی گئی تھی کہ وہ اُن دیوتاؤن کو جنکی مُلک عبادت کرتا تہا نہین مانتا تہا - بلکہ اُسکے ملزمون نے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ کسی دیوتا مین بھی اعتقاد نہین رکہتا * بدمعاشی کا جرم اس بنیاد پر تہا کہ وہ اپنے وعظ و نصایح سے اپنے ملک کے نوجوانون کے اخلاق بگاڑتا ہے * واقعات سے جسقدر معلوم ہوسکتا ہے یہہ ہے کہ منصفانِ وقت نے بغیر کسی تعصب کے اُسکو ان جرائم کا مرتکب قرار دیا - اور اُس شخص کو جو نوع انسان کی طرف سے ہرطرح کے عمدہ سلوک کا مستحق ہوسکتا تہا مجرم سمجھکر فتوے قتل دیا *

اسکے بعد ایک اَور مثال قانون کی بے انصافی کی ہم بیان کرتے ہین جسکا ذکر سقراط کے بیان کے بعد اسلئے موزون ہے کہ اسکا ظہور سقراط کے بعد ہوا - یعنے وہ مصیبت جو کوہ کیلوری* پر اٹھارہ سو برس ۱۸۰۰ سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا گذری تھی * وہ شخص جسکی اخلاقی خوبیون کا اثر اُن لوگون کے دلون پر جنہون نے اُسکو دیکھا اور اُسکی گفتگو مین سُنین اس درجہ تک ہوا تہا - کہ اٹھارہ صدیون سے لوگ اسکو برابر مجسم† خدا سمجھتے چلے آئے ہین - نہایت بیعزتی سے

فٹ نوٹ * کیلوری اُس پہاڑی کا نام ہے جسپر حضرت مسیح کو مصلوب کیا گیا تہا - یہودیون نے حضرت مسیح پر الزام لگایا تہا کہ یہہ اپنے تئین خدا کا بیٹا ظاہر کرتا ہے - اور اسی لئے انہون نے اُسکو صلیب پر چڑہایا تہا * مترجم

فٹ نوٹ † حضرت مسیح کی طرف اشارہ ہے * مترجم

قتل کیا گیا * مگر کس جرم مین ؟ - چند کلمات کے زبان سے نکالنے مین - جنسے لوگون
کو اُسکے ملحد ہونیکا خیال پیدا ہوا * لوگون نے صرف یہی نہین کہ اپنے مربی کو
نہین پہچانا - بلکہ انہون نے اسکو ایک ایسا شخص سمجہا جسکی وہ بالکل برعکس تہا -
اور اس سے وہ سلوک کیا جو پرلے درجہ کے فاسق سے کیا کرتے ہین - چنانچہ اب
انکو جنہون نے اس سے یہ سلوک کیا تہا حال کے لوگ ملحد و فاسق قرار دیتے
ہین * چونکہ حال کے لوگ اِن افعال پر جو پرانے زمانہ کے لوگون سے سرزد
ہوئے کمال اکراہ و نفرت کے ساتھ نظر ڈالتے ہین - اسلئے وہ اُن لوگونکو جو اُن افعالِ
قبیحہ کے مرتکب ہوئے اور خصوصًا جنہون نے پچہلا حکم صادر کیا حد مناسب سے
بڑھکر بُرا سمجھتے ہین * عام آدمیون کے اخلاق جیسے ہوتے ہین اُس سے بُرے
کچھ اُنکے اخلاق نہ تھے - بلکہ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے زمانہ اور قوم مین محبِ وطن
اور صاحبِ اخلاق اور مذہبی اعتقاد کے پکے کہلاتے تھے - اور اُن لوگون کی
نسبت جو ہمارے زمانہ مین بھی قابل عزت خیال کئے جاتے ہین کسی لحاظ سے کچھ کم نہین
تھے * سردار کاہن نے اُن الفاظ کے سننے پر جنکا مونھ سے نکالنا اسکے اور
اسکے ہموطنون کے خیال مین بڑا بھاری جرم تہا اپنا سارا لباس غصہ مین آکر پہاڑ

فٹ نوٹ * وہ الفاظ یہ تھے کہ مین خدا کا بیٹا ہون - اگرچہ جب حضرت مسیح سے پوچھا گیا تو انہون
نے کہا کہ مین اپنے تئین خدا کا بیٹا نہین کہتا - لوگ مجھے خدا کا بیٹا کہتے ہین * مترجم

فٹ نوٹ * یہودیون کے سردار کاہن کی طرف اشارہ ہے * مترجم

ڈالا - اور یہہ اُسکا غصہ و رنج غالباً صدقِ دل سے تہا + ایسا ہی سچا جوش آجکل کے بعض پاک طینت اور ذی عزت لوگ مذہبی اور اخلاقی باتون مین دل سے ظاہر کرتے ہین - اور بہت سے لوگ جواب اس سردار کاہن کے فعل پر حیران ہوتے ہین - اگر وہ یہودیون کی قوم مین پیدا ہوتے تو اسی فعل کے مرتکب ہوتے + بڑے پکے عیسائی اب اُن لوگون کے سلوک پر جنہون نے پہلے شہیدون کو سنگسار کیا تہا متعجب و حیران ہوتے ہین - اور خیال کرتے ہین کہ وہ لوگ ضرور اپنے زمانہ کے شریرون مین سے تھے - مگر انکو یاد رکھنا چاہئے کہ سنٹ پال+ بھی انہین مین سے ایک تہا +

اگر ایک غلطی کا اندازہ اُس شخص کی لیاقت و قابلیت سے کیا جا سکتا ہے جو اُس غلطی مین پڑے تو ہم ایک اَور مثال ہدیۂ ناظرین کرتے ہین جو پہلے کی دُو مثالون سے زیادہ تر مُوثر ہے + شہنشاہ مارکس+ اوریلیس اپنے زمانہ کا وہ یکتا شخص تہا جو باوجود حاکم ہونے کے اپنے ہمعصرون مین اعلیٰ درجہ کی لیاقت

فٹ نوٹ + سنٹ پال یہودیون کی قوم مین سے تھا - پہلے وہ عیسائیون کا بہت مخالف رہا اور انہین ہر طرح کی اذیت پہنچانے مین شریک رہا - بعد مین اسنے عیسائی مذہب اختیار کیا - اور اس مذہب کے بڑے حامیون مین سے ہوگیا - اسکی تقریرین نہایت فصیح اور موثر ہوا کرتی تہین اور اسکے بعض مکتوبات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا منطقی اور مدلل بہی تہا +　　مترجم

فٹ نوٹ + مارکس اوریلیس ملک روم کا شہنشاہ تہا ۱۲۱ء مین پیدا ہوا ۱۸۰ء مین مرگیا - نہایت لائق اور مشہور بادشاہ تہا - اسکی عمر بہر کی سرگذشت مین یہی ایک دہبہ ہے کہ اُسنے عیسائیون کو بہت ایذا پہنچائی - مورخون کے آگے یہہ ایک بڑا بحث طلب امر ہے کہ اُسنے باوجود ایسا لائق اور شریف ہونیکے ایسا فعل کیون کیا +　　مترجم

اور وسیع خیالی مین مشہور تہا * باوجودیکہ دنیا کے تمام مُہذب حصہ کا مطلق العنان حاکم تہا۔ مگر ساری عمر مین اُسکے عدل و انصاف پرکسی قسم کا دھبہ نہین لگا * اور اگرچہ اسکی تربیت ایسی اصولون پر ہوئی تھی جن سے کہ اُسکے بے درد و سرد مہر ہونیکی امید کیجاسکتی تھی۔ تاہم وہ نہایت ہی رحمدل تہا * اگر اُسمین کچھ عیب تہا تو یہی تہا کہ وہ بہت حلیم اور نرم مزاج تہا * دران حالیکہ اُسکی تصانیف مین بڑے اعلیٰ اصول علم اخلاق کے پائے جاتے ہین۔ یہانتک کہ اُسکی نصائح اور حضرت عیسیٰ کے مشہور مواعظ مین اگر کچھ فرق ہے تو بہت ہی کم۔ وہ نام کو تو عیسائی نہ تہا مگر اُسے عیسائی مذہب کے اصول کے بموجب پورا عیسائی کہہ سکتے ہین اور اُن بادشاہون کی نسبت جو نام کو عیسائی کہلاتے ہین بدرجہا بہتر تہا * اُس نے عیسائی مذہب کے پہیلنے کا انسداد ایک ایسے طریقہ سے کیا جو نہایت بے رحم خیال کیا جاسکتا ہے (یعنی عیسائیون کو ہر طرح کی اذیت پہنچانے اور اُنکو قتل کرنے سے) * باوجودیکہ اسمین وہ لیاقت موجود تھی جسکو اُس زمانہ کے معیار کے بموجب انسانی لیاقت کا اعلیٰ نمونہ کہہ سکتے ہین۔ اور اسکی طبیعت ایسی نیک تھی کہ اسنے اپنی علم اخلاق کی تصانیف مین وہ وہ ہدایتین کی ہین جنکی پابندی کو مدنظر رکہنا ہر ایک عیسائی اپنا فرض سمجھ سکتا ہے۔ اور اگرچہ اسکے اصولون کے لحاظ سے عیسائی مذہب کا پہیلانا اُسکا اعلےٰ فرض تہا۔ مگر اسکو یہہ نہ سوجہا کہ یہہ دنیا مین بجائے نقصان مند ہونے کے نہایت مفید ہوگا * اُسوقت کی سوسائٹی کی

حالت وہ نہایت قابل افسوس سمجھتا تہا۔لیکن اُسنے یہ سوچا کہ اگر لوگون کے موجودہ
اعتقادون مین خلل آگیا تو سوسائٹی کی حالت اَور بھی بدتر ہوجائیگی اور اُس کا
قائم رہنا محال ہوجائیگا + حاکم کی حیثیت مین اُسنے یہ فرض سمجہا کہ وہ سوسائٹی
کو افسردہ نہونے دے۔اور اُسے اندیشہ تہا کہ اگر وہ تعلقات جنسے سوسائٹی
اُسوقت باہم پیوستہ تھی اس نئے مذہب کے جاری ہونے سے دور ہوجاتے
تو اور کونسے سامان سوسائٹی کو قائم رکھنے کے پیدا ہوسکتے تھے۔بس اُسنے یہ
سوچا کہ یا تو مین بھی اس مذہب کو اختیار کرون ورنہ اسکی اشاعت کا انسداد میرا فرض
ہے + چونکہ عیسائی مذہب کے اعتقادات و مسائل اس قسم کے تھے کہ وہ اُنکو
خدا کا نازل کیا ہوا مذہب نہین مانتا تہا۔اور مجسم خدا کے مصلوب ہونیکا یہ
قصہ اُسکی نظر مین قابل اعتبار نہ تہا۔اور اس تمام سلسلہ کی بنا ہی اُسکے خیال مین
غلط تھی اسلئے اُسنے نہ سمجہا کہ اس سے وہ فوائد نکلینگے جو باوجود اسقدر مزاحمتون کے
پیدا ہوئے + غرضکہ اس شخص نے جو نہائت شریف طبیعت اور حکیم مزاج حاکم تہا۔اُس
مذہب کا انسداد نہائت بیرحم طریقہ سے کیا + میری دانست مین یہ واقعہ تاریخ کے نہائت
عبرت انگیز واقعات مین سے ہے۔نہائت رنج ہوتا ہے جب ہم خیال کرتے ہین کہ اگر بجائے کونسٹنٹائین + کے

فٹ نوٹ + کونسٹنٹائن روما کا شہنشاہ تہا۔ ۳۰۶ء مین تخت پر بیٹھا۔روائت ہے کہ ۳۱۲ء مین
وہ ایک دشمن سے لڑنے کے لئے جانے لگا تو اسے آسمان پر ایک صلیب کی سی چیز دکھی۔اس دن سے وہ عیسائی مذہب کا معتقد
ہوگیا کچھ عرصہ کے بعد اسے بپتسمہ لیا۔اور عیسائیون کے معبد وغیرہ جو جنگ وغیرہ مین مسمار ہوگئے تھے از سرنو بنوایا۔
اُسنے شہر قسطنطنیہ کی بنیاد ڈالی۔اور اسی شہر کو اپنی سلطنت کا دارالخلافہ بنایا + مترجم

مارکس اوریلیس خود عیسائی مذہب کو اختیار کرتا اور اسکے عہد مین اس
مذہب کو پھیلانے کی سلطنت کیطرفسے اجازت ہوتی تو یہی عیسائی مذہب موجودہ عیسائی
مذہب سے بدرجہا بہتر ہوتا + لیکن اگر ہم انصاف کو کام مین لائین اور واقعات
کو بھی نظر انداز نکرین تو معلوم ہوگا کہ مارکس اوریلیس کا ایسا کرنا بالکل
بیجا نہ تھا ـ وہ عیسائی مذہب [illegible] کی اشاعت کے واسطے وہی
دلائل رکھتا تھا جو اب بعض لوگ عیسائی مذہب کے خلاف رایون کی ترویج
کے انسداد کے لئے رکھتے ہین اور اسکو اپنے دلائل کی صحت کا بالکل ویسا ہی
یقین تھا جیسا کہ اب لوگونکو اپنی رایون کے صحیح ہونے کا ہے + جیسا کہ اب
بعض عیسائیون کا خیال ہے کہ خدا سے منکر ہونا سوسائٹی کو نہایت نقصان پہنچاتا ہے
اور اس سے سوسائٹی کا قیام مشکل ہوجاتا ہے ـ ویسا ہی مارکس اوریلیس کی رائے
مین عیسائی مذہب کی ترویج اسوقت کی سوسائٹی کے لئے نقصان مند تھی ـ
اور اسپر طرہ یہ ہے کہ مارکس اوریلیس وہ شخص تھا جو اپنے زمانہ مین لاثانی
تھا اور جس سے بڑھکر اور کوئی شخص عیسائی مذہب کی قدر کرنیکے قابل نہین سمجھا
جاسکتا + وہ لوگ جو خاص قسم کی رائے کی ترویج کے لئے سزا کا مقرر ہونا
واجب سمجھتے ہین پہلے یہہ سوچین کہ آیا وہ مارکس اوریلیس کی نسبت
[illegible] نیکی مین بڑھکر ہین ـ یعنے جتنی لیاقت و قابلیت اس کو اپنے
زمانہ مین تھی اس سے بڑھکر ان کی لیاقت اس زمانہ کے لحاظ سے ہے اور

جو نسبت اُسکی ذہانت اور عقل کو اُس وقت کے لوگون کی عقل سے آگے تھی اُس
سے بڑھکر اُنکی عقل آجکل کے لوگون کے مقابلہ مین ہے - آیا وہ صداقت دریافت
کرنیمین اُس سے زیادہ شائق ہین - اور جب کوئی حقیقت معلوم ہو جائے تو اُسکو
قائم رکھنے مین اور اُسکی ترویج مین اُس سے بڑھکر ساعی ہو سکتے ہین + جبتک
کہ وہ لوگ اس قسم کے سوالون سے اپنی تشفی نہ کرلین تب تک اُنہین ایک ایسے
فعل کے ارتکاب سے پرہیز کرنا چاہیئے جس سے اُنکا اور اُنکی سوسائٹی یا اُن کے
ہم خیالون کا بیجا تکبر پایا جائے - یعنے اپنے آپکو غلطی سے منزہ سمجھنا - کیونکہ
اُنکو یاد ہے کہ مارکس اوریلیس ایسے فعل سے دنیا کو کسقدر نقصان عظیم پہنچا +

جو لوگ مذہبی آزادی کے خلاف ہین جب وہ دیکھتے ہین کہ جن دلائل
کے بموجب ایسی رائون کے روکنے کی غرض سے جو خلاف مذہب ہون لوگونکو
سزا دینا واجب ثابت ہوتا ہے اُنہین دلائل سے مارکس اوریلیس کا فعل بھی از روئے
انصاف پسندیدہ سمجھا جائیگا - تو لاچار اُنکو ماننا پڑتا ہے کہ جن لوگون نے عیسائیت
کے پھیلنے کا انسداد عیسائیون کے قتل کرنیکے ذریعہ سے کیا وہ سچے تھے - ڈاکٹر
جانسن + کا بھی اُن لوگون کے ساتھ اتفاق ہے اور وہ کہتا ہے کہ مخالفین رائے
کو ایذا پہنچانی مخالف رائے کی صحت کی کسوٹی ہے - کیونکہ اگر وہ رائے سچی ہے تو بقولیکہ

فٹ نوٹ + یہ ایک مشہور مصنف انگلستان کا ہے اسنے بہت سی کتابین نظم و نثر مین
تصنیف کین - لفاظی کے لئے مشہور تہا - ۱۷۸۴ء مین مرگیا + مترجم

سپائی کو آنچ نہین اُس رائے کے معدوم ہوجانیکا کچھ خوف نہین حالانکہ یہہ فائدہ
نکل آتا ہے کہ اُس رائے کے ساتھ جتنی غلطیان ملی ہوئی ہوتی ہین اور جن کے
قائم رہنے سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے وہ سب رفع ہوجاتی ہین۔ مذہبی آزادی
کے خلاف یہہ ایک ایسی دلیل ہے جسکو اسیجگہ نظر انداز نہین کرنا چاہیئے +

جن اصحاب کی یہہ رائے ہے کہ مخالفین رائے کو قتل کرنے سے مخالف
رائے کے نیست و نابود ہونے کا کچھ ڈر نہین۔ اُن پر البتہ یہہ الزام تو نہین آسکتا
کہ وہ دریافت حقائق کے دشمن ہین۔ مگر ہم اُن لوگونکو جنکے احسان کا بار نوع
انسان کی گردن پر ہو گردن زدنی قرار دینا انصاف اور شرافت کے بالکل
خلاف سمجھتے ہین + ایک ایسی بات دریافت کرنی جس سے دنیا کے لوگون کا
کمال فائدہ متصور ہوا اور جسکا علم پہلے کسی کو نہو۔ یا ثابت کردینا کہ تمام نوع انسان
کسی دنیاوی یا روحانی مسئلہ پر غلط رائے رکھتے چلے آئے ہین یہہ ایسی باتین
ہین جن سے بڑھکر کوئی اور بات نوع انسان کے لئے فائدہ مند نہین۔ اور یہہ ایک
ایسا احسان ہے جس سے بڑھکر ایک شخص کوئی اور احسان اپنے ابنائے جنس پر
نہین کرسکتا + جن اصحاب کا ڈاکٹر جانسن سے اتفاق ہے وہ یہہ تسلیم
کرتے ہین کہ عیسائی مذہب کے پھیلانیوالے اور قدیمی ریفارمر واقع مین بنی آدم
کے محسنون مین سے تھے + ایسے فائدہ پہنچانیوالون کو جان سے مارڈالنا
اور اُنکو وہ عوض دینا جو بڑے شریر مجرمون کو نہایت قبیح افعال کا دیا جاتا ہے

اس مسئلہ کے رو سے ایسی غلطی نہین جو تمام نوع انسان کے لئے باعث شرم ہو۔ بلکہ اِسطرح کا سلوک نہائت واجب اور منصفانہ برتاؤ ہے + اس رائے کے موجب موجدون کے گلون مین پھانسی لگی رہنی چاہئے جسکی رسّی عام لوگون اور حاکمان وقت کے ہاتھ مین رہے تاکہ اگر وہ اُنکی رائے سے فی الفور سُنتے ہی اتّفاق نکرلین تو فوراً رسّی کھینچ دیجائے + لوکریئنس* کے قانون کے مطابق یہہ برتاؤ اون لوگون سے کیاجاتا تھا جو کسی نئے قانون کو جاری کرنے کی جرات کیا چاہتے تھے + جولوگ اپنے مربّیون سے اسطرح کا سلوک جائز رکھین گے وہ اُنکی عمدہ باتون کی اور اُنکی عنایات کی کیا قدر کرینگے۔ مگر میری رائے مین یہہ خیال صرف اُنہین لوگون کا ہوسکتا ہے جو سمجھتے ہین کہ پُرانے زمانہ مین نئے مسائل کی ضرورت ہوگی اب ہم نے کافی ترقّی کرلی ہے۔ اور نئی حقایق کے دریافت کی کچھہ ضرورت نہین +

لیکن یہہ قول کہ سانچ [illegible] ہین اور مخالفین راے کو ایذا پہنچانے سے مخالف رائے کی صحت پرکھی جاتی ہے اُن کہاوتون مین سے ہے جو زبان زد خاص و عام ہوتی ہین۔ مگر جنکی غلطی تجربہ سے صریحا و بدیہا ثابت ہوتی ہے + تواریخ مین ایسی سیکڑون مثالین موجود ہین جن مین مخالفین راسئے کو قتل

فٹ نوٹ * لوکریئس یونان کی ایک قوم کا نام ہے جنے آٹھوین صدی مین ایک کالونی اٹلی کے جنوب و مغرب مین سکونت پذیر ہونیکے لئے بھیجی۔ اٹلی مین اس قوم کے ایک شخص نے ایک مجموعہ قوانین کا بنایا جسپر مدت تک وہ لوگ عمل کرتے رہے + مترجم

کرنے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ اُس رائے کا نام ونشان ہی اُڑ گیا۔ اگر وہ رائے بالکل معدوم نہین ہوئی تو اُسکا دوبارہ اظہار صدیون تک نہین ہوا + مذہبی معاملات کی ہی مثالین لے لو۔ ریفارمیشن کا آغاز لوتھر سے پہلے کم از کم بیس دفعہ ہوا ہوگا اور بیسیون دفعہ عمل مین نہ آسکا + آرنالڈ اوف بریشا کو روکا گیا۔

فٹ نوٹ + ریفارمیشن اُس مذہبی اصلاح کا نام ہے جسکا آغاز سولہوین صدی مین لوتھر سے ہوا اور رفتہ رفتہ تمام یورپ مین پھیل گئی + لوتھر جرمنی کا باشندہ تھا اکیس برس کی عمر مین اس نے علم فلسفہ مین اعلیٰ درجہ کا امتحان پاس کیا۔ اسکے بعد اسنے انجیل کا مطالعہ بہت غور سے کیا اور اسے معلوم ہوا کہ رومن کیتھلک مذہب کے رسوم واحکام حضرت مسیح کی اصلی ہدایات سے بہت مختلف ہین + بعد ازین پوپ لیو دہم سے اسکا مختلف معاملات مین تنازعہ ہوتا رہا۔ بہت سے لوگ پوپ کے ظلم سے تنگ آکر اور لوتھر کی دلائل کو صحیح سمجھکر اسکا ساتھ دیتے رہے پوپ نے چاہا کہ کسیطرح لوتھر میرے دباؤ مین آئے لیکن اسنے کچھہ پرواہ نہ کی + پوپ نے پھر لوتھر کو خارج کرنیکا فتویٰ دیا۔ مگر اوسنے اسکی بھی پرواہ نہ کی۔ اور رومن کیتھلک مذہب کے نقایص ظاہر کرنے مین مصروف رہا اور اسکے معاونین کی تعداد بڑہتی گئی۔ پھر انجیل کا ترجمہ جرمنی زبان مین کیا۔ جن لوگون نے اسکے بیان کئے ہوئے نقایص کو تسلیم کیا اور اسکے ترجمہ کو صحیح سمجھا وہ پروٹسٹنٹ کہلانے لگے + مترجم

فٹ نوٹ + آرنالڈ اٹلی کا رہنے والا تھا۔ اسنے فرانس مین تعلیم پائی + یہہ بارہوین صدی کے شروع مین گذرا ہے۔ اس زمانہ مین اسنے لوگونکو وہ نقائص سمجھائے جو پادریون کی شرارت اور خودغرضی سے عیسائی مذہب مین پیدا ہو گئے تھے + اسکی تعلیم و تلقین کا یہہ نتیجہ ہوا کہ اٹلی کے بہت سے لوگ اپنے بشپ کے خلاف برانگیختہ ہو گئے۔ اور ان مین بغاوت کے خیالات پھیل گئے + نتیجہ اسکا یہہ ہوا۔ کہ آرنالڈ اٹلی سے جلاوطن کیا گیا۔ اسنے یوروپ کے بہت سے شہرون مین اپنے خیالات پھیلانے چاہے لیکن اسے کہین کامیابی نہین ہوئی۔ آخر کار روما مین اسکو پھانسی دیگئی اور اسکی لاش کو جلا دیا گیا +

مترجم

سوڈرولا + ۔ لولوٹرڈس + ۔ هسائٹس + ۔ ان سب کو ریفارمیشن کے خیالات
پھیلانے سے بالجبر روکا گیا + بلکہ لوتھر کے زمانہ کے بعد بھی جن جن مقامات
مین نئے مذہب والون کو ایذا رسانی کا زور رہا ریفارمیشن عمل مین نہ آسکا
سپین۔ اٹلی۔ فلنڈرس اور آسٹریا وغیرہ مین پروٹسٹنٹ مذہب کا استیصال

فٹ نوٹ + سودرولا اٹلی کا باشندہ تہا۔ تعلقات دنیاوی چہوڑکر عبادت مین مصروف
رہتا تہا۔ فلارنس کے شہر کا مشہور واعظ تھا۔ اسنے اپنی تقریرون مین پادریوں کی شرارتون اور
رومن کیتھلک چرچ کے نقایص پر بہت زور دیا نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ پوپ نے اسکو خارج کردیا۔ اور
آخر مین اُسکے لئے فتوی قتل دیا + مترجم

فٹ نوٹ + یہہ فرقہ سنہ ۱۳ء مین ہولنڈ مین قائم ہوا اس فرقہ کے لوگ بیمارون اور
غریبون کی دستگیری کرنا اپنا سب سے بڑا فرض سمجھتے تھے۔ اور خود نہایت سادہ طور پر رہتے تھے +
پادریون کا فرقہ انکو کافر سمجہتا تہا اور ہر طرح کی ایذا اُنہیں پہنچاتا تہا۔ انگلستان مین بھی اس فرقہ کے لوگ پہنچ
گئے اور پندرہوین صدی مین ان پر بہت ظلم ہوا۔ پھر انکا نام ونشان بھی نہ رہا + مترجم

فٹ نوٹ + یہہ نام جان هس کے پیروؤن کا ہے۔ جان هس آسٹریا کے ایک شہر بوہیمیا
کا رہنے والا تہا + اسکو کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ رومن کیتھلک چرچ مین بہت سی خرابیان ہین۔
انکے رفع کرنیکا اسنے ارادہ کیا۔ چنانچہ اسی کی کوشش سے پراگ کی یونیورسٹی مین جہان اس نے
تعلیم پائی تھی کچھ اصلاح عمل مین آئی + هس کو پوپ نے روما مین طلب کیا اور جب اسنے وہان جانے
سے انکار کیا۔ تو اُسنے اسے خارج کردیا۔ لیکن هس اپنے اصولون کی ترویج مین مصروف
رہا۔ پوپ نے اُسکو پھر طلب کیا اور جان بخشی کا وعدہ کیا + جب وہ وہان پہنچا تو اُس سے کہا
گیا کہ تو اپنی رائون کے پھیلانے سے باز آ۔ اِسنے انکار کیا۔ اور باوجود وعدہ جان بخشی
کے سنہ ۱۴ء مین زندہ جلا دیا گیا + مترجم

بخوبی ہوا اور اگر ملکہ میری زندہ رہتی یا ملکہ الزبتھ مرجاتی تو انگلستان مین بھی یہی حال ہوتا + مخالفین رائے کو اذیت پہنچانے سے مخالف رائے کا استیصال عموماً ہر جگہ ہوا۔ البتہ وہان نہین ہوا جہان مخالفین رائے نہایت زبردست اور طاقتور تھے۔ کوئی معقول شخص اس سے انکار نہین کریگا۔ کہ سلطنت روما مین عیسائی مذہب کی پوری طرح سے بیخ کنی ہو جاتی۔ اسکے پھیلنے کی وجہ یہی تھی کہ عیسائی مذہب کے پیروان کو ایذا پہنچانے کا حکم وقتاً فوقتاً دیا جاتا تھا۔ یعنے یہہ حکم تھوڑے عرصہ کے لئے ہی ہوتا تھا۔ درمیانی عرصہ مین عیسائیون کو اپنے مذہب کے پھیلانے کا موقعہ بخوبی ملجاتا تھا + یہہ خیال محض بے بنیاد ہے کہ صحیح مسائل اور سچی رائون مین فی نفسہ کوئی ایسی خوبی ہے کہ انکے ماننے والون کو قتل کرنے سے اُن مسائل اور اُن رائیون کو کسی طرح کا زیان نہین پہنچتا۔ اور غلط رائون کے معاونون کو قتل کرنے سے

فٹ نوٹ + ملکہ میری ہنری ہشتم کی بیٹی تھی۔ لیڈی جین گری کو مارکر تخت انگلستان پر بیٹھی اور فرقہ پروٹسٹنٹ والون کو قتل کریکا حکم دیا۔ اسنے پروٹسٹنٹ مذہب کے پیرؤن کو بہت ایذا پہنچائی۔ اسکی سلطنت صرف پانچ برس کے قریب رہی + مترجم

فٹ نوٹ + ملکہ الزبتھ۔ یہہ ہنری ہشتم کی بیٹی تھی۔ میری کے بعد ۱۵۵۸ء مین تخت پر بیٹھی۔ اُسنے مذہبی اصلاح جو اس سے پہلے بالکل مسدود تھی شروع کی۔ پروٹسٹنٹ مذہب والون کی ہر طرح حمایت کی۔ اسکے وقت مین علوم و فنون کی بہت ترقی ہوئی۔ اسکے مشیرون مین زمانہ کے برگزیدہ آدمی شامل تھے۔ یہہ اکبر کے ہمعصر تھی ۴۵ برس تک سلطنت کرکے ۱۶۰۳ء مین مرگئی۔ لارڈ بیکن اور شکسپیر اسی کے زمانہ مین گذرے ہین + مترجم

غلط رائین معدوم ہو جاتی ہین + لوگون کو دریافت حقایق کا شوق غلط رائیون کے اشتیاق سے بڑھکر نہین ہے - اور قانونی سزاؤن کا تقرر انسداد ترویج رائے کے لئے عام اس سے کہ وہ رائے غلط ہو یا صحیح کافی ہے + اصل حقیقت صحیح رائیون کے باقی رہنے اور غلط رائون کے منعدم ہو جانے کی یہہ ہے کہ صحیح رائون کے پھیلنے کو اگر دو یا تین بار روک بھی دین تو بھی کبھی نہ کبھی کوئی شخص اُنکو ازسرنو دریافت کر لیگا - اور ممکن ہے کہ جب آیندہ کبھی کوئی شخص دریافت کرے تو پھر اُس ظلم کا موقعہ نہ ملے اور رفتہ رفتہ بہت سے لوگ اُس رائے کو ماننے لگ جائین - یہانتک کہ اُسکی ترویج کا انسداد مشکل ہو جائے +

یہان پر لوگ یہہ عذر پیش کر سکتے ہین کہ حال کے زمانہ مین مخالفین رائے کو یا مختلف مذاہب کے پیرؤن کو قتل نہین کیا جاتا - ہم اپنے آباواجداد کی طرح پیغمبرون اور مُصلحانِ قوم کو قتل نہین کرتے بلکہ ہم اُنکی عزت کرتے ہین + اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ قتل کرنے کا دستور اب نہین ہے - اور نہایت ناقص ناپسندیدہ رائون کی ماننے والون کے لئے بھی جس قسم کی سزائین آجکل کے لوگ روا رکھتے ہین وہ ایسی شدید اور سخت نہین ہین کہ اُن سے اُن رائیون اور مسائل کی بالکل بیخ کنی ہو + مگر مخالفین رائے کو ایذا رسانی کے دھبہ سے ہماری تہذیب بالکل پاک بھی نہین ہے - قانون کے رو سے ابھی تک بعض مسائل کو اور خصوصاً بعض خیالات کو ظاہر کرنا جرم تصور کیا جاتا ہے - اور

اسکے لئے سزائین بھی دیجاتی ہین - اور جس طرح آجکل اُن قواعد پر عمل کیا جاتا ہے
اُس سے امید کیجاتی ہے کہ اگر اُنکا تدارک اب نہ ہو تو کسی زمانہ مین اُن پر اور بھی
شد و مد سے عمل کیا جائیگا + ۱۸۵۷ء مین صوبہ کارنوال مین ایک شخص جسکا
چال چلن دیگر تعلقات دنیاوی کے لحاظ سے نہائت عمدہ تہا اکیس ماہ کی قید
کا سزایاب ہوا - اور جرم یہہ تہا کہ اُسنے چند الفاظ عیسائی مذہب کے خلاف
ایک دروازہ پر لکھدئے تھے - اُنہین دنون مین دو شخصون کو دو جداگانہ موقعون
پر جیوری مین داخل ہونے کی اجازت نہین ملی اور انمین سے ایک کی جج نے
اور وکیل نے ملکر کمال بے عزتی کی - وجہ یہہ تھی کہ انہون نے صاف صاف بیان
کر دیا تہا کہ ہمارا کسی مذہب مین اعتقاد نہین ہے + اور اسی وجہ سے ایک اور
شخص کی جسکی چوری ہوگئی تھی دادرسی نہین ہوئی + اس بے انصافی کی بناء
اس قانونی مسئلہ پر ہے کہ جو شخص خدا کو نہین مانتا اور عاقبت کا قائل نہین عدالت
مین شہادت نہین دیسکتا - اِسکے یہی معنے ہین کہ ایسے شخصون کے دعوی کی سماعت
نہین ہوسکتی اور وہ عدالت کی حفاظت سے محروم ہین + اگر کوئی شخص
ایسے شخصون کو تنہائی مین یا ایسے لوگون کی موجودگی مین جو انہین کے
ہم خیال ہون لوٹ لے یا اُن پر حملہ مجرمانہ کرے - تو وہ قابل سزا نہین
ٹھیر سکتا + اور اگر اوٗر دن کو اُن لوگون کی موجودگی مین کسی طرح کا نقصان پہنچے -
تو وہ بھی اُس شخص کی شہادت سے مستفید نہین ہوسکتے + اِس قانون کی

بناء اس بات پر ہے کہ جو شخص عاقبت کا قائل نہین اُسے قسم دینا لاحاصل ہے ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جن لوگون کی یہہ رائے ہے وہ تواریخ سے محض ناواقف ہین ۔ کیونکہ تواریخ کے واقعات سے یہہ ثابت ہے کہ جو لوگ کسی مذہب کے معتقد نہ تھے اور خدا سے بھی منکر تھے ۔ اُن مین سے اکثر دیانت داری اور نیک چلنی مین شہرۂ آفاق تھے ۔ جن لوگونکو یہہ معلوم ہے کہ بہت سے نامور شخص جنکی قابلیت مسلّم ہوتی ہو اور جو بہت نیک مشہور ہوتے ہین ۔ مذہبی عقیدہ کے پکّے نہین ہوتے (اور یہہ حقیقت بہر کیف اُنکے رازدارون کو معلوم ہوتی ہے) وہ کبھی مذکورہ بالا اصول کو جس پر یہہ قانون مبنی ہے نہین مانین گے ۔ علاوہ برین اس قاعدہ کی بناء ایک ایسے اصول پر ہے جس سے اس قاعدہ کا متناقض ہونا بدیہا ثابت ہی منکرین خدا کو کذاب مانکر قانونِ مروجہ اُن لوگون کی شہادت کو قابل اعتبار سمجھتا ہے جو منکر ہین مگر جھوٹھ بولنا روا رکھتے ہین (یعنے قسم کھا لیتے ہین) لیکن جو شامت اعمال سے اپنے منکر ہونیکا صاف اقرار کرتے ہین ۔ اور لوگون کی برا بھلا کہنے کو سہتے ہین ۔ مگر جھوٹھ بولنا پسند نہین کرتے ۔ اُنکی شہادت قابل پذیرائی نہین ۔ ایسا قاعدہ جسکے جاری کرنے سے اوسکا اصلی مقصود ہی زائل ہوجاتا ہی ۔ واضعان قانون کی نہایت پست خیالی اور تنگ نظری ظاہر کرتا ہے ۔ اِسکے بموجب جو سزا منکرون اور ملحدون کو دیجاتی ہے ۔ وہ ایسی سزا ہے کہ جس جرم کا ارتکاب ایک شخص کو اس سزا کا مورد بناتا ہے وہ جرم ہی مجرم کی بریت ثابت کرتا ہے ۔

جس مسئلہ کے رو سے اس قاعدہ کو صحیح ماننا پڑتا ہے وہ مسئلہ خدا کے منکرون
اور معتقدون دونون کو شرم دلانیوالا ہے کیونکہ اگر وہ لوگ جو عاقبت کو نہین
مانتے۔ ہر حالت مین کذاب و دروغگو ہوتے ہین۔ تو وہ اشخاص جو عاقبت کے
قائل ہین اگر جھوٹھ نہین بولتے تو صرف دوزخ کے ڈر سے۔ اور انکو جھوٹ سے
ذاتی نفرت نہین + جن لوگون نے یہہ قانون بنایا ہے ہم انکا جی دکھانا نہین
چاہتے۔ اور اسلئے ہم فرض نہین کرتے کہ وہ خود اس قسم کی باتون کو عیسائی مذہب
کی اخلاقی ہدایات کا نتیجہ سمجھتے ہین +

یہہ باتین پرانے زمانہ کے ظلم و قہر کا ایک شمہ ہین۔ ان سے یہہ ثابت نہین
ہوتا کہ لوگون کی طبیعت مین ظلم و قہر کی خو قائم ہے بلکہ یہہ انگریزون کی غیر مستقل مزاجی
کی ایک بڑی عمدہ مثال ہے۔ یہہ لوگ نہائت خوشی کے ساتھ ایک بد اصول کی تائید
کرتے ہین۔ لیکن پھر اپنی شرافت سے مجبور ہو جاتے ہین اور اسپر پورا عمل نہین
کر سکتے + افسوس ہے کہ موجودہ نسل کے لوگون کی حالت ایسی نہین ہے
جس سے اُن بد اصولون پر کاربند نہ ہونے کی بہت کچھ امید کیجائے جنپر لوگ
پہلے عمل کیا کرتے تھے + آجکل کے لوگ لکیر کے فقیر ہین۔ پُرانے زمانہ کی
بُرائیون کو از سر نو رائج کرنیکے ویسے ہی خلاف ہین جیسے نئی باتون کو جو باعث اصلاح
قوم ہون + آجکل مذہبی عقائد کے پھیلانے یا زندہ کرنیکے معنے تنگ نظر
شخصون کی رائے مین یہہ ہین کہ تعصب اور یکطرفہ خیالات کو پھیلایا جائے +

اور جہان لوگون کے دلون مین تعصب کی بنیاد قائم ہے جیسا کہ اس ملک کے متوسط
درجہ کے لوگون مین وہان اُنہین غیر مذہب والون کو اذیت پہنچانے پر برانگیختہ کرنا
جنہین وہ اب تک واجب الایذا خیال کرتے ہین چندان مشکل نہین ہے۔ کیونکہ لوگ
اپنے مخالفین رائے کو جو کچھ سمجھتے ہین اور اُنکو جس نظر سے دیکھتے ہین۔ اُس سے
پایا جاتا ہے کہ اس ملک مین آزادی رائے محال ہے + مدت سے تعزیرات قانونی
مین یہہ نقص چلا آیا ہے کہ جن باتون کو سوسائٹی برا سمجھتی ہے۔ اُنہین کو قانون بھی
مستوجب سزا قرار دیتا ہے + سوسائٹی مین بدنام ہونے کا ڈر ایسا زبردست ہے۔
کہ انگلستان مین اُن خیالات کا اظہار جن کو سوسائٹی مکروہ سمجھے بہت شاذ و نادر
ہے۔ یہانتک کہ دیگر ممالک مین لوگ اُن رایون کے ظاہر کرنے سے جنکا ظاہر کرنا
قانوناً جرم تصور کیا جاتا ہے۔ اتنا نہین جھجکتے + سوائے اُن لوگون کے جو اپنی
تمول کی وجہ سے دوسرون کی تعریف کی پرواہ نہین کرتے۔ اور سب کو سوسائٹی
کا اُتنا ہی ڈر ہے جتنا کہ قانون کا۔ عوام کے لئے حصول معاش کا ذریعہ مسدود کرنا
ایسا ہی ہے جیسا کہ اُن کو قید کرنا + جنکو حصول معاش کا کچھ فکر نہین۔ اور جو اپنے
سے زبردست فرقے یا پبلک کی مہربانیون کے محتاج نہین۔ اُنہین تو اپنے خیالات
ظاہر کرنے سے کچھ اندیشہ نہین۔ اگر اُنہین کچھ نقصان پہنچ سکتا ہے تو یہہ ہے کہ لوگ
اُن کی مذمت کرینگے اور اُنکو برا کہینگے۔ اور اس نقصان کو سہنے کے لئے کچھ
بڑا حوصلہ درکار نہین + اگرچہ ہم مخالفین رائے پر اتنا ظلم نہین کرتے جتنا کہ

پہلے اُن پر کیا جاتا تہا - لیکن جس قسم کا سلوک اب ہم اُن سے روا رکھتے ہین ممکن
ہے کہ اُس سے بھی ہمین اُتنا ہی نقصان پہنچتا ہو جتنا کہ پہلے پہنچتا تھا + سقراط
تو قتل کیا گیا - لیکن سقراط کا فلسفہ دنیا مین آفتاب کی طرح چمکا - عیسائیون کو
تو پھانسی ملی لیکن عیسائی مذہب کے درخت نے ایسی نشو و نما پائی کہ اُس کی ترقی
سے باقی کے سب چھوٹے چھوٹے پودے بالکل مُرجھا گئے + حال کے زمانہ کے
متعصبانہ سلوک سے کسی کی جان تلف نہین ہوتی - اور نہ مخالفین رائے کی
بیخ کنی ہوتی ہے - لیکن اس سے اُتنا ہو جاتا ہے کہ لوگ اپنی رائون کو ایسے پیرایہ
مین بیان کرتے ہین کہ جس سے اُنکے ہمعصرون کو اُن سے کسی قسم کی نفرت پیدا نہ ہو
بنا بران اُن کی اصلی رائین ظاہر نہین ہوتین - و نہ کسی کہ انہین ...
ہوتی ہے کہ اُن رائون کو عام مین پھیلائیے + امتداد زمانہ کا اثر اُن رائون پر کچھ بھی
نہین ہوتا - نہ تو وہ بالکل مُنعدم ہو جاتی ہین - اور نہ وہ اسقدر عام ہو جاتی
ہین کہ اُنکی بنا مستحکم ہو جاوے + چند دانائون تک ہی وہ خیالات محدود
رہتے ہین اور عام معاملات انسانی پر اُنکا اثر نام کو بھی نہین ہوتا + سوسائٹی
کی یہہ حالت بعض لوگون کے مطبوع طبع ہے - کیونکہ بغیر اسکے کہ مخالفین رائے
کو کسی قسم کی قانونی سزا کا مورد بنایا جائے - عام پسند رائون سے بظاہر کوئی شخص
اختلاف نہین کرتا + اگرچہ بعض اشخاص جنکو غور و فکر کا مرض ہے دل سے اُن رائون
کو تسلیم نہین کرتے اور اپنا اختلاف دوستون کے آگے ظاہر بھی کر دیتے ہین -

گردش سے لوگون کے خیالات مین تبدیلی ہونے نہین پاتی - اور بحث مباحثہ سے
جو لوگون کے دلون مین جوش پیدا ہوتے ہین وہ بھی ظاہر ہونے نہین پاتے
اور ایک طرح کا امن وچین قائم رہتا ہے * لیکن اس فائدہ کے حاصل کرنیسے
جو نقصانات عظیم پیدا ہوتے ہین وہ اُن فوائد سے بڑھکر ہین - یعنی لوگون مین
زمانہ سازی کی عادت پیدا ہو جاتی ہے اور اُن مین اپنے سچے خیالات کے ظاہر
کرنے اور اُن پر عمل کرنے کی جرأت بالکل نہین رہتی * انجام کار یہہ ہوتا ہے کہ بہت سے
صاحب خیال اور ذی عقل شخص بھی مصلحت اسی مین دیکھتے ہین - کہ اپنے اصولون
کو اپنے دل مین ہی رکھین - اور اگر اپنے خیالات کو عام لوگون پر ظاہر کرین تو
حتی المقدور اُن خیالات کا ایسے اصول پر مبنی ہونا جتلائین کہ جنکو وہ خود
یقیناً غلط سمجھتے ہین * اسکا نتیجہ یہی ہے کہ دلیری نازک خیالی معقول پسندی استقلال
اور خیالات و افعال کی مطابقت جو پچھلے لوگون مین پائی جاتی تھی حال کے لوگون
مین نہین پائی جاسکتی * اِس حالت مین جس قسم کے لوگ پائے جاتے ہین -
وہ یا تو عام خیالات کی پیروی اپنا اصلی فرض سمجھتے ہین - یا زمانہ سازی پر
آمادہ ہوتے ہین کسی مضمون کے متعلق اُنکے خیالات اس قسم کے نہین ہوتے
جنہین وہ خود معقول سمجھتے ہین بلکہ اس قسم کے کہ جن سے وہ اپنے زمانہ کے لوگون
کو خوش کرنے کی توقع کر سکتے ہین * جنہین یہہ دو دروئی منظور نہین وہ عموماً
دقیق اور مشکل معاملات پر غور کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہین کرتے - اور عام معاملات

کو بھی بلحاظِ اصول نہین دیکھتے۔ جس قسم کی عام باتون پر وہ اپنے خیالات محدود رکھتے ہین وہ تو اس قسم کی ہین کہ اگر لوگ عالی دماغ اور وسیع خیال ہون تو اُنکی رائین اُن معاملات مین خود بخود ہی صحیح ہو جائین۔ جب تک لوگون کے قواے عقلی مین ترقی نہ ہوگی اُن کی رائین عام معاملات مین بھی جیسا کہ چاہیئے صحیح نہین ہونگی اور اگر صحیح بھی ہونگی تو لوگ اُن پر پوری طرح سے عمل نہین کر سکینگے۔ مگر طرہ یہہ ہے کہ مباحثہ عام اور مشکل مسائل پر خیالات ظاہر کرنے کی آزادی جو عالی دماغ اور وسیع خیال بنانیکے بہت بڑے وسائل ہین متروک ہین۔

جن لوگون کی یہہ راے ہے کہ مخالفین مذہب کو خیالات کے ظاہر کرنیکی آزادی نہین ملنی چاہیئے۔ اُنہین سمجھنا چاہیئے کہ اگر اُنکی راے پر عمل کیا جائے تو مخالف رایون پر بحث کرنے کا اور اُنکی تردید کا موقعہ نہین ملیگا۔ اور اگر وہ رائین ایسی ہین کہ مخالفین کو بحث سے اُن رایون کی غلطی سمجھا سکتے ہین۔ تو بھی مباحثہ کے انسداد سے وہ رائین بالکل معدوم نہین ہو جائین گی۔ لیکن اِس تحقیقات و مباحثہ کے روکنے سے جس سے عقلی یا مذہبی مسائل مروجہ کی تائید نہ ہو صرف مخالفین ہی کا یہہ نقصان نہین ہوتا کہ وہ چاہ ضلالت مین پڑے رہتے ہین بلکہ معاونین کا بھی بڑا ہرج ہوتا ہے۔ اور وہ یہہ ہے کہ کافر یا مشرک کہلانیکا ڈر اُنکی وسیع خیال ہونے کو روک دیتا ہے۔ بہت سے ہونہار شخص جن مین بہت دلیری نہین پائی جاتی ہے سوسائٹی کے ڈر سے اُن خیالات پر غور ہی نہین کرتے

جنپر خوض کرنے سے کوئی ایسا مسئلہ نہ نکل آئے جو عام اخلاقی مسائل کے برخلاف ہو۔ یا جو سوسائٹی کے مذہبی عقاید کی تردید ثابت کرے۔ اس سے جو نقصان دنیا کو ہوتا ہے اُس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہین + ایسے شخص اگر ذہین اور ذکی الطبع ہوتے ہین اور اپنے خیالات کے مطابق عمل کرنا پسند کرتے ہین۔ تو تمام عمر اسی کوشش مین بسر کر دیتے ہین کہ کسی طرح سے مروّجہ اخلاقی مسائل کی صحت کو دلائل سے ثابت کر دین جس سے سوسائٹی مین بھی نیک نام رہین اور دلیل عقل کے خلاف فعل کرنے کی تکلیف بھی نہ سہین۔ ایسے شخص اپنی کوششون مین ناکامیاب رہتے ہین اور اُنکی تمام عمر اور عقل ایک ناممکن مسئلہ کے حل کرنے مین ہی ضائع ہو جاتی ہے + جس شخص کا یہہ خیال نہین ہے کہ خواہ کچھ ہی ہو مجھے اپنی عقل و فکر کے مطابق عمل کرنا چاہیئے وہ عالی دماغ کہلانے کا مستحق نہین ہے۔ ہر ایک عقلمند کو اپنی عقل کے مطابق عمل کرنا چاہیئے + جو شخص بڑی توجہ سے ہر ایک معاملہ کو خود سوچتا ہے اُس سے اگر غلطی بھی ہو جائے تو صداقت کو اتنا صدمہ نہین پہنچتا جتنا کہ اُس شخص کی صحیح رائے سے جو اپنی رائے کی صحت کی وجہ نہین جانتا یا جاننے کی پرواہ نہین کرتا + آزادی رائے کے بند کرنے سے صرف یہی نہین ہوتا کہ اعلےٰ درجہ کے روشن دماغ اور وسیع خیال شخصون کا وجود عنقا ہو جاتا ہے۔ بلکہ اوسط درجہ کے سوچنے والے بھی اُس درجہ تک ترقی نہین کر سکتے جہان تک ترقی کر سکتے وہ قابل ہین + اظہار خیالات کی آزادی کا سب سے زیادہ فائدہ

اور ڈکنٹی کے عہد مین لوگون کے خیالات مین جو انقلاب پیدا ہوا تھا اُس کے واقعات بھی ہماری رائے کی صحت ثابت کرتے ہین ٭ یہہ تینون مثالین ایک ہی زمانہ کے واقعات نہین ہین - اور ہر دفعہ مختلف قسم کے خیالات نے ترقی پائی وجہ صرف یہی تھی کہ ان تینون حالتون مین حاکمان وقت کیطرف سے کسی قسم کی مزاحمت آزادی رائے یا آزادی اظہار رائے کے بارہ مین نہین تھی ٭ یورپ جس درجہ تہذیب کو پہنچا ہوا ہے یہہ اُسی زمانہ کی آزادی کا نتیجہ ہے جس قسم کی ترقی دیکھتے ہو کیا لوگون کی عقل مین کیا اُنکے خیالات مین اور کیا مختلف انسٹیٹیوشنون مین یہہ سب تینون واقعات مین سے ہی ایک نہ ایک کا نتیجہ ہین ٭ اب یہہ صورت دکھائی دیتی ہے کہ تینون دفعہ کے انقلاب کا اثر زائل ہونے لگا ہے اسلئے ضروری ہے کہ ہم اپنی آزادی خیالات کا استحقاق پھر ظاہر کرین اور از سر نو ہماری رفتار ترقی کی جانب شروع ہو ٭

اب ہم **شق دوم** کو لیتے ہین اور یہہ فرض کرتے ہین کہ مروجہ آئین اور مسلمہ اصول غلط نہین بلکہ واقع مین صحیح اور درست ہین لوگون کو ایسی رایون کے خلاف کہنے کی اگر اجازت نہ ہو اور اُنکی صحت مباحثہ کے ذریعہ سے نہ پرکھی جائے تو دیکھنا چاہئے کہ اُنکی کیا حالت ہو ٭ اگر ایک رائے کی صحت کا کسی شخص کو یقین کامل ہے تو بھی اُسکو یہہ سمجھنا چاہئے کہ اگر عام لوگون کو اُس رائے پر اپنے اپنے خیالات ظاہر کرنے کی پوری آزادی نہین ہے تو لوگون کو اُن دلائل کا علم ہو اُس رائے

کی صحت ثابت کرنیکے لئے بیان کی جاسکتی ہین نہ رہیگا۔ وہ مخالفین کے اعتراضون کے جواب بھی بھول جائینگے اور اُس رائے کو دیکھا دا کھی صحیح ماننے لگینگے + ایسے لوگ بھی ہین جنکا یہ خیال ہے کہ اگر کوئی شخص اُس رائے کو جسے وہ صحیح سمجھتے ہین مانتا ہے تو کافی ہے۔ خواہ وہ اُن دلائل سے واقف نہ ہو جن سے اُس رائے کی صحت ثابت ہو اور ایسے معترضون کے سامنے بھی جو معمولی درجہ کی لیاقت رکھتے ہون اپنی رائے کی صحت نہ نبھا سکے + اگر ایسے شخصون کے تیقینات اُن لوگون کے تیقین کا نتیجہ ہین جنکی لیاقت مستند سمجھی جاتی ہے تو وہ اپنی رائون پر مباحثہ کرنا نہین چاہتے اور سمجھتے ہین کہ مباحثہ سے بجاے فائدہ کے نقصان عظیم واقع ہوتا ہے + ایسے شخص حتی المقدور مسلمہ رائون کو دلیل و مباحثہ سے رد ہونے نہین دیتے لیکن اگر بعض شخص بے سوچے سمجھے مروجہ رایون کے معاونین کے جوابات سُننے بغیر اُن رائون کو غلط قرار دین تو وہ کیا کرسکتے ہین؟ کیونکہ یہہ تو ناممکن ہے کہ مخالف رائے کا چرچا بالکل بند ہو جائے۔ اور جب ایکدفعہ لوگون مین اُسکا چرچا جاری ہوا تو پھر جن شخصون نے مسلمہ رایون کو بے سوچے سمجھے مانا ہوا ہے وہ مخالف رائے کو اور بھی آسانی سے ماننے لگینگے + بالفرض اگر اُس صحیح رائے کی صحت کا یقین لوگون کے دلون مین ایسا جاگزین ہے کہ اُن پر دلائل و اعتراضات کا کچھ اثر نہین ہوسکتا۔ تو بھی ہمارا یہہ اعتراض ہے کہ اِنسان کو جو جوہر عقل عطا ہوا ہے۔ اسطرح بے سوچے سمجھے اور ہٹ دھرمی سے ایک بات

ماننے جانا شایان نہین۔ صداقت کے ماننے کا یہہ طریق نہین + بے سوچے سمجھے
کسی رائے کو مان لینا۔ خواہ وہ صحیح ہی ہو۔ ایسا ہے۔ جیسے کسی خیالی بات کو
جو واقعہ مین محض بے بنیاد ہو صحیح ماننا + اگر فرق ہو تو یہہ ہی کہ صورت اول مین رائے
کو اگر الفاظ کے ذریعہ سے بیان کرین تو سمجھنے والون کو سُننے سے فائدہ ہو جائیگا +

اگر انسان کا یہہ فرض ہے کہ وہ اپنی عقل و فکر کی ترقی مین سعی کرے تو
پھر ایسے ضروری مسائل کی تحقیقات مین توجہ صرف کرنیسے جن پر کچھ نہ کچھ رائے
رکھنا ہر ایک فرد بشر کے لئے واجب ہے اور کیا بہتر ہو سکتا ہے؟ اور کونسے مسائل اُنسے
بڑھکر قابل توجہ کہلائے جا سکتے ہین؟ خیالات کی ترقی کا سب سے عمدہ اور اعلی
وسیلہ یہی ہے کہ اگر انسان ایک رائے کو صحیح مانے تو اُن دلائل سے بھی آگاہ ہو
جن سے وہ رائے صحیح ثابت ہو سکے + بعض معاملات ایسے ضروری ہین کہ اُن مین
صحیح رائے رکھنا ہر ایک شخص کا فرض ہے۔ پس ایسے معاملات مین جس شخص کی
جو رائے ہو اُسکے ساتھہ یہہ بھی ہونا چاہئے کہ وہ مخالفین کے معمولی اعتراضات
کا جواب دیسکے + ہمارے معترض کہہ سکتے ہین کہ مباحثہ عام کی کچھ ضرورت
نہین۔ ہر ایک شخص کو وہ دلائل بھی سکھا دینی چاہئین جن سے اُسکی رائون کی
صحت ثابت ہو۔ اگر کسی رائے پر مباحثہ عام نہین ہوتا تو بھی لوگ بے سوچے سمجھے
اُس رائے کو نہین مانتے۔ سوچ سمجھکر کسی رائے کو ماننے کے لئے یہہ ضروری
نہین ہے کہ اُن رایون پر مباحثہ عام ہی ہو + چنانچہ جو لوگ اقلیدس پڑھتے ہین

صرف اقلیدس کے مسائل کو ہی ازبر نہین کر لیتے ہین۔ دلائل بھی اُنہین معلوم ہوتی ہین * اور یہہ کہنا محض لغو ہے کہ چونکہ وہ مخالفین کے اعتراضات نہین سُنتے اور کسی کو اقلیدس کی دلائل کو رد کرتا ہوا نہین دیکھتے اسلئے وہ اُن دلائل سے آگاہ نہین۔ جن سے کہ اقلیدس کے مسائل صحیح ثابت ہوسکین * مینا اسطرح کی تعلیم علم ریاضی مین ہوسکتی ہے۔ جسمین کہ مخالفین رائے کو اعتراضات کی گنجایش نہین۔ صرف ریاضی کے مسائل ہی کی یہہ خصوصیت ہے کہ یکطرفہ دلائل بیان کرنی پڑتی ہین۔ یعنے کسی دعوے کو صحیح ثابت کرنے مین یہہ ضروری نہین کہ اعتراضات بھی بیان کئے جاوین اور اُن اعتراضات کے جواب بھی دئے جاوین۔ کیونکہ اُن پر اعتراضات ہو ہی نہین سکتے * لیکن جس معاملہ مین اختلاف رائے کا موقعہ ہے۔ تو سچائی کے تارنے کا صرف یہہ ہی طریق ہے کہ ہر ایک رائے کا باہم مقابلہ کرکے اُن کی صحت کا اندازہ کیا جائے * علم طبعی مین بھی جس کا تعلق زیادہ تر ایسے واقعات سے ہے جنکا عینی مشاہدہ ہوسکتا ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی واقعہ کی وجہ وقوع کئی طرح سے بیان ہوسکتی ہے اور ایک خاص مسئلہ کی صحت ثابت کرنیکے لئے یہہ ضروری ہے کہ مخالف مسئلہ کی تردید کیجائے اور بتایا جائے کہ دوسرا مسئلہ کیون درست نہین ہے * اور اگر یہہ معلوم نہین کہ دوسرا مسئلہ کس طرح غلط ثابت ہوسکتا ہے تو ہمکو اُن دلائل سے پوری آگاہی نہین جن سے ہمارا دعوے صحیح ثابت ہوتا ہے * لیکن علم اخلاق

مذہب - سیاست مدن - سیاست منزل - اور دیاوی معاملات روزمرہ کے مسائل ایسے مشکل اور پیچیدہ ہوتے ہین کہ اگر کسی مسئلہ کو ثابت کرنا چاہین اور دلائل بیان کرین - تو اُن مین سے قریب تین چوتھائی کے معترضین کے جواب ہوتے ہین - اور دیگر مسائل کو غلط ثابت کرنے مین بیان کی جاتی ہین + زمانہ سلف کے ایک بڑے فصیح مقرر کا قول ہے کہ مین اپنے مخالفین کی رائے پر اپنی رائے کی نسبت اگر زیادہ نہین تو کم توجہ سے بھی غور نہین کرتا ہون - پس جو لوگ صداقت پسند ہین اور سچائی کو نتارنا چاہتے ہین اُن کو سسرو کی اس نصیحت پر عمل کرنا چاہیئے + جس شخص کو کسی معاملہ کی نسبت یہہ معلوم نہین کہ اُسکے مخالفین کی کیا رائے ہے - اُسے اُس معاملہ کی کچھ بھی خبر نہین + مانا کہ اُسکی اپنے دلائل ایسی ہین جنھین اور لوگ رد نہین کر سکتے - لیکن اگر وہ بھی رائے مخالف کو رد نہین کر سکتا - اگر اُسے اتنا بھی معلوم نہین ہے کہ اُسکے مخالفین کی کیا دلائل ہین - تو کوئی وجہ نہین ہے کہ وہ اپنی رائے کو ترجیح دے + عقل تو یہہ چاہتی ہے کہ وہ خاموش رہے اور اس معاملہ مین دخل ہی نہ دے - لیکن اگر باوجود اسکے وہ کسی رائے یا مسئلہ کو ترجیح دیتا ہے

فٹ نوٹ + بیان سسرو کی طرف اشارہ ہے جو مسیح سے ایک سو چھ (۱۰۶) برس پہلے پیدا ہوا اور ۶۳ برس کی عمر مین مرگیا - روما کا ایک بڑا فصیح مقرر تھا - سلطنت جمہوری کو اپنے ملک مین رواج دیا چاہتا تھا - اسی وجہ سے اُسکے بہت سے دشمن پیدا ہو گئے تھے جنھون نے آخر کار اُسے مار ڈالا + 　　مترجم

تو اسکے ترجیح دینے کی وجہ سوا اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ یا تو اُسکی طبیعت کا میلان ایک خاص رائے کی طرف ہے اور یا وہ اس بات کو دیکھتا ہے کہ زمانہ کے بزرگ اور ذی عزت یا زمانہ کے عقلمند لوگ کس طرف ہین + جس کے یہہ معنے ہین کہ وہ اپنی عقل سے کام نہین لیتا۔ بلکہ دوسرون کی خواہ مخواہ پیروی کرتا ہے + یہہ بھی کافی نہین ہے کہ وہ مخالفین کے اعتراضون کو اُن لوگون کی زبان سے سُنے جو خود معترضون کے مخالف ہون اور جو ساتھ ہی اُن اعتراضون کے جواب بھی پیش کردین۔ اس طرح معترضین کی دلائل کی وقعت کا حقہٗ معلوم نہین ہوتی + یہہ اعتراضات اُن سے سُننے چاہئین جو رائے مخالف کو مانتے ہون اور اُسکی صحت ثابت کرنے کے لئے ہر طرح سے تیار ہون + جس معقول ترین پیرایہ مین وہ اپنی دلائل بیان کرسکین اُس پیرایہ مین ہی اُن دلائل کو سُننا اور اُنکے مشکل اعتراضات کا جواب دینا مناسب ہے۔ ورنہ اُسکو اُن جوابات کا علم کبھی حاصل نہوگا اور اصلی رائے کی صداقت کا دل پر ویسا اثر نہ ہوگا جیسا کہ ہونا چاہئے + آجکل کے تعلیم یافتگان مین سے ننانوے فیصدی اس حالت مین ہین۔ یہانتک کہ وہ لوگ جو اپنے مسائل کی دلائل سے بظاہر آگاہ معلوم ہوتے ہین۔ مخالفین کے اعتراضات کا علم بھی نہین رکھتے + ممکن ہے کہ اُنکے مسائل صحیح ہون۔ لیکن یہہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُنکے معترضین ایسے اعتراضات پیش کرین جنکی اُنکو خبر بھی نہ ہو۔ اور جو اُنکے نتائج عقلی کو

غلط ثابت کرین * اُنھون نے کبھی اِس بات کی کوشش نہین کی کہ وہ اُن لوگون کی حالت دِلی دریافت کرین جنکا اُن سے اختلاف ہے۔ اور یہہ سوچین کہ اُنکے معترضین اِس مسئلہ مین کیا کہہ سکتے ہین۔ جس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اُنکو اپنے مسئلہ کی ہی پوری خبر نہین۔ یعنے اُنکو اپنے مسئلہ کا وہ حصہ معلوم نہین جس سے اُنکے مخالفین کا اعتراض باطل ہو سکے یا جسکے ظاہر کرنیسے اُن کا اور اُنکے معترضین کا اختلاف دور ہو سکے اور دونون کی رائین کسی حد تک صحیح ثابت ہون * اُنکو اُن دلائل کا علم نہین ہوتا جن سے ایک رائے کو دوسری پر ترجیح دے سکین۔ اور جو ایسے شخص کی رائے کو بدل سکین جس نے ہر طرح کی معلومات حاصل کی ہون * اِن دلائل کا علم صرف اُنہین کو ہوتا ہے جنہون نے طرفین کی وجوہات کو معقول ترین پیرایہ مین انصاف کی نظر سے اور تعصب کو دور کر کے دیکھا ہو۔ اور اُن دونون کا باہم مقابلہ کیا ہو * مخالفین کے اعتراضات سننا اور اُن پر غور کرنا اخلاقی معاملات کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے اسقدر ضروری ہے کہ اگر ہر ایک ضروری مسئلہ کے مخالفین موجود نہ ہون تو اُنکا تصور کر لینا اور اُنکے اعتراضات کو خود سوچکر نہایت وضاحت اور عمدگی کے ساتھ اپنے ذہن مین لانا لازم و لابد ہے *

آزادیِ اظہار رائے کے دشمن کہہ سکتے ہین۔ کہ تمام نوع انسان کا کسی مسئلہ کے معاونین و مخالفین کی تمام دلائل سے آگاہ ہونا اور مختلف فلاسفرون

اور علم الہیات والون کی رائیون سے واقف ہونا ضروری نہین + عام آدمیونکا اس قابل ہونا کہ وہ اپنے مخالفین کے نہایت مشکل اعتراضات کا جواب دےسکین لوازمات مین سے نہین + اتنا ہی کافی ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص اُن اعتراضات کے جواب دینے والا موجود ہو۔ تاکہ عوام الناس اور اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ شخصون کو گمراہ کرنے والے غلط اعتراضات کی تردید ہوتی رہے + معمولی لیاقت والے آدمیون کے لئے اتنا جاننا ہی کافی ہے کہ اُنکے یقینیات و مسائل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے عام دلائل کیا ہوسکتی ہین + مخالفین کے مشکل اور دقیق اعتراضات کا جواب دینا فاضلون کا کام ہے۔ اور اُن جوابات کے صحیح ہونے مین علماء و فضلاء کی عقل پر بھروسا کرنا مناسب ہے + جس حالت مین عام لوگ جانتے ہین کہ اُن کی لیاقت و معلومات اِس قابل نہین کہ وہ معترضین کے مشکل اعتراضون کا جواب دے سکین تو اُنکے لئے اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ بعض لائق و فائق شخص جو اِس علم مین ماہر ہین اُن اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیتے ہین دے سکتے ہین +

جن لوگون کا یہہ خیال ہے کہ کسی مسئلہ کی صحت کے یقین کے لئے ایسے چند دلائل کا جاننا ہی کافی ہے جنسے اُس مسئلہ کی صحت ثابت ہو۔ اس سے زیادہ واقفیت عام لوگون کے لئے لازمی و ضروری نہین۔ انکے قول کو تسلیم کرنیسے بھی یہہ نتیجہ نہین نکلتا کہ مباحثہ عام کی اجازت نہین ہونی چاہئے اور اظہار ر

خیالات کی آزادی ناجائز ہے * وہ خود مانتے ہین کہ تمام لوگون کو اس بات کا یقین
کامل ہونا چاہیے کہ مخالفین کے اعتراضات کے جواب دئے گئے ہین یا دئے
جا سکتے ہین۔ مگر تاوقتیکہ اعتراضات بیان کرنے اور اُنکے جوابون کو غلط اور ناکافی
ثابت کرنے کی پوری آزادی نہ ہو اعتراضون کا جواب دینا کیونکر ممکن ہے * اور
جوابون کا تسلی بخش ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے * عام لوگون کے لئے نہین تو
فلاسفرون اور حکیمون کے لئے تو یہہ ضروری ہے کہ وہ مخالفین کے مشکل اعتراضات
کو معقول ترین پیرایہ مین سُنین۔ اور یہہ محال ہے جب تک کہ ہر ایک شخص کو اپنے
خیالات کے آزادانہ طور پر بیان کرنے کی اجازت نہو اور سکو یہہ اختیار نہو کہ جو چاہے
اپنی رایون کو حتی المقدور صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرے * فرقہ رومن کیتھلک
کا اِس بارہ مین ایک عجیب رواج ہے۔ اُنکے ہان دو فریق ہین۔ اول وہ جنہین
اجازت ہے کہ وہ اپنے اعتقاد کی بنا دلائل پر رکھین۔ اور اُن دلائل سے واقفیت
پیدا کرین جنپر اُنکے مسائل کی صحت مبنی ہے * دوم وہ جنکے لئے یہہ ضروری ہے
کہ وہ اُنہین مسائل کو بے سوچے سمجھے مانین اور دلیل و حجت کی تلاش نہ کرین *
لیکن کسی فریق کو بھی یہہ اجازت نہین ہے کہ وہ عملاً مذہب اصلی سے انحراف ظاہر
کرے * فریق اول کے لوگون کو جن سے ہماری مراد پادریون کی ہے (یا پادریون
مین سے بھی وہ جنپر خاص اعتبار ہو) اس امر کی اجازت ہو کہ مخالف مذہبون کی
کتابون کا مطالعہ کرین اور مخالفین کی دلائل سے آگاہی حاصل کرین۔ تا کہ

اُنکے اعتراضون کا جواب دے سکین * لیکن فریق دوم کے لوگون کو جن مین سوائے پادریون کے اور سب شامل ہین یہہ آزادی حاصل نہین - اور اُن کو شاذو نادر موقعون پر یہہ اجازت ملتی ہے * اس قاعدہ پر عمل کرنے والے یہہ تو مانتے ہین کہ مخالفین کے اعتراضات کا علم اصلی رائے کی تلقین دینے والون کے لئے مفید ہوتا ہے - لیکن وہ فائدہ جو اس سے اصلی رائے کے ماننے والون کو ہوتا ہے حاصل کر کے عام لوگون کو یہہ آزادی نہین دیتے - تاکہ وہ بھی مخالفین کی رائین سُنین - نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ صرف اعلے درجہ کے تعلیم یافتگان کے خیالات مین بہ نسبت عام لوگون کے زیادہ ترقی ہو جاتی ہے - اس طریقہ سے لوگون کے خیالات مین اس قسم کی ترقی ہوتی ہے جو رومن کیتھلک مذہب والون کے مقصد اصلی کے مفید ہے کیونکہ تعلیم بغیر آزادی کے لوگون کو منصف مزاج اور انصاف پسند نہین بنا سکتی ہان اتنا ہو جاتا ہے کہ ایک شخص کسی مسئلہ کو صحیح ثابت کرنے کا فرض اچھی طرح سے ادا کر سکتا ہے * پروٹسٹنٹ مذہب والون مین یہہ رواج نہین - اُنکی یہہ رائے ہے کہ ہر ایک شخص اپنے یقینیات و اعتقادات کی صحت کا خود جواب دہ ہے معلم اور مواعظ اپنے شاگردون کے اعتقادات کے جواب دہ نہین - گو عملاً وہ بھی اس پر کاربند نہین ہوتے * علاوہ برین آجکل کے زمانہ مین بھی تو قریب محال ہے کہ جن کتابون اور رسالون کا مطالعہ اعلے درجہ کے تعلیم یافتہ لوگ کرین وہ تمام لکھے پڑھون کی نظرون سے نہ گذرین * اگر یہہ ضروری ہے - کہ عالم و فاضل اور

حکم مزاج شخص ہر طرح کی رائین سنین تو سوا اسکے اور کوئی چارہ نہین کہ

ہر قسم کی رائین عام طور پر شائع ہون اور اُنکے چھاپے جانے کی اجازت ہو +

اگر صحیح مروجہ رایون کے مخالفین کو اظہار خیالات کی آزادی نہ دینے کا

صرف یہی نقصان ہوتا - کہ عام لوگون کو وہ دلائل جن سے وہ رائین صحیح ثابت

ہو سکتی ہین بھول جاتین - تو اس سے صرف انکی معلومات مین ہی نقص واقع ہوتا

اور وہ مدلل و معقول کہلانے کے مستحق نہین رہتے - لیکن اُن رایون کے صحیح

ماننے کے فوائد بدستور قایم رہتے - اور جو اثر انکا لوگون کے اوضاع و اطوار

پر ہے وہ بھی بحال رہتا + مگر حقیقت تو یہہ ہے کہ مباحثہ عام کے انسداد سے صرف

دلائل ہی نہین بھول جاتین - بلکہ اکثر اُن رائونکا اصل مطلب بھی لوگ بھول جاتے

ہین + جب کسی راے کے مباحثہ کی اجازت تا دیر موقوف رہے تو اُن الفاظ

سے جن مین وہ راے ادا کیجاوے - وہ معنے ہی ذہن مین نہین آتے - جو

پیشتر آتے تھے - اور اگر آتے بھی ہین تو پوری طرح سے نہین - اُن الفاظ کا واضع لہ

جس وضاحت سے پیشتر سمجھہ مین آتا تھا اُسکے بجا - صرف چند الفاظ کا مجموعہ ہی بر زبان

یا درہ جاتا ہے + اگر ایک راے کو گیہون کے خوشہ سے مثال دین

تو - یہہ کہنا چاہئے کہ بصورت انسداد مباحثہ عام امتداد زمانہ کا یہہ اثر ہوتا ہے

کہ صرف چھلکے باقی رہجاتے ہین بیج کا گودہ بالکل معدوم ہو جاتا ہے - گویا چند

الفاظ ہی رہ جاتے ہین اُن الفاظ کے معنے لوح دل پر منقش نہین رہتے +

اُن واقعات کا ذکر جن سے ہمارے قول کی صحت ثابت ہو سکتی ہے تواریخ مین
اکثر پایا جاتا ہے اور اُن پر غور و فکر کرنے سے عمدہ سبق حاصل ہوتا ہے +

اس قول کی صحت تمام مذہبی اور اخلاقی مسائل کی سرگذشت اور تواریخ
سے ثابت ہے۔ مسائل کے موجدون کو اور اُن لوگون کو جنھون نے وہ مسائل
موجدون ہی سے سیکھے ہین۔ انکے اصلی معنون کا علم کما حقہ ہوتا ہے۔ اور جبتک یہہ
لوگ اس کوشش مین مصروف رہتے ہین کہ عوام کو اس مسئلہ کے صحت منوائین یا
یہہ ثابت کرین کہ مسائل مروجہ غلط ہین اور اُنکی راے ان معاملات مین صحیح ہے
ان مسائل کے اصلی معنے خوب ذہن نشین رہتے ہین۔ بلکہ اثناے بحث مین اور بھی
زیادہ وضاحت ہو جاتی ہے + آخر کار یا تو وہ راے عام مین پھیل جاتی ہے اور یا
اُسکی ترقی ختم ہو جاتی ہے اور اُسکے ماننے والون کی تعداد نہین بڑہتی جتنے ماننے
والے ہوتے ہین اُتنے ہی رہتے ہین۔ اسصورت مین مباحثہ عام از خود
بند ہو جاتا ہے۔ اصلی مسئلہ اگر تمام لوگون مین نہین تو بعض فرقون مین تو ضرور
پھیل جاتا ہے۔ بعد مین جو لوگ اُسے صحیح مانتے ہین وہ عموماً اسکو سوچ سمجھکر اختیار
نہین کرتے۔ بلکہ اپنے آبا و اجداد کی پیروی کئے جاتے ہین چونکہ لوگون
کو اس مسئلہ کے بجائے کسی اَور مسئلہ کے اختیار کرنے کا موقعہ بہت
کم ملتا ہے اسلئے اُنکے دل مین اُسکے بدلنے کا خیال آتا ہی نہین + مثل سابق
وہ دوسرون کے اعتراضات کے جواب دینے یا اُنکو اپنی جانب لانے کی

کوشش مین مصروف نہین رہتے - اور ہمیشہ مباحثہ کے لئے تیار نہین ہوتے -
ایک عالم خاموشی چھایا ہوتا ہے - نہ تو خود اپنے مخالفین کے اعتراضات سننے
کی کوشش کرتے ہین اور نہ اپنے دلائل اورونکو سناکر انکی سمع خراشی کرتے ہین +
جب یہہ حالت ہوجائے تو سمجھنا چاہئے کہ بس اب یہہ مسئلہ یا تو بالکل معدوم
ہوجائیگا اور یا اِسکے ماننے والون نکے دلون مین اِسکے پھر وضاحت کے ساتھ
قائم نہین رہینگے + ہر فرقہ مین جن لوگون کا کام مذہبی تعلیم دینا ہے - وہ آجکل یہی
شکایت کرتے ہین کہ معتقدین کے دلون مین مختلف مذہبی مسائل کے صحیح معنون کا
وضاحت کے ساتھ قائم رکھنا مشکل ہے - جس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ لوگ اُن مسایل
پر کاربند نہین ہوتے + لیکن جب تک کوئی مذہب نیا ہوتا ہے تب تک یہہ
وقت پیش نہین آتی - ہر کہ ومہ بخوبی جانتا ہے کہ کونسی باتین باعث نزاع ہین
اور آجکل کس امر پر بحث ہے - کونسے امور متنازعہ فیہ ہین - اور اِس مسئلہ اور دیگر
مسائل مین کیا فرق ہے + جب کوئی مذہب ایجاد ہوتا ہے تو بہت سے آدمی ایسے
ملجاتے ہین - جنہون نے ہر پہلو سے اُس مذہب کے اصولون پر نظر کی ہو اور اُنکو
سمجھا ہو - جنہون نے اُن کے متعلق اور باتون پر بھی غور کیا ہو - اور جو اثر اُن
مسائل کے بخوبی سمجھنے اور اُن پر کاربند ہونیسے انسانی اعمال پر ہو سکتا ہے -
اُسکا تجربہ خود اپنی طبیعت پر کیا ہو + لیکن جب وہ مذہب پُرانا ہوجاتا ہے اور
لوگ ایک دوسرے کے سُننے سنانے سے ہی اُسے ماننے لگتے ہین - اور مسائل کے

سمجھنے میں اپنی عقل و فکر سے کام لینا ترک کر دیتے ہیں - یعنے جب ضروریات
[illegible]نہ ایسی نہیں ہوتیں کہ انکو اپنی عقل و فکر سے کام لینا پڑے تو
لوگونکو سوا [illegible] الفاظ کے جن میں وہ مسایل بیان کئے جائیں اور کچھ
یاد نہیں رہتا یا وہ مسایل کو بغیر بحث و دلیل کے صرف دوسرون کی سند پر
مان لیتے ہیں اور [illegible] ہر ایک پہلو پر غور کرنے یا انکی صحت تجربہ اور استدلال
کے ذریعہ [illegible] کی ضرورت نہیں سمجھتے + انجام یہہ ہوتا ہے کہ وہ مسایل زبانی
یاد ہوتے ہیں - انکے لوح دل سے محو ہو جاتے ہیں + ان تمام باتون
کا اس زمانہ میں نمایان ہے لوگ اکثر ایک مسئلہ کو بے سوچ سمجھے مانتے جاتے ہیں
اور کسی معقول اعتراض کو سنتے ہی نہیں - اور اسی معاملہ مین اگر بجاے انکے
تسلیم کردہ مسئلہ کے کوئی اور مسئلہ پیش کیا جائے تو اسکا سننا ہی گوارا نہیں کرتے
اور [illegible] ماننے سے جو فوائد مرتب ہو سکتے ہیں اُن سے بے بہرہ رہتے ہیں
بلکہ بجاے فائدہ کے [illegible] اٹھاتے ہیں [illegible] اس مسئلہ کو بے سوچے سمجھے
ماننے سے معقول تر مسائل یا اعتراضات کے ذہن نشین ہونے میں سدراہ
قایم کر دیتے ہیں + عیسائی مذہب کی اکثر ہدایات پر جس طرح لوگ عمل کرتے
ہیں وہ میرے قول کی صداقت کی بہت عمدہ مثال ہے +

آجکل کے عیسائیون کی حالت پر غور کرنے سے معلوم [illegible] کہ جن مسائل
کا انسان کے دل پر بہت بڑا اثر ہو سکتا ہے اور جن سے [illegible] کے قول و فعل

مین نمایان تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اُنکے اصلی معنے اگر لوگ نہ سمجھے ہون اور اُنکا اثر
اُنکی طبیعت پر نہ ہوا ہو تو اُنکا ماننا نہ ماننا یکسان ہی ہوتا ہے۔ عیسائی مذہب سے
میری مراد اُن مسائل کے مجموعہ کی ہے جو عہد نامہ جدید (نیو ٹسٹمنٹ) مین
درج ہین۔ تمام عیسائی اُن ہدایات و قوانین کو مانتے ہین اور تسلیم کرتے ہین
کہ ہمکو ان قاعدون کی پابندی کرنی چاہئے۔ لیکن باینہمہ ہزار مین سے ایک بھی
ایسا عیسائی دیکھنے مین نہین آتا۔ جو اپنے اعمال مین اُن قواعد کا لحاظ مرکوز
خاطر رکھے + عموماً قوم یا فرقہ کے رواج ہی کو دیکھتے ہین اور اُسے ہی اپنے
اعمال کی صحت کا معیار قرار دیتے ہین + آجکل کے لوگون نے روزمرہ کے
باہمی برتاؤ کے لئے دو قسم کے قوانین مقرر کئے ہوئے ہین۔ ایک تو وہ اخلاقی
مسائل و ہدایات کا مجموعہ جسے ہر ایک الہامی مانتا ہے اور جنکے بموجب عمل
کرنیکا حکم حکیم مطلق کیطرف سے نازل سمجھتا ہے۔ اور دوم وہ روزمرہ کے
کارآمد مسائل جنکے مطابق ہر ایک شخص عمل کرتا ہے اور جنکو رسم و رواج سے نامزد
کرسکتے ہین + انمین سے بعض ایک خاص حد تک اُن الہامی مسائل کے مطابق
ہین۔ بعض کسیقدر زیادہ مطابقت رکھتے ہین اور بعض عین برعکس بھی ہین۔
غرضیکہ ہیئت مجموعی مین سب کو عیسائی مذہب کے مسائل اور دنیاوی معاملات
کے مختلف ضروریات کا نتیجہ کہنا چاہئے + آجکل کے لوگ قسم اول کی برائے نام
تعظیم کرتے ہین اور قسم دوم کے قانون کے مطابق عمل کرتے ہین + تمام

عیسائی اِن ہدایات پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین۔ کہ غریب و مفلس اور مظلوم برکت والے بندے ہین۔ اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے گذرنا آسان ہے۔ لیکن متمولونکا جنّت مین دخل پانا مشکل ہے۔ دوسرون پر نکتہ چینی نہین کرنی چاہئے ایسا نہو کہ ہم پر خود نکتہ چینی ہو۔ قسم کھانی حرام ہے۔ اپنے ابنائے جنس کو ویسا ہی عزیز جاننا چاہئے جیسا کہ اپنے آپ کو۔ اگر کوئی ہمارا چوغہ لیجائے تو مناسب ہے کہ اپنا خفتان بھی اُتار دین اور آیندہ کا کچھ فکر نہ کرین۔ اور اگر اور بھی کمال کو پہنچنا چاہین تو مناسب ہے کہ اپنی تمام جائداد بیچکر غریب و غربا مین تقسیم کر دین۔ وغیرہ وغیرہ

تمام عیسائی صدق دل سے ان سب باتون کو صحیح مانتے ہین۔ اُن کا اِن ہدایات کو صحیح ماننا ویسا ہی ہے جیسا عام لوگون کا اُن مسایل کو ماننا جنکی تعریف اُنہون نے سُنی ہوتی ہے لیکن جنکے حسن و قبح کی اُنکو خبر نہین ہوتی اور جن پر بحث و مباحثہ کبھی اُنکے آنکھون یا کانون سے نہین گذرا ہوتا + ان مسائل کا اثر اُنکے اعمال پر بالکل نہین ہوتا۔ اور اگر کچھ ہوتا بھی ہے تو صرف اتنا کہ جس سے لوگ اس مسئلہ پر صرف اس حد تک عمل کر سکین کہ جس حد تک عمل کرنا عام مین رائج ہے + مخالفین مذہب کے مقابلہ کے لئے وہ مسایل بیان کئے جاتے ہین اور اُن سے اُن باتون کی صحت ثابت کیجاتی ہے جن پر لوگ پہلے ہی سے عمل کرتے ہین اور جن کو قابل تعریف سمجھتے ہین۔ عام لوگون کے خوش کرنیکے لئے یہہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال ہدایات ازلی کے مطابق ہین۔ لیکن اگر کوئی

اُنکو یہہ کہے کہ اصلی مسائل پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنیکے لئے اور بہت کچھہ چاہئے
اور اُنکے مطابق عمل کرنا تمہارے وہم وخیال مین بھی نہین ہے تو وہ اسپر یہہ
الزام دہرتے ہین کہ تم اپنے آپکو سب سے نرالا جتلانا چاہتے ہو + غرضکہ ان
مسائل کا اثر عام لوگون کے دلون پر کچھہ نہین ہوتا - یعنے انکے دلون مین اس قسم
کی طاقت پیدا نہین ہوتی جو ان سے تمام افعال اُن قوانین کے مطابق کرائے -
اُن الفاظ کو تو وہ تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہین - لیکن انکے دلون مین وہ کیفیت
پیدا نہین ہوتی جس سے کہ وہ الفاظ سے گذر کر معنون تک پہنچین اور اُن پر عمل کرین
مسیح کے احکام کی تعمیل مین وہ عمرو زید کی پیروی کرتے ہین +

ہمکو خوب معلوم ہے کہ ابتدا مین دین مسیحی کے پیرؤن کا یہہ حال نہ تھا -
ورنہ یہہ مذہب یہودیون کے گمنام فرقہ مین سے پھیلتا ہوا تمام سلطنت روما
کے لوگون کا مذہب نہ بن جاتا + جس زمانہ مین اس مذہب کے مخالفین یہہ کہا
کرتے تھے کہ دیکھو عیسائیون مین کیسا اتفاق ہے اور یہہ ایکدوسرے سے کیسی
شفقت ومحبت سے پیش آتے ہین (حالانکہ اب کوئی بھی اُنکی موجودہ حالت
دیکھکر یہہ رائے قائم نہ کریگا) اُس زمانہ کے عیسائی اپنے مذہب کے مسائل کو
خوب سمجھتے تھے - یعنے اُن مسائل کے معنی ایسی وضاحت کے ساتھ اُن کے
دلون پر منقش تھے کہ وہ اُن پر عمل کرتے تھے - میرا خیال ہے کہ اس زمانہ کے بعد
کبھی بھی انکے مذہبی معتقدات ایسے پختہ نہین ہوئے + یہی وجہ ہے کہ عیسائی

مذہب اسقدر کم ترقی پر ہے اور اٹھارہ صدیون سے اہل یورپ اور اُنکی اولاد تک ہی محدود ہے + اُن لوگون کا بہی یہی حال ہے جو مذہبی عقائد پر خوب قائم ہین اور جو مذہبی مسائل کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنیکا دعوے کرتے ہین۔ ایسے شخصون کے دلون پر بھی مسیح کی ہدایات کے بہ نسبت کلون* و نوکس† کی نصائح کا زیادہ اثر ہے۔ خاص مسیح کی ہدایات کا علم بھی انہین ہوتا ہی لیکن ان سے انکے قول و فعل پر کچھ اثر نہین ہوتا + ان مسائل کے معنے جنکو کسی خاص مذہب کا ما بہ الامتیاز قرار دیسکتے ہین لوگون کے دلون مین واضح طور پر قائم رہتے ہین۔ اور مذہب کے سرگروہ اُن معنون کے اچھی طرح سے قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسکی بہت سی وجوہات ہین لیکن بیشک اُن مین سے ایک یہہ وجہ بھی ہے کہ اُن مسائل پر خاصکر اکثر اعتراضات ہوتے رہتے ہین اور مخالفین کے تردید کی ضرورت پیش آتی ہے معترضین کی عدم موجودگی مین مذہبی تعلیم دینے والے اور مذہب کے پیرو دونون غافل ہو جاتے ہین +

فٹ نوٹ * کلون ۱۵۰۹ء مین پیدا ہوا۔ اس نے پیرس مین تعلیم پائی بھی تحصیل علم کے بعد وہ رومن کیتھلک مذہب کے مسائل سے نفرت ظاہر کرنے لگا اور آخر کار کھلے بندون پروٹسٹنٹ ہو گیا۔ اس نے مذہبی معاملات کی اصلاح مین بہت کوشش کی اور آخر کار ۱۵۶۴ء مین مر گیا + مترجم

فٹ نوٹ † نوکس سکاٹ لنڈ مین ۱۵۰۵ء مین پیدا ہوا۔ کلون کے مسائل سے بہت متفق تھا۔ یہہ بھی رومن کیتھلک مذہب سے پہلے دل برداشتہ ہوا اور پھر پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا حامی رہا ۱۵۷۲ء مین مر گیا + مترجم

جن مسائل کی ہم پر اثبات کرتے آتے ہیں ان پر غور کرنے سے معلوم ہوگا
کہ ہمارا قول اُس وقت بھی صادق آتا ہے - خواہ وہ بیان اخلاقی مسائل سے متعلق ہو اور معاشرتی
معاملات سے علاقہ رکھتے ہوں ✤ تمام زبانون کے علم ادب مین طرح طرح
کی نصائح اور ہدایات ہوتی ہین - کہین تو دنیاوی معاملات کی حالت اصلی بیان
کیجاتی ہے اور کہین یہہ نصیحت ہوتی ہے کہ انسانون کو اپنی زندگی کس طرح
بسر کرنی چاہئے اور اس دنیا مین کیونکر رہنا چاہئے - یہہ روایتین اکثر زبان زد
عام ہوتی ہین اور لوگون کے کانون سے گذرتی رہتی ہین - اور صحیح بھی مانی
جاتی ہین - لیکن اِنکے معنے پوری طرح سے تب ہی معلوم ہوتے ہین جب لوگ
تجربہ مین کہین بُوری زک اُٹھاتے ہین ✤ پھر اس قول کی صحت اُنکے دلون پر
اچھی طرح نقش ہو جاتی ہے ✤ ہم اکثر دیکھتے ہین کہ جب لوگون پر کوئی ایسی مصیبت
پڑتی ہے جسکی کبھی امید بھی اُن کو نہ تھی - تو اُنہین کوئی عام روایت یا کہاوت
جسے وہ ساری عمر سُنتے رہے تھے یاد پڑتی ہے اور اسکی صداقت معلوم ہوتی ہے
اگر اسکے معنے انہون نے اچھی طرح سمجھے ہوتے اور انکا اثر انکے دل پر ہوا ہوتا
تو شاید وہ اس مصیبت مین گرفتار ہی نہ ہوتے ✤ اسکی وجہ عام مباحثہ کے
مسدود ہونیکے علاوہ اور بھی ہین - کئی ایسی باتین ہین جنکی حقیقت بغیر تجربہ کے
پوری طرح سے معلوم ہی نہین ہو سکتی - لیکن اُن کے معنے بھی مباحثہ سے
واضح تر ہو سکتے ہین - اور اگر مباحثہ عام جاری رہے اور عام لوگ معاونین

وہ مخالفین کے دلوں کی ... باقی رہتے ہین۔ تو ایسی رائوں کے سمجھنے اور اُن سے اثر پذیر ہونے کا زیادہ موقعہ ملتا ہے ۔ جب لوگ بعض مسائل کی صحت کو ایکدفعہ مان لیتے ہین تو اُن پر غور وفکر کرنا ہی ترک کر دیتے ہین۔ اسیوجہ سے بہت سی غلطیان پیدا ہو جاتی ہین ۔ ہمارا ایک معاصر بیان کرتا ہے کہ مسئلہ الوہی کی نسبت ایک عجیب عالم خاموشی چھایا ہوا ہے۔ نہ انکے ماننے والے اپنی عقل و فکر سے کام لیتے ہین۔ اور نہ کسیکو انکی تردید کا خیال ہی آتا ہے ۔

لیکن اعتراض ہوسکتا ہے کہ کیا اختلاف رائے کا قائم رہنا دریافت حقائق کے لئے ضروری ہے۔ اور جب تک ایک خاص فریق کسی رائے کے غلط پہلو کو صحیح سمجھنے پر اصرار نہ کئے جائے تبتک کوئی بھی اُس رائے کو صحت کے ساتھ نہین سمجھہ سکتا۔ اور جب سب لوگ کسی قول کی صحت کو ماننے لگ جائین تو اُس قول کی اصل حقیقت لوگون کے دلون مین قائم نہین رہتی۔ کیا ایک بات کو سوچ سمجھکر ماننے کے لئے یہہ ضروری ہے کہ اس بات پر کسی نہ کسی قسم کا شبہہ قائم رہے؟ جب سب لوگ کسی قول کی صحت کو بالاتفاق ماننے لگ جاتے ہین توکیا آیندہ کی نسلین پھر اس قول کو بے سوچے سمجھے ہی مانتی ہین؟ بہت بڑا مقصد انسان کی عقلی ترقی کا یہی مانا گیا ہے۔ کہ تمام ضروری مسائل کو سب لوگ بالاتفاق ماننے لگ جائین اور اگر اس مقصد اہم کے حاصل ہوتے ہی اُن مسائل کو سوچ سمجھکر ماننا ترک ہو جاتا ہے اور لوگ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ماننے لگتے ہین

تو کمال افسوس ہے + کیا یہہ ایک ایسی فتح ہے کہ فتح ہوتے ہی وہ تمام خوبیان
جو اس کارا ہم کا اصلی مقصود ہین نیست و نابود ہو جاتی ہین؟ +
مین ہرگز یہہ نہین کہتا - نوع انسان جسقدر ترقی کرتے جائینگے اُسیقدر
اُن مین مسلمہ رائیون اور مسائل کی تعداد بڑہتی جائیگی - اور ایسے مسائل کم
ہوتے جائینگے جنکی صحت مین کسی قسم کا شک وشبہ باقی ہو + انسانی ترقی
کے اندازہ کرنے کا یہہ ایک بہت عمدہ معیار ہے کہ مشکل اور ضروری معاملات
مین مسلمہ رائیون کی تعداد پر نظر کیجائے - جب مختلف مسائل اور رائین مسلم
ہوتی جاتی ہین تو ان پر مباحثہ یکے بعد دیگرے مسدود ہو جاتا ہے + لیکن
اس طرح سے مباحثہ کا بند ہونا صحیح رائیون کی نسبت مفید ہے - اور غلط رائیون
کے بارہ مین نقصان مند + اگرچہ اختلاف رائے کا آہستہ آہستہ نیست
و نابود ہو جانا اور اتفاق رائے کا پیدا ہونا ناگزیر اور لازمی ہے - لیکن اس سے
یہہ نتیجہ نہین نکلتا کہ اِسکا اثر ہر طرح سے اچھا ہی ہو + چونکہ مختلف مسائل کو واضح
طور پر بیان کرنے اور معترضین کے جواب دینے کی ضرورت نہ رہیگی - اسلئے اُن
مسائل کو اچھی طرح سے سمجھنے مین کچھہ نقص تو ضرور رہیگا - اور یہہ نقصان اگرچہ اتفاق رائے
کے حاصل ہونے کے فایدہ سے بڑھکر نہین ہے - لیکن تاہم کسیقدر تو ان فوائد کی
وقعت کم کر دیتا ہے - جس حالت مین مخالفین موجود نہین ہین تو میری رائے مین
مختلف مسائل کے سکھانیوالے کئی ایسے طریقے نکال سکتے ہین جو اس کمی کو پورا

کر دین - ایسی کتابین بنائی جا سکتی ہین جن سے پڑھنے والے کے سامنے وہ اعتراضات جو اس مسئلہ پر کوئی مخالف رائے رکھنے والا کر سکتا ہو پیش کیے جا دین + لیکن چہ جائے کہ کوئی سی ترکیب اس مطلب کی نکالین آجکل کے لوگ زمانہ سلف کے مختلف طریقون کو جو اس غرض کے لیے تھے عمل مین نہین لاتے سقراط نے جو سوال و جواب کے طور پر کتاب لکھنے کا طریقہ نکالا تھا اور افلاطون نے جو نامی کتابین اس طریق پر لکھی تہین اُن سے یہی غرض رکھی گئی تھی - اِن مین اکثر فلسفہ وغیرہ کے مشکل معاملات پر مباحثہ درج ہوتے تھے اور ان سے مقصود یہہ ہوتا تھا کہ پڑھنے والون کو اُنکے فہم کا نقص دکھایا جائے اور یہہ بتلایا جائے کہ اُنہون نے اُن مروجہ مسائل کو بے سوچے سمجھے ہی اختیار کر لیا ہے - اور وہ ابھی تک اُن مسائل کے معنے کماحقہ نہین سمجھتے - تاکہ اپنی معلومات کی کمی سے آگاہ ہو کر وہ اپنے یقین کو ایک پختہ بنا پر قایم کرنے کی کوشش کرین - ان مسائل کے معنے سمجھین اور اُنکی دلائل سے واقفیت حاصل کرنے مین ساعی ہون + مڈل ایج[†] مین جو مباحثہ مختلف مسائل پر ہوا کرتے تھے اُن سے بھی

فٹ نوٹ + مڈل ایج یعنے زمانہ متوسط کے شروع اور اختتام کی نسبت بہت اختلاف ہے - بہرحال اس زمانہ کا شروع ۴۷۶ء کے بعد اور اختتام ریفارمیشن کے آغاز تک سمجھا جاتا ہے - اس زمانہ مین یورپ کی سب قومین انتہا درجہ کی مذہبی توہمات مستغرق تہین لوگ معبدون کے زیارت کے لیے دور دور سے آتے تہے اور دولتمند بہت سی جایداد مذہبی کامون کے لیے وقف کر دیتے تھے + مترجم

یہی غرض تھی کہ طالب علم کے دل مین یہہ یقین پیدا کیا جائے کہ وہ اس مسئلہ کو بخوبی سمجھتا ہے اور مخالفین کے اعتراضات سے بھی واقف ہے۔ وہ اُن دلائل سے بھی آگاہ ہے جو اُسکی راے کو مخالفین کی رائے پر ترجیح دیسکتی ہین۔ اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب بخوبی دے سکتا ہے + ان مین یہہ نقص تھا کہ جن مسائل پر بحث کیجاتی تھی یا جنکو صحیح ثابت کیا جاتا تھا ان کی صحت کی بنا اسقدر دلیل پر مبنی نہ تھی جسقدر مستند رائون پر۔ اور ان سے وہ فائدہ نہین ہوتا تھا جو سقراط کے طریقہ سے + اگرچہ بعض اشخاص نہین مانتے مگر اسمین کچہہ کلام نہین کہ آجکل کے لوگون کی قواے عقلی مین جس قدر ترقی پائی جاتی ہے اُس کا بہت سا حصہ انہین کتابون کے مطالعہ کی وجہ سے ہے + آجکل کا طرز تعلیم ایسا ناقص ہے کہ کوئی قاعدہ اس قسم کا رائج نہین جو مذکورہ بالا طریقون کے بجاے عمل مین آتا ہو۔ اور کوئی نئی تدبیر بھی اس مطلب کی نہین نکالی جاتی + جس شخص نے صرف کتابون کے مطالعہ اور خاص قسم کے استادون سے تعلیم پائی ہے اُسنے اگر بے سوچے سمجھے اِن مسائل کو ازبر نہین کیا تو یہہ بہی ضروری نہین کہ معترضین کے اعتراضات سوچے ہی ہون۔ چنانچہ ایک مسئلہ کے ہر پہلو سے آگاہ ہونا اور اپنے معترضین کی رائون پر توجہ کرنا اُن لوگون مین بھی نہین پایا جاتا جن کو اہل خیال کہہ سکتے ہین۔ آجکل جو اصحاب عالسدماغ کہلاتے ہین اُنکی دلائل کا وہ حصہ جو وہ اپنے معترضین کی تردید اور اپنے مسئلہ کی تائید مین بیان

کرتے ہین بہت ناقص ہوتا ہے + زمانہ حال کے لوگ ان دلائل کو بہت ناپسند
کرتے ہین جن سے کسی مسئلہ کے عقلی یا عملی نقائص ہی صرف معلوم ہون - اسمین
کچھ شبہ نہین کہ اگر کسیکو سواے چند اعتراضات کے جو بعض مسائل پر ہوسکتے
ہین اور کسی بات کا علم نہ ہو تو اُسکی معلومات محض لا حاصل ہین + اگرچہ ہمارا
غایت مدعا یہی ہے کہ ہم بعض حقائق کو دریافت کرین - اور اس قسم کی رائین
ڈھونڈھین جن پر کوئی اعتراض نہو سکے - تاہم اعتراضات کا علم اس انتہائے
مقصد کے حاصل کرنیکا ایک نہایت عمدہ ذریعہ ہے + اور جبتک زمانہ سلف کیطرح
کوئی طریقہ اس قسم کا ایجاد نہ ہوگا جس سے لوگون کو اُسطرح کی باقاعدہ تربیت ہو
اُسوقت تک لوگون مین سے ایسے شخصون کا پیدا ہونا جن کو اعلی درجہ کا اہل خیال
کہہ سکین محال ہے اور عام لوگون مین متوسط درجہ کے عقیل آدمیون کا پایا جانا بھی
مشکل ہے + علم طبعی اور ریاضی کے سوائے اور کسی علم مین اعلی درجہ کے سوچنے
والے نہ پائے جائینگے + اور تمام مضامین مین کمال حاصل کرنے کے لیے یہہ ضروری
ہے کہ مخالفین کی رائون سے کسی نہ کسی طرح آگاہ کیا جائے - اور اُن دلائل کی
واقفیت پیدا کیجائے جنکی ضرورت بوقت مباحثہ بطور جواب اعتراضات مخالفین
ہوتی ہے - ان مضامین کے پڑھنے والے خواہ اپنے غور و فکر سے وہ دلائل سوچین
خواہ طوطا رٹّکر یا دوسرون سے سُنین - بغیر اسکے ہمارا مقصد اصلی یعنے (دریافت
حقائق) حاصل نہین ہوسکتا + چونکہ ان دلائل کا علم حاصل کرنا جو ہمین مباحثہ

کے وقت سوچنی پڑتی ہین ہر حالت مین ضروری ہے اور مخالفین کی

عدم موجودگی مین انکا ذہن مین آنا بہت مشکل ہے - اسلئے یہہ مناسب نہین

کہ ہم اُن لوگون کو جو ہمارے سامنے وہ دلائل ازخود پیش کرین روکین - اور اگر

ہم روکینگے تو ہماری کمال نادانی و بے وقوفی ہے + اگر ایسے شخص موجود ہون

جو ہماری رائے کی تردید کرتے ہون یا اختلاف ظاہر کرنے کے لئے صرف اجازتِ

قانون کے منتظر ہون تو ہمین اُنکا شکرگذار ہونا چاہئے - انکی راے کمال توجہ

کے ساتھ سننی چاہئے - اور اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اب ایسے شخص موجود

ہین جنکے ذریعہ سے وہ مشکلات رفع ہوسکتی ہین - جنکے حل کرنیکے لئے اُن کی

عدم موجودگی مین ہمکو اسقدر دقت کرنی پڑتی ورنہ حقائق کا دریافت ہونا اور

ہماری یقینیات کا پختہ ہونا محال ہوتا +

اختلاف راے کے قائم رہنے کا ایک اور فائدہ بھی ہے اور اس فائدہ

کا حاصل کرنا ضروری ہے اور رہیگا جبتک عقل انسانی کی ترقی اس درجہ پر پہنچے

جس کی امید ایک عرصہ دراز کے گذرنے کے بعد ہی کیجاسکتی ہے + ابھی تک

ہم نے اظہار خیالات کی آزادی صرف دو صورتون پر ہی غور کی ہے ایک تو

وہ کہ جب راے مروجہ غلط ہو اور مخالفین کے اعتراضات صحیح دوم وہ کہ

جب راے مروجہ صحیح ہو لیکن مخالفین کے اعتراضات کا سننا اصلی راے

کے سمجھنے اور اُس کا اثر دل پر پیدا کرنیکے لئے ضروری ہو + اسکے علاوہ ایک اور

حالت بھی ہے - وہ یہہ ہے کہ بجائے اسکے کہ تنازعین کی رایون مین سے ایک رائے بالکل صحیح ہو اور دوسری بالکل غلط دونون کسی حد تک صحیح اور قابل تسلیم ہون اور مخالفین کی رائے سُننے سے حقیقت کا وہ حصّہ حاصل ہو جائے جو مروّجہ رائے مین نہین پایا جاتا + امور بدیہی کے سوائے اور سب معاملات مین عام لوگون کی رائین اکثر حقیقت اصلی کا ایک حصّہ ہی ہوتی ہین - انکا حقیقت کامل ہونا بہت شاذونادر ہے - اگر بالکل صحیح بھی ہون تو ان سے صداقت کا ایک حصہ ہی معلوم ہوتا ہے کبھی زیادہ کبھی کم - اکثر مبالغہ کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہین یا ایسے الفاظ مین بیان کیجاتی ہین کہ اُنکی اصل ہیئت ہی بدل جاتی ہے حقیقت کا وہ حصّہ جس کا اصل قول کے ساتھ ہی بیان کرنا ضروری ہوتا ہے اور جس کا علم اِس رائے کو مشروط بناکر مسلّم الثّبوت کے رتبہ پر پہنچا دیتا ہے چھوڑ دیا جاتا ہے + جن رایون کے ظاہر کرنیکی اجازت نہین دیجاتی ان مین سے اکثر ایسی ہوتی ہین کہ جو مروّجہ رایون کو مشروط و محدود بناکر حقیقت کامل کے درجہ پر پہنچا دیتی ہین مگر آزادی کے دشمنون کو انکا خیال بھی نہین آتا - اور عام لوگون کی نظرون سے بھی یہہ رہ جاتی ہین - مخالفین کا میلان طبع یا تو یہہ ہوتا ہے کہ وہ مروجہ رائون کو بالکل غلط ثابت کرین - اور اپنی رایون کی نسبت یہہ دکھائین کہ وہ بالکل صحیح ہین - اور یا یہہ منشا ہوتا ہے کہ وہ اصلی رایون مین جو نقص ہو بتادین اور اُنکی خوبی تسلیم کرین اور جو وہ خود بیان کرین اُس سے یہہ فایدہ ہو کہ دونون

طرف کی رائین ملکر لوگون کو اس معاملہ کی حقیقت کامل حاصل ہوجائے پچھلی حالت
اکثر کم واقع ہوتی ہے اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ ابتک ایک ایک رائے کے ہر پہلو پر
غور کرنے کی لوگون کو کم عادت ہے اور اکثر یکطرفہ رائین ہی پسند خاطر ہین اور
دیکھنے مین آتی ہین + اسلئے کسی رائے یا مسئلہ کے انقلاب کے آجکل یہی معنے ہین
کہ اس رائے یا مسئلہ کا ایک حصہ جو صحیح ہے غلط ثابت ہو اور غیر مروج ہو جائے
اور ایک اور حصہ جو نیز صحیح ہے لیکن جو پہلے ہی کی طرح غیر مکمل ہے صحیح سمجھا جائے
اور لوگون مین رواج پکڑ جائے + ترقی سے بجائے اِسکے کہ معلومات اِنسانی
وسیع ہون اور ایک حقیقت پر دوسری کا اضافہ ہو۔ صرف اتنا ہی ہوتا ہے
کہ ایک حصہ صداقت کے بجائے ایک اور حصہ صداقت ویسا ہی غیر مکمل قائم
ہوجاتا ہے + واقعی ترقی اگر کچھ ہوتی ہے تو صرف اسی مین کہ اصلی رائے
کے بجائے جو نئی رائے قایم ہوتی ہے وہ اس زمانہ کی ضروریات کے زیادہ تر
مطابق پائی جاتی ہے + آجکل کی صحیح مروجہ رائون کا بھی جب یہہ حال ہے
کہ اکثر اِن سے صداقت کا صرف ایک حصہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ تو ہر ایک
قسم کی رائے جس مین بہت سا جھوٹھ اور تھوڑا سا سچ ہی پایا جائے غور سے
ساتھ سُننی چاہئے اور غنیمت سمجھنی چاہئے + جنہون نے اِنسانی معاملات
پر غور کی ہے انکو معلوم ہوگا کہ اُن لوگون پر جو صداقت کا وہ حصہ ہمارے
پیش نظر کرتے ہین جسے ہم بغیر اُنکی مدد کے معلوم نہین کرسکتے۔ اِس خیال سے

ناراض ہونا کہ وہ اس حصہ کی طرف متوجہ نہین ہوتے جو ہم بیان کرتے ہین
کمال بیوقوفی ہے۔ بلکہ ایسے شخصون کا تو یہہ خیال ہوگا کہ جب تک انسان مین
یکطرفہ ہونے کا نقص پایا جاتا ہے اُسوقت تک یہی بہتر ہے کہ مروجہ رایون
کے مخالفین بھی یکطرفہ رائے ہی بیان کرین۔ کیونکہ جب ہمارے مخالفین اپنی
رایون کے بالکل صحیح ہونیکا دعوےٰ کرینگے اور ہماری رائون کو غلط
ثابت کرنیکا دم بھرینگے تو ہم اُنکی رائین زیادہ غور سے سنین گے ۔

اٹھارہوین صدی مین جب تمام تعلیم یافتہ شخص اور انکے پیرو
اپنی ترقی تہذیب دیکھکر متحیر تھے اور سمجھتے تھے کہ علم طبعی اور علم ادب اور
فلسفہ مین بڑی ترقی ہوئی ہے اور زمانہ سلف کے لوگون کے علم اور حال کے
لوگون کی لیاقت مین بڑا فرق ہے اور اپنے آپکو اُن پر ترجیح دیتے تھے
تو روسو* کی عجیب و غریب راے سے کیسا شور مچا تھا۔ لوگون کی یکطرفہ
رائین سب اُڑ گئین اور اُسکے ذریعہ سے وہ نئی نئی باتین معلوم ہوئین جنکے
معلوم ہونے سے پرانے خیال کی ہیئت ہی بدل گئی۔ اور ان مین ایک نئی

*نوٹ ۔ یہہ مصنف فرانس کا رہنے والا تھا ۱۷۱۲ء مین پیدا ہوا تھا۔ اسکا باپ گھڑی ساز تھا۔ اس مصنف کی عمر کا ابتدائی حصہ انتہا درجہ کی بدچلنی مین صرف ہوا۔ ۱۷۵۰ء مین اسنے ایک کتاب لکھی جسمین اُسنے اس سوال پر بحث کی کہ آیا علوم و فنون کے جاری ہونے سے لوگون کی اخلاق کی ترقی بھی ہوتی ہے یا نہین۔ اخیر مین اُسنے ایک رسالہ شائع کیا جسمین اسنے اپنی تمام بدمعاشیون کا اقرار کیا ہے ۔ مترجم

شکل آگئی * میں یہہ نہیں کہتا کہ سماوزو کی رائے عام لوگوں کی رائے کے
بہ نسبت زیادہ تر صحیح تھی بلکہ اُسکی رائے میں زیادہ تر غلطیاں پائی جاتی تھیں
تاہم اُسمیں بعض صحیح باتیں ایسی بھی تھیں جو پہلے معلوم نہ تھیں اور جن کا
ظاہر ہونا ضروری تہا - غرضکہ عام رائے کی صحت کے لئے جن باتوں کی
ضرورت تھی وہ حاصل ہوئیں * سماوزو کے زمانہ سے آجتک سادہ وضع کی
قدر اور تکلف کی تکالیف کا خیال لوگوں کے دلوں سے بالکل دور نہیں ہوا ہی
امید ہے کہ کسی زمانہ میں اسکا اثر پورا پورا ہوگا - آجکل صرف الفاظ ہی کے
ذریعہ سے اُن خیالات کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے - بلکہ عملاً ہی اسکے
فوائد ظاہر کرنے چاہئیں - کیونکہ الفاظ کا اثر بالکل زائل ہوگیا ہے *

پولیٹکل معاملات کے مباحثوں میں ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ دو فریق
ہیں ایک تو وہ جو پُرانی باتوں کو قایم رکھنا چاہتا ہے - اور پرانے اِنتظام کو
بدلنا پسند نہیں کرتا - دوسرا وہ جو نئی تجاویز و تدابیر کا شائق ہے اور پُرانے
اِنتظام کو بدلتے رہنا مناسب سمجھتا ہے - ان دونوں جماعتوں کا قیام اِنتظام
ملک و بہبودی رعایا کے لئے نہایت مفید ہے - خصوصاً اُس وقت تک کہ
جب فریقین میں سے کوئی فریق اسقدر ترقی نہ کر جائے کہ پُرانی باتوں کو
قایم رکھنا اور نئی تجاویز کو عمل میں لانا حسب ضرورت و مصلحت وقت مفید و
غیر مفید قرار دے * آجکل ان دونوں کے قیام سے یہہ فائدہ ہی کہ ایک

فریق کی کمی دوسرے فریق سے پوری ہو جاتی ہے لیکن ایک فریق سے تب تک
ہی فائدہ پہنچ سکتا ہے جبتک کہ دوسرا بھی قائم ہے - اور اُسکو اپنی خلاف رائے
سننے کا موقعہ حاصل ہے - اگر ایسا نہو تو ایک فریق اپنی رائے سے
دوسرے فریق کی صرف کمی ہی پوری نہ کرے - بلکہ اپنی رائے اسطرح بے سوچے
سمجھے بیان کرے کہ اُس پر عمل کرنے سے بہت نقصان پہنچے + موجودہ حالت
مین فریقین کا قیام دونون کو محتاط بنائے رکھتا ہے - اور حد مناسب سے
تجاوز نہین کرنے دیتا + غرضکہ جب تک اُن لوگونکو جو سلطنت جمہوری کو مفید
سمجھتے ہین اور اُنکو جو کاروبار سلطنت کے لئے رئیسون اور سردارون کو اعلی
اختیارات کا دینا فائدہ مند خیال کرتے ہین اظہار خیالات کی ایک جیسی آزادی
نہ دیجائے - اور تا وقتیکہ اُن شخصون کو جو میراث وجایداد کے اصول کو بہبود خلق
کے لئے ضروری سمجھتے ہین اور اُنکو جو ملک کی دولت کا امرا و غربا مین برابر
تقسیم کر دینا نوع اِنسان کو امن وچین مین رکھنے کا اعلےٰ ذریعہ قرار دیتے ہین
یا قواعد کی پابندی چاہنے والون اور آزادی پسندون یا تعیش اور رہبانیت
کے اصولون کے ماننے والون اور تمام مخالفین رائے کو پورا اختیار اِس
امر کا نہ ہو کہ وہ اپنی رائون کو بغیر کسی روک ٹوک کے ظاہر کرین اور اپنے خیالات
کو صحیح ثابت کرنے کے لئے جو کچھ چاہین کہین - تب تک متناقض رائون کا
اِنصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا محال ہے + دنیاوی معاملات کے بہت سے امور

مین اکثر اختلاف رائے پایا جاتا ہے اور اُن مین کئی فریق ہوتے ہین اس حالت
کی اصلیت دریافت کرنا بغیر سب طرف کی رائین سُننے کے محال ہے کیونکہ کبھی فریق
کی کوئی بات صحیح ہوتی ہے اور کسی کی کوئی۔ کبھی ایسی صورت پیش آتی ہے
جس سے دونون طرف کی رائین صحیح ثابت ہون + ایسے شخص بہت کم ہین جو
اپنی وسیع خیالی سے خود سوچکر ہر ایک طرف کی رائے پیش نظر رکھین۔ اور
بالکل بے تعصبی سے سچ اور جھوٹ کو جانچین۔ سب طرف کی رائون کو مد نظر رکھکر
صداقت کا دریافت کرنا بغیر اسکے محال ہے کہ ہر ایک فریق اپنی اپنی رائون کو
بڑے جوش کے ساتھ بیان کرے اور اُن پر جس طرح چاہے مباحثہ کرے +
ان متناقض رائون مین سے جو مینے اوپر بیان کی ہین جس رائے کے اظہار
کی ہمین اجازت دینی چاہئے بلکہ جس کی ترویج مین ہر طرح سے مدد
دینی چاہئے وہ ہی مروجہ رائون کے خلاف ہے اور معدودے چند ہی اسکے
معاون ہین۔ اُسی رائے پر توجہ نہین کیجاتی اور اگر اسپر عمل کرنا واقع مین
بہت مفید ہے تو گویا انسانی بہبودی کے خیال کو نظر انداز کیا جاتا ہے +
مین خوب جانتا ہون کہ انگلستان مین ان معاملات پر اختلاف رائے ظاہر
کرنے کی کچھ بندش نہین۔ یہہ متناقض رائین اس امر کے ثابت کرنیکے لئے
پیش کیجاتی ہین کہ اختلاف رائے کے قایم رہنے سے عقل انسانی کی موجودہ حالت
مین ہر ایک طرف کی رائے کا پورا پورا انصاف ہو سکتا ہے + جب ایسے شخص

پائے جائین جو کسی معاملہ مین تمام دنیا کے لوگون سے نرالی راے رکھتے ہون - تو خواہ عام لوگون کی راے صحیح ہی کیون نہ ہو انکے خیالات کو سننا ہر طرح مفید ہے اور اگر انکو اپنی راے کے بیان کرنے سے باز رکھا جاے تو اس سے بیشک دریافت حقایق کو نقصان پہنچیگا ۔

اعتراض ہو سکتا ہے کہ "بعض ضروری اور مشکل معاملات کے مروجہ و مسلمہ اصول ادہورے نہین - مثلاً عیسائی مذہب مین جن اخلاقی مسائل کی تلقین کیگئی ہے وہ بلحاظ اخلاقی مسائل کے کامل اور پورے ہین - ان مین کسی بات کی کمی نہین - اور اسلیئے اگر کوئی ان مسائل کے خلاف کچھ کہنا چاہے تو وہ بالکل غلطی پر ہے" ۔ چونکہ اکثر دیکھنے مین آتا ہے کہ لوگ دلیل مذکورہ بالا پر بہت زور دیتے ہین بہتر ہے کہ ہم اسپر کچھہ راے ظاہر کرین - لیکن عیسائی مذہب کے اخلاقی مسائل کی تشریح سے پہلے اسبات کا فیصلہ کر لینا مناسب ہے کہ اسنے کونسے مسائل مراد ہین ؟ اگر ان سے ان نصایح و مواعظ کی مراد ہے جو نیو ٹسٹیمنٹ (عہد نامہ جدید) مین درج ہین تو تعجب ہے کہ اس کتاب کو پڑھکر ایک معقول شخص کی یہہ راے ہو کہ وہ کتاب اخلاقی مسائل کا ایک کامل مجموعہ سمجھی جاتی تھی یا اسکی تصنیف و تالیف سے یہہ غرض رکھی گئی تھی ۔ انجیل مین ہمیشہ پرانے مسائل کی طرف اشارہ ہے - انجیل کی نصایح صرف وہین تک محدود ہین جہانتک کہ ان پرانے مسائل کے بعض نقایص کی

اصلاح کے لئے ضروری تھا۔ بعض موقعون پر یہہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اُن پُرانی ہدایات کی بجا بعض نئی ہدایات کی گیی ہین جو اُنکی بہ نسبت زیادہ تر مفید ہین + لیکن ان سب کا طرز بیان بہت مبہم ہے اور اُن الفاظ کے لُغوی معنون سے اصلی مطالب کا نکالنا بہت مشکل ہے ۔ ان مین شاعرانہ لطافت اُور فصاحت کی خوبی زیادہ پائی جاتی ہے ۔ اور معنون کی صحت جو قانونی مسائل کے مطالب بیان کرنے کے لئے ضروری ہے بہت کم ہے ۔ صرف اولڈ ٹسٹیمینٹ کے پڑھنے سے بغیر مدد نیو ٹسٹیمینٹ کے چند اخلاقی مسائل کا نکالنا محال ہے ۔ اور اولڈ ٹسٹیمینٹ کے مسائل بھی اگرچہ بڑی محنت سے مرتب کیے ہوئے معلوم ہوتے ہین ۔ لیکن صرف وحشیون کے لئے ہی مفید ہو سکتے ہین ۔ اور انہین کے لئے موضوع کیے گئے تھے + سنٹ پال جو اس امر کے خلاف تہا کہ نیو ٹسٹیمینٹ کے مسائل کو سمجہنے مین اولڈ ٹسٹیمینٹ سے مدد لیجاوے پُرانے اخلاقی مسائل کے وجود کو جو یونانیون اور رومیوالون مین مروج تھے مانتا تہا ۔ اسنے جتنی نصایح عیسائیون کو کی ہین اُن مین اس بات کی کوشش ملحوظ خاطر معلوم ہوتی ہے کہ اُن پُرانے مسائل سے کسی جگہ انحراف نہ پایا جاوے ۔ یہان تک کہ اُسنے غلامی کی رسم کو بھی منظور کیا ہے + جن اخلاقی مسائل کو عیسائی مذہب کے متعلق بیان کیا جاتا ہے وہ مسیح یا اُسکے شاگردون کے ایجاد نہین ہین ۔ بلکہ اُنکے زمانہ سے بہت

بیچے گئے ہین اور ابتدائی پانچ صدیون کے کتھلک چرچ سے نکلے ہوئے ہین۔ اگرچہ حال کے لوگون اور پروٹسٹینون نے اُنکو بہہ وجوہ اختیار نہین کیا تاہم ان مین بہت کم تبدیلی کی ہے۔ اکثر اُنہون نے وہ فضول باتین جو مڈل ایجز مین ایزاد کی گئی تہین دور کر دی ہین۔ اور ہر ایک فریق نے اپنی طرف سے وہ باتین زیادہ کر دی ہین جو اُنکی طبایع کے موافق تہین۔ مین اس بات سے ہرگز انکار نہین کرتا کہ نوع انسان کو ان مسائل سے اور انکی تلقین کرنے والون سے بہت فائدہ پہنچا۔ لیکن ساتھ ہی یہہ بہی کہنا چاہتا ہون کہ بہت سی باتون مین یہہ مسائل غیر مکمل اور یکطرفہ ہین۔ اور اگر اُن خیالات اور مسائل کا رواج یوروپ مین نہوتا جن کا ان مین ذکر ہی نہین۔ تو یوروپ اس درجہ تہذیب پر فایز نہ ہوتا۔ دین مسیحی کے اخلاقی مسائل سے عموماً یہہ غرض ہے کہ انسانون کو پیگنزم* سے بچایا جاوے۔ ان مین بیشتر اکثر نصایح انفعالی ہین فعلی نہین۔ اصل مقصود اُنکا یہہ ہے کہ لوگون کو گناہ سے باز رکہا جاوے۔ اصلی شرافت ان مین ہو یا نہو۔ انجیل کی نصایح مین یہہ اکثر دیکہتے ہین کہ فلانی بات نہ کرو اور یہہ بہت ہی کم دیکہا جاتا ہے کہ فلانی بات کرو۔ لوگون کو عیاشی سے بچانے کی کوشش مین رہبانیت کی تلقین

---

* نوٹ - بت پرستون اور مشرکون کے عقاید کو پیگنزم کہتے ہین۔ یہہ لفظ عموماً مسلمانون عیسائیون اور یہودیون کے سوا اور سب مذہبون پر عاید ہوتا ہے + مترجم

دیدی ہے * آہستہ آہستہ اسکا اثر مناسب طور پر ہونے لگا اور لوگون نے
عیاشی اور رہبانیت کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کی * ان مسائل سے
یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نیک کامون کا کرنا اور برے کامون سے بچنا اسلئے اچھا
ہے کہ نیک آدمیون کو بہشت مین دخل ملیگا - اور بُرون کو دوزخ مین - جس سے
صاف ظاہر ہے کہ یہہ مذہب پرانے زمانہ کے اعلی درجہ کی مہذب قومون کے
مذاہب سے بہت کم درجہ کا ہے - اس مین انسانی اخلاق کی خوبی کو خودغرضی
کی بنا پر قایم کیا گیا ہے - اور دوسرون کو فائدہ پہنچانا اور صلاح و فلاح عام
مین کوشش کرنا صرف اسلئے فرض سمجھا گیا ہے کہ ایسے شخص کو عاقبت مین
نیک صلہ ملیگا * اس مذہب مین ہر جگہہ اطاعت و فرمانبرداری کی نصیحت
کی گئی ہے - اور حاکمان وقت کی اطاعت صرف اُسی حالت مین بری دی
بہی گئی ہے جبکہ وہ مذہب کے خلاف عمل کرنے پر مجبور کرین - اپنی ذاتی نفع
کے لئے مفسدہ کرنا تو درکنار - نافرمانی کرنی بھی بُری خیال کیگئی ہے * پیگین[*]
قومون مین تمام رعایا کے مقاصد کا لحاظ رکھنا ہر ایک شخص کا فرض حد
مناسب سے بڑھکر سمجھا جاتا تھا اور اس سے شخصی آزادی کو بہت نقصان پہنچتا تھا -
لیکن عیسائی مذہب کے اخلاقی مسایل مین اس فرض کی کچھہ بھی وقعت نہین

فٹ نوٹ [*] مسلمانون عیسائیون اور یہودیون کے سواے اور سب قومون کو
جو بت پرست ہون پگن کہتے ہین * مترجم

یہہ نصیحت قران مین ہے نیو ٹسٹیمینٹ مین نہین کہ اگر کوئی بادشاہ ایسے شخص کو کسی عہدہ پر ممتاز کرے جس سے بہتر اور کوئی شخص اسکی سلطنت مین نہ پایا جاوے تو وہ خدا کا اور رعایا کا گنہگار ہے + آجکل کے اخلاقی مسائل کے روسے پبلک کو فائدہ پہنچانا کسیقدر فرض سمجھا جاتا ہے - اور اِس خیال کی بنا روما والون اور یونانیون نے قائم کی تھی عیسائیون نے نہین کی - ہماری قوم کی افراد مین جتنی ذاتی خوبیان پائی جاتی ہین جیسے بلند ہمتی - پاس وضع عزت و توقیر کا خیال وغیرہ وغیرہ - وہ بھی کچھہ مذہبی تعلیم کا نتیجہ نہین ہین - بلکہ ممکن نہین کہ یہہ خوبیان ایسے مذہب کی پیروی کا نتیجہ ہون جسکے روسے اطاعت اور فرمان برداری ہی قابل قدر سمجھی گئی ہے +

میرا یہہ دعوے نہین ہے کہ جس لحاظ سے عیسائی مذہب کو دیکھو یا اسکے جس پہلو پر غور کرو یہہ نقائص اسمین ضرور ہی پائے جائینگے - اسکی بہت سی ہدایات اُن مفید نصایح کی نقیض نہین جو اسمین درج نہین ہین - اُن الفاظ کے معنون کی کشش سے جن مین کہ اس مذہب کے احکام بیان کئے گئے ہین بہت سی مفید نصایح نکالی جاسکتی ہین + خاص مسیح کی نصایح کی نسبت تو یہہ دعوے اور بھی غلط ہے - میرا یہہ بھی خیال ہے کہ اُسکی نصیحتون سے جو غرض کہی گئی تھی وہ اُن سے بہت اچھی طرح پوری ہوتی ہے + اسکی نصایح اُن اخلاقی مسایل کے خلاف نہین جنکی بنا اعلے اصولون پر کہی گئی ہے -

بہت عمدہ اخلاقی ہدایات اُن الفاظ سے نکالی جاسکتی ہین - اور
کشیدہ معنے لگانے مین بھی اتنی وقت ہین پڑتی جتنی کہ بعض شخصون کو
پیش آئی جنہون نے اُن نصایح سے روزمرہ کے برتاؤ کے لئے چند قواعد
نکالے ہین - مگر اسمین بھی کچھ کلام نہین کہ اصل غرض اُن نصایح سے یہہ
نہ تھی کہ لوگون کو وہ اعلیٰ اصول بتائے جائین اور اُن پر عمل کرنے کی
اُنکو ہدایت کیجائے * بانی دین عیسوی کی جتنی تصنیفین ہین اُنمین
بہت سے اعلیٰ اصول صاف طور پر نہین پائے جاتے اور نہ اُس کا مقصد اصلی
یہہ تھا کہ اُن باتون کی طرف لوگون کی خاص توجہ دلائی جائے - کو بعض چرچ
نے جو نئے مسائل مسیح کے نصایح کی بنا پر قایم کئے تھے اُن مین تو اُن
اعلیٰ اصولون کو بالکل ہی نظر انداز کیا گیا ہے * پس جب دین عیسوی
کے مسائل کا یہہ حال ہے تو اُنکو ہماری ہدایات کا کامل مجموعہ تصور کرنا بڑی
غلطی ہے - کیونکہ بہت سی باتین ہین جنکی تائید تو اُن سے پائی جاتی ہے -
لیکن جنکا ذکر صاف طور پر اُن مین نہین - میری رائے مین یہہ خیال کہ
دین مسیحی تمام اخلاقی ہدایات کا کامل مجموعہ ہے آجکل بہت پھیل رہا ہے
اور لوگون کو اپنی اخلاقی ترقی مین ساعی ہونے سے باز رکھتا ہے - مجھے یہہ بھی
اندیشہ ہے کہ اگر لوگون کی تربیت اخلاقی مین صرف مذہبی تعلیم کا ہی دخل
رہا اور غیر مذہبی تعلیم جیسا کہ اب تک معمول ہے اُسکے ساتھہ جاری نہ رہی تو

عیسائی مذہب کی تعلیم کی کمی پوری نہ کرتی رہے تو نتیجہ یہہ ہوگا کہ لوگون کی
طبایع مین ایک طرحکا کمینہ پن پایا جائیگا - اور آزادی کا نام بھی نہ رہیگا
ان سے سواے اطاعت وغلامی کے اور کچھ نہین ہوسکیگا - اور اس قسم کے
شخص اگرچہ قادر مطلق کی مرضی پر شاکر وصابر رہنے والے ہونگے - لیکن
اُس حکیم کامل کی اوصاف حسنہ کو سمجھنے یا اُنکو حاصل کرنے اور اُنکے مطابق
عمل کرنیکے بالکل ناقابل ہونگے + میری دانست مین انسانی ترقی اور
بہبودی کے لئے عیسائی مذہب کے اخلاقی مسائل کے ساتھ ہی اور اخلاقی
مسائل کی تعلیم بھی ہونی چاہئے - تمام معاملات انسانی مین اختلاف راے
کا ہونا دریافت حقائق کا ایک بڑا عمدہ وسیلہ ہے یعنی حقیقت کامل کے حصول
کا ایک ذریعہ ہے - عیسائی مذہب کے اخلاقی مسائل اس قاعدہ سے مستثنی نہین
یعنی حقیقت کامل اُنمین نہین - کہ اور اخلاقی مسائل یا مخالفین کے اعتراضات
کے سننے کی ضرورت نہ رہے + یہہ بھی مناسب نہین کہ اگر لوگ اُن مسائل
پر غور کرین جنکی تلقین عیسائی مذہب نے نہین کی تو وہ ان نصایح کو نہ مانین
جن کی تعلیم دین مسیحی نے دی ہے - ایسے تعصب کا لوگون مین پایا جانا نہایت
نقصان مند ہے مگر اس قسم کے تعصبات سے بچنا بھی بہت مشکل ہے + بہرحال
اِن شخصون کے اس تعصب سے فائدہ زیادہ ہوتا ہے اور نقصان کم + جنکا
یہہ دعوی ہے کہ جو کچھ ہم کہتے ہین وہ حقیقت کامل ہے - دران حالیکہ

واقع مین وہ حقیقت کا صرف ایک حصہ ہیں - اُنکے مخالفین کو اُنکی تردید کا پورا اختیار رہونا چاہیئے - اور اگر یہہ بھی اُنکی طرح ایسی ہی یکطرفہ رائے بیان کرین تو اُنکی بے انصافی بھی قابل افسوس ہے - لیکن اُنکو اِس بے انصافی کی اجازت ہونی چاہیئے + اگر عیسائی یہہ چاہتے ہین کہ جو لوگ اِس مذہب کے مخالف ہین وہ انصاف سے کام لین تو اُنکو چاہیئے کہ وہ خود بھی انصاف پر کاربند ہوں - اِس تواریخی واقعہ سے انکار کرنا قرینِ انصاف نہین کہ بہت سے اخلاقی مسایل صرف اُن لوگون کے ہی دریافت کئے ہوئے ہین جن کو عیسائی مذہب کے مسائل معلوم نہ تھے بلکہ اُن کی غور و فکر کا نتیجہ ہین جنہون نے عیسائی مذہب کی تعلیم سنکر اُس کو رد کیا تہا +

میرا یہہ دعوے نہین ہے کہ اگر لوگون کو ہر طرح کی رائین بیان کرنیکی پوری آزادی حاصل ہوگی تو مذہبی معاملات یا حکمت اور فلسفہ کے مسائل مین یکطرفہ رائین بالکل معدوم ہو جاینگی - جن مسائل کے حامی بہت سے تنگ نظر شخص ہونگے اُنکو ضرور وہ اسطرح سے بیان کرینگے - کہ گویا اُن کی صحت مین انہین کسیطرح کا شبہ باقی نہین - اور دون کو ایسی تلقین دینگے اور خود اس پر اس طرح سے عمل کرینگے کہ گویا دنیا مین کوئی بات ایسی موجود ہی نہین جو اس مسئلہ کو کسی طرح سے مشروط بناتی ہو - یا اسکی صحت پر کسی قسم کا شبہ ڈالتی ہو + مین تسلیم کرتا ہون کہ مباحثہ عام سے لوگون کی

طبایع کا میلان یکطرفہ رایون کی جانب کسی طرح سے کم نہین ہو جاتا - بلکہ اور بھی بڑہ جاتا ہے اور عام لوگون کا یہہ خاصہ ہے کہ جب کسی راے کو اپنے مخالفین کے منہہ سے سنتے ہین تو جوش مین آکر اُسکو بالکل ہی نہین ملنتے اور اُسکے غلط ثابت کرنے مین اور بہی زیادہ کوشش کرتے ہین - لیکن اس مباحثہ کا نیک اثر متنازعین پر اسقدر نہین جسقدر کہ ان شخصون پر ہے جو طمانیت اور بے تعصبی سے اُن رایون کو سنتے ہین اور جن سے متنازعین کی بہ نسبت انصاف کی زیادہ توقع ہوسکتی ہے * مباحثہ عام سے لوگون کی طبایع کا مشتعل ہونا اور حقیقت کامل کے مختلف حصون کا اصطلاح سے ظاہر ہونا کہ وہ حصے باہم متناقض معلوم ہون اتنا برا نہین - لوگون کا خاموش رہنا - اطمینان سے اوقات بسر کرنا - اور حقیقت کامل کے مختلف حصون کا چھپے رہنا نہایت نقصان مند ہے * جب ہر طرف کی راین لوگونکی کانون مین پڑتی رہین گی اور کسی مسئلہ کے مخالفین و معاونین دونون کے خیالات سننے مین آئین گے تو حقایق کے دریافت کی بہت کچھ امید کیجا سکتی ہے - برعکس اسکے جب وہ صرف ایک طرف کی ہی راین مدت تک سنتے رہینگے تو نتیجہ یہہ ہوگا کہ پہر اُنکی غلطیون کی اصلاح مشکل ہو جایگی - اور تعصب پیدا ہو جائیگا - جو اصل حقیقت اُنکو معلوم بہی ہوگی وہ بھی مبالغہ وغیرہ کے ساتھ ملکر ایسی بگڑ جائیگی کہ اسے حقیقت کہنا ہی ناواجب ہے * چونکہ

ایسی دو رائیون انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا جس سے صرف ایک ہی کے ماننے والے پائے جاتے ہین اور اسی کے صحیح ثابت کرنے والی ولائل کانون سے گذرتی ہین نہائت مشکل ہے۔ اور ایسی بے تعصبی لوگون مین بہت کم دیکھی جاتی ہے۔ اسلئے کسی رائے کی اصلی حقیقت کا دریافت ہونا تب ہی ممکن ہے۔ جب اسکے ہر ایک پہلو کے ماننے والے موجود ہون اور صرف موجود ہی نہ ہون بلکہ اُنکو اپنے خیالات اس طرح سے ظاہر کرنیکی اجازت ہو کہ لوگ اُنکی رائین سنین +

ہم نے یہانتک یہہ ثابت کیا ہے کہ خیالات کی صحت اور ترقی کے لئے آزادی رائے اور آزادی اظہار رائے ضروری ہے (اور یہہ ظاہر ہی کہ تمام معاملات انسانی کا مدار اسی عقلی ترقی پر ہے) اور اپنے قول کی تائید مین چار پر جداگانہ دلائل پیش کی ہین جنکا مختصر طور پر اعادہ کرنا ضروری ہے +

اوّلاً یہہ کہ اگر کسی رائے کے ظاہر کرنے کی ہم اجازت نہین دیتے اور لوگون کو اُسکے مخفی رکھنے پر مجبور کرتے ہین تو کیا معلوم ہے کہ وہ رائے صحیح ہو شاید ہم اُن دلائل سے واقف نہ ہون جن سے وہ صحیح ثابت ہوتی ہو اس سے انکار کرنا اپنے آپکو غلطی سے منزہ سمجھنا ہے +

ثانیاً اگر وہ رائے جسکے ظاہر کرنے کی اجازت ہم نہین دیتے غلط ہی ہو تو بھی ممکن ہے کہ کچھ حصہ اُسکا صحیح ہو اور اکثر ایسا ہوتا ہی ہے +

چونکہ مروجہ رائین اکثر صداقت کا ایک حصہ ہی ہوتی ہین اور یہہ نہین دیکھا جاتا کہ اُن مین کوئی بھی حقیقت کامل ہو۔ تو باقی ماندہ حصہ حقیقت کا دریافت ہونا بغیر اسکے محال ہے کہ متضادہ رایون کا باہم مقابلہ ہوا ور سب طرح کی رائین بغیر کسی قسم کی روک ٹوک کے ظاہر کیجائین +

ثالثاً اگر مسلمہ رائے جسکے خلاف لکھنے کی ممانعت ہی صرف صحیح ہی نہین بلکہ حقیقت کامل بھی ہو تو بھی جبتک اس رائے کے مخالفین کو اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور اُسپر مباحثہ عام نہ کیا جائیگا۔ تب تک اس رائے کے ماننے والے بھی اُسکو ایک دوسرے کی تقلید سے ہی تعصب کے ساتھ مانین گے۔ اور اُن دلائل سے بہت کم آشنا ہونگے۔ جنسے اُس رائے کی صحت ثابت ہو سکے + صرف یہی نہین بلکہ **رابعاً** اس رائے یا مسئلہ کے معنے لوگون کے ذہن مین تازہ نہین رہین گے اور اُنکے بالکل گم ہو جانے کا بھی اندیشہ ہوگا۔ اور اُنکا اثر لوگون کے دلون پر اِسقدر کم ہو جائیگا کہ اپنے افعال واعمال مین وہ اُنکا خیال بالکل نہ رکھین گے اور صرف لفظ ہی لفظ یادرہ جائین گے + اِس حالت مین اُنکے ماننے سے اور معقول رائیون کا لوگون کے دلون مین جگہہ پانا ہی مشکل ہو جائیگا اور جن باتون کی صحت اُنکو تجربہ یا استدلال سے صحیح معلوم ہوتی ہے اُنکے ماننے مین بھی اُنکو تامل ہوگا +

اظہار خیالات کی آزادی کے مضمون کو ختم کرنے سے پہلے یہہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُن لوگون کی رائے پر غور کیجاسے جو یہہ کہتے ہین کہ خیالات کے ظاہر کرنے کی تو آزادی ہونی چاہیئے لیکن ساتھ ہی اس امر کا بھی لحاظ چاہیے کہ وہ رائین جایز طور پر اور شائستگی کے ساتھ ظاہر کیجاوین اور مباحثہ مین انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے + مین یہہ کہتا ہون کہ شائستگی کی حد مقرر کرنا محال ہے کیونکہ اگر شائستگی طرز مباحثہ کا معیار یہہ ہو کہ اُن لوگون کو رنج نہ پہنچے جنکی راسے پر اعتراض بیان کیٔے جاتے ہین تو میری دانست مین تجربہ سے ثابت ہے کہ ان لوگون کو رنج اسیوقت پہنچ جاتا ہے جب اُن پر اس قسم کے اعتراضات کیٔے جاتے ہین جنکا جواب دینا انکو مشکل ہو جاتا ہے - اور اگر معترض اپنی راسے کو صحیح منوانے کا جوش ظاہر کرتا ہے تو شکایت کیجاتی ہے کہ وہ مباحثہ مین شائستگی کو زیر نظر نہین رکھتا + روزمرہ کے برتاؤ مین اس امر کا لحاظ کہ دوسرون کو رنج نہ پہنچے بیشک ضروری ہے - لیکن یہین ایک اور قابل غور اعتراض کا خیال بھی کر لینا چاہیئے + اس مین کچھ شبہہ نہین کہ ایک صحیح راسے کو ظاہر کرنیکا طرز بھی بہت ناجایز ہو سکتا ہے - لیکن طرز بیان مین جو نقص قابل اعتراض ہین انکا ثابت کرنا اور مخالفین کو اس بات کا یقین دلانا کہ وہ ان نقایص مین عمداً پھنستے ہین اور مباحثہ مین ناجایز وسیلون کو کام مین لاتے ہین۔

بہت مشکل ہے - ہان البتہ اس حالت مین کہ جب اتفاقاً ایسی باتین معلوم ہو جائین جن سے صریحاً یہہ ثابت ہو کہ معترض نے عمداً ناجایز وسیلون سے کام لیا - یہہ کچھہ مشکل نہین + بڑی بھاری خرابی یہہ بیان کیجاتی ہے کہ مخالفین اپنے اعتراض دہوکا دینے کی غرض سے بیان کرتے ہین اور ہماری دلائل سے اور ایسے واقعات سے جن سے ہماری رائے کو تقویت ہو تجاہل عارفانہ اختیار کرتے ہین اور ہماری رائون کو غلط طور پر بیان کرتے ہین + لیکن چونکہ عموماً وہ شخص بھی جو کسی طرح سے جاہل یا نالائق نہین کہلا سکتے - ان نقائص مین سادہ دلی سے پھنس جاتے ہین اور دہوکہ کی غرض سے ان ناجائز طریقون کو عمل مین نہین لاتے - اسلئے دلیل سے اُن لوگونکا تقصیروار ثابت کرنا اور اُنکو اخلاقاً قصوروار ٹھیرانا بہت مشکل ہے - پس اُنکے اس فعل مین قانون کی مداخلت بھی ناجائز ہے + ناشایستہ طور پر مباحثہ کرنا یعنے درشت کلامی - بدزبانی - اور مخالفین کے شخصی عیوب کیطرف اشارہ سے پرہیز نہ کرنا - ان غیر مہذب طریقون کی نسبت میری یہہ رائے ہے کہ انکی ممانعت فریقین کو ہو تو بہتر ہے + لیکن آجکل یہہ ممانعت صرف ایک ہی فریق کو کیجاتی ہے یعنے اُنکو جو رائے مروجہ کے خلاف ہین - عام رائے کا ماننے والا اگر ان ناشایستہ طریقون کو عمل مین لائے بھی تو اُسکو کوئی بُرا نہین کہتا - بلکہ اُسکی تعریف ہوتی ہے کہ اپنے سچے جوش کو کیسی دلیری سے

ظاہر کرتا ہے ٭ اس درشت کلامی - اور بدزبانی سے اُس حالت
مین زیادہ نقصان ہے۔ جب اسکے مورد عام کے خلاف رائے دینے والے
ہون جنکے معاونین اکثر کم ہوتے ہین - اس سے صرف اُنہین کو ناجایز
فایدہ پہنچتا ہے جو عام رائے کے معاون و موید ہون ٭ درشت کلامی
کا ایک نہایت ناپسندیدہ طریق یہہ ہے کہ مخالف راے والونکو بدمعاش
اور بدچلن کہا جاتا ہے - اور اس قسم کی گالیان خاصکر اُنکو دیجاتی ہین جو
عام رائے کے خلاف کچھ کہتے ہون - کیونکہ وہ معدودے چند ہوتے ہین اور
وہ بھی ذی رعب اور صاحب عزت نہین - اور سوائے خود انکے کوئی اور
شخص اس امر کی پرواہ نہین کرتا کہ اُنکے ساتھ انصاف ہو یا نہو ٭ لیکن
مروجہ رائے کے خلاف جو لوگ کچھ کہا چاہین اُنکو اس قسم کی بدزبانی
سے کام لینے کا اختیار نہین - اگر وہ بھولے سے درشت کلامی اختیار
کر بھی لین - تو اول تو اُنکے لئے ہی خرابی پیدا ہو اور اگر قانوناً اُنکو ایسی
اجازت بھی ہو تو نتیجہ یہی ہوگا کہ خود اُنکو گالیان ملین گی ٭ غیر مروجہ رایون
کی طرف عموماً لوگ تب ہی توجہ کرتے ہین جب اس رائے کے پیش کرنیوالے
اپنے خیالات کو بڑی نرمی کے ساتھ ظاہر کرین - اور عام لوگون کو خواہ مخواہ
رنج پہنچانے سے پرہیز کرین - اگر وہ ان امور کا لحاظ نہ رکھینگے تو اس مین
کچھ شبہ نہین کہ وہ اپنے دعوے کی صداقت کو صدمہ عظیم پہنچا دینگے ٭

برعکس اسکے رائے مروجہ کے معاونین کا درشت کلامی استعمال کرنا
مخالفین کو خلاف رائے کے ظاہر کرنے سے باز رکھتا ہے۔ پس صداقت
کو دریافت کرنے - اور انصاف کو زیر نظر رکھنے کے لئے عام رائے کے ماننے
والون کو درشت کلامی سے باز رکھنا اُسکے مخالفین کو ویسا کرنے سے زیادہ ضروری
ہے - اور اگر بالفرض اس امر کے فیصلہ کی ضرورت پیش آئے کہ مذہب کے ماننے
والون کو ان درشت الفاظ کے حملون سے بچایا جائے یا مخالفین مذہب کو تو
میری رائے مین اُنکے مخالفین اِس حمایت کے زیادہ حاجتمند ہین۔ بہرحال یہہ امر غیر
محتاج دلیل ہے کہ قانون یا گورمنٹ کی مداخلت اِن معاملات مین ناجائز ہے
اور عام لوگون کا بُرا بھلا کہنا ہی اُن شخصون کے لئے کافی سزا ہے جو ان ناجائز
ذریعون سے کام لین - مگر عام لوگون کو بھی اس بات کا خیال کر لینا چاہیئے
کہ وہ سوچ سمجھکر اس شخص کی تذمیم کے درپے ہون جو اپنی دلائل کے بیان
کرنے مین راستبازی کا لحاظ نہ رکھے - جس مین تعصب اور بدباطنی پائی
جائے خواہ وہ عام رائے کا مخالف ہو خواہ معاون - اُنکو یہہ نہین
چاہیئے کہ لوگ اُن کو ایک خاص رائے کے طرفدار ہونیکے باعث اِن برائیون
سے متہم کرین۔ لوگون کو ایسے شخصون کی بے تعصبی کی بھی داد دینی چاہیئے
جو طمانیت کے ساتھ اپنے مخالفین کی دلائل پر غور کرتے ہین اور اُن کو
بے کم و کاست بیان کرتے ہین - اُنکی اپنی خواہ کچھ ہی رائے ہو - یعنے جو

جو اپنے مخاصمین کے دعوؤنکو بعیر کسی قسم کے مبالغہ اور اپنی طرف سے ایسی باتین زاید کر دیے کی جن سے اُنکے دعوؤن کی اصلی خوبی جاتی رہے ظاہر کرین۔ اور اُن باتون کو جن سے مخالفین کی رائے کو تقویت ہو عمدًا نہ چھپائین ٭ مباحثہ عام مین انہین اخلاقی اصولون کا لحاظ چاہیے۔ گو اکثر اُنکے خلاف عمل ہوتا ہے تو بھی ایسے بہت سے مباحث پائے جاتے ہین جو ان قواعد پر عمل کرتے ہین۔ اور ایسے شخص اور بھی زیادہ ہین جو صدق دل سے ان خوبیون کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین اور اُنکے حصول کو ہر وقت مدنظر رکھتے ہین ٭

فصل سیوم

شخصیت کا قیام بہبود انسانی کا اعلےٰ ذریعہ ہے

اب تک ہم نے اُن دلایل کا ذکر کیا ہے جن سے آزادی رائے اور آزادی اظہار رائے کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ اور اُن نقصانات کی تفصیل بیان کی ہے جن کا بُرا اثر۔ جب تک یہہ آزادی لوگون کو نہ دیجاوے یا لوگ باوجود ممانعت کے اسکو عمل مین نہ لائین۔ انسان کے خیالات اور اخلاق پر ہوتا ہے ٭ اب ہم اس امر پر غور کرینگے کہ آیا اُنہین دلائل سے یہہ ثابت

ہوتا ہے کہ ہر ایک کو اپنی رائے پر عمل کرنے اور اپنے ذہنی اصولون کو روزمرہ
کے برتاؤ مین لانے کا اختیار (بشرطیکہ اُن پر عمل کرنے سے اگر کچھ نقصان
ہو تو صرف کرنے والے ہی کا ہو دوسرون کو ایذا نہ پہنچے اور اُنکی آزادی مین
خلل نہ آئے) بغیر قانونی مزاحمت کے یا لوگون مین بدنام ہونے کے خوف
کے ہونا چاہیئے یا نہین * شرط مذکورہ کا لحاظ رکھنا البتہ ضروری ہے
یہہ کوئی نہین کہتا کہ آزادی فعل اُن وسیع معنون مین جایز ہے جن مین کہ آزادی
رائے - بلکہ آزادی اظہار رائے کو بھی ایسے موقعون پر عمل مین لانا جس سے
لوگون کو ایک بُرے کام کی اشتعالک ہو - ناجایز ہے * اس رائے کا اظہار
کہ غلہ فروش غریبون کو بھوکا مارتے ہین - اگر اخبارات کے ذریعہ سے ہو تو
کچھہ ہرج نہین - لیکن اگر یہہ رائے چند بدمعاشون کے سامہنے جو غلہ فروش
کے گھر پر جمع ہون زبانی ظاہر کیجاوے یا پرچون پر چھاپ کر اُن مین تقسیم
کیجائے تو واقعی بہت نقصان ہوگا - اور ایسی آزادی کے روکنے کے لئے
سزا دینی ہی مناسب ہے * اُن افعال سے باز رکھنے کے لئے جن سے
بیوجہ دوسرون کو نقصان پہنچے لوگون مین بدنام ہونے کا خوف بہت عمدہ
اور واجب تازیانہ ہے - اور حسب ضرورتِ وقت گورنمنٹ کو بھی ایسی باتون
مین مداخلت کرنی چاہیئے * شخصی آزادی کی یہہ ہی حد ہے کہ دوسرون کو خواہ مخواہ
ایذا نہ پہنچے - لیکن اگر کوئی شخص دوسرون کی آزادی مین مخل نہ ہو

اور اُنکو خواہ مخواہ ایذا نہ پہنچائے اور صرف اپنے ذاتی معاملات مین ہی جس طرح
چاہے عمل کرے۔ تو جن دلائل سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ آزادی راے ضروری
ہے اُنہین سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کو اُن رایون پر عمل کرنیکا
پورا اختیار رہے جنکا بُرا یا بھلا اثر اُسی کی ذات پر ہو + نوع انسان غلطی سے
منزہ نہین ہین۔ اُنکے اکثر معلومات حقیقت کا ایک حصہ ہی ہوتے ہین۔
اتفاق راے اگر مخالف رائیون کے سننے اور انکا باہم مقابلہ کرنے کے بعد
پیدا نہو تو فضول ہے۔ اور اختلاف راے جب تک کہ انسانی ترقی اِس درجہ
پر نہ پہنچ جائے کہ لوگ ایک مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرنے کے لئے حال کے لوگون
کی بہ نسبت زیادہ قابلیت رکہین بجائے نقصان مند ہونے کے نہایت مفید ہے
یہہ ایسے اصول ہین جنکا اطلاق انسانون کے اقوال و افعال پر ایک سا ہی ہے۔
انسانی ترقی کی اس غیر مکمل حالت مین جس طرح اختلاف رائے کا قایم رہنا
ضروری ہے ویسا ہی یہہ بہی ضروری ہے کہ ہر طرح کی طرز معاشرت کے مفید و
غیر مفید ہونے کا تجربہ کیا جائے۔ اور مختلف طبایع کے لوگون کو بشرطیکہ
دوسرون کو کسیطرح کی ایذا نہ پہنچے ہر ایک کام کرنے کا پورا اختیار ہو
اور ہر ایک کو طرز معاشرت کے مختلف طریقون کا امتحان کرنے کی اجازت
ہو + غرضیکہ یہہ مناسب ہے کہ جن افعال کا اثر دوسرون پر نہین ہوتا اُنکے
کرنے کی ہر ایک کو آزادی ہو + جہان لوگ اپنے افعال و اعمال مین خود

اپنی عقل و فکر سے کام نہین لیتے اور جو شغل کرتے ہین اُسکے حسن و قبیح خود
نہین سوچتے - بلکہ صرف رسم و رواج ہی کی پابندی مین گرفتار رہتے
رہتے ہین - وہان مسرت انسانی اور قومی و شخصی ترقی کے اعلےٰ وسایل
ہی معدوم ہین *

لوگون کو اس اصول کی طرف توجہ دلانے اور اوسکی صحت تسلیم کرانے مین
یہہ وقت نہین ہے کہ لوگ ایک کام کو اپنا مقصد اہم مانکر اُسکے حاصل کرنیکے
ذرائع و وسائل کو نہین سمجھتے - بلکہ یہہ مشکل ہے کہ لوگ اس مقصد ہی کی
طرف توجہ نہین کرتے * اگر لوگون کو یہہ بخوبی معلوم ہو کہ شخصیت کا
قائم رہنا بہبود انسانی کا اعلےٰ ذریعہ ہے اور یہہ صرف اور ذریعون کی
طرح جیسے تعلیم و تربیت وغیرہ ہین ضروری ہی نہین ہے بلکہ اسکے بغیر تعلیم
وغیرہ سے فائدہ پہنچنا بھی محال ہے - اور اس کا قائم رہنا اور سب باتون سے
فائدہ حاصل کرنیکے لئے لازمی ہے - تو آزادی کی کم قدری کا بالکل خوف نہ ہو
اور شخصی آزادی اور سوسائٹی کے اختیارات کی حد واجب طور دریافت کرنے مین
کچھ بڑی دقت نہ پیش آئے * لیکن خرابی تو یہہ ہے کہ شخصیت اور قیام شخصیت
کی کوشش کی عموماً لوگ قدر نہین کرتے اور ان دونون باتون کو بنفسہ
فائدہ مند تصور نہین کرتے - حصۂ کثیر انسانون کا مروّجہ طرز بود و باش ہی کو
(اور یہہ طرز انہین کا بنایا ہوا ہے) مفید خیال کرتا ہے اور اُنکی سمجھہ مین

نہین آتا کہ ہر ایک فرد بشر کے لئے یہہ ایک ہی طریقہ مفید نہین ہو سکتا + علاوہ برین بڑا نقص تو یہہ ہے کہ اکثر وہ لوگ بھی جن کو سوسائٹی کے دفیاہا ہونے کا دعوےٰ ہے اس اصول کا خیال نہین رکھتے کہ ہر فرد بشر کو اُن اوصاف ذاتی کے قایم رکھنے اور ترقی دینے کی اجازت ہونی چاہیے جو اُسمین بمقابلہ اورون کے خصوصیت کے ساتھہ پائی جائین۔ اور ہر ایک کو اپنے دل کی امنگین پوری کرنے کی (بشرطیکہ اس سے کسی دوسرے کا نقصان نہ ہو) آزادی ہونی چاہیے بلکہ اس طرح کی آزادی اُنکی نظرون مین جھتی ہے جن باتون کو یہہ اپنی رائے مین مفید سمجھتے ہین اُنکے عام طور پر مروج نہ ہونے کا اسی کو مانع تصور کرتے ہین + جرمنی مین ایسے بہت کم شخص ہین جو ولھم وان ھم بولٹ† جیسے فاضل پولٹیشن کی اس رائے کے معنے سمجھتے ہون جو اُسکی ایک کتاب کا لُبّ لباب ہے۔ وہ رائے یہہ ہے کہ انسان کا اعلےٰ مقصد (جس کے اعلیٰ ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ مقصد عقل انسانی کے غیر مبدّل قواعد کے اعتبار سے قرار دیا گیا ہے عارضی خواہشون کے لحاظ سے نہین) اپنے تمام قوائے عطیۂ قدرت کو بوجہ اکمل شگفتہ کرنا ہے اِسطرح سے

فٹ نوٹ † یہہ مشہور فاضل جرمنی کا رہنے والا تہا۔ ربانداني مین اسے مہارت کامل تہی۔ اسنے ابتدا مین فلسفہ اور قانون کا مطالعہ کیا تہا اور پہر سلطنت جرمنی کی طرف سے بہت سے ملکون مین سفیر کے طور پر رہا۔ اسنے بہت سے علماء قدیم کی تصنیفون پر تقریظین لکھی ہین۔ ۱۸۳۵ء مین مرگیا + مترجم

کہ ایک قوت کی ترقی کو دوسری کی ترقی پر ترجیح نہ دیجائے۔ اسلئے ہر ایک شخص
کو اور خاصکر اُن لوگون کو جو ابنا ۔ جنس سے اپنے اعمال کی متابعت چاہتے
ہین اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ کہ لوگون مین مختلف کمالات کے حصل
کرنے کی قابلیت پائی۔ اور جس شخص مین بعض کمالات کے اکتساب کا
مادہ خصوصیت کے ساتھ موجود ہو اُس کو اُس طبعی ملکہ کی ترقی کا ہر طرح سے
موقعہ دیا جائے + اسکیلئے خاصکر دو تین ضروری ہین۔ ایک تو یہہ
کہ لوگون کے حالات باہم بہت مختلف ہون تاکہ ان کمالات کے کسب
کی ضرورت انہین معلوم ہو۔ اور دوسری یہہ کہ انہین آزادی حاصل ہو
تاکہ جس کمال کا اکتساب انہین مطلوب ہو وہ حاصل کر سکین + اس سے نتیجہ یہہ
ہوگا کہ ہر ایک شخص مین خاص قسم کا ملکہ اور خاص طرح کی قابلیت پائی جائیگی
اور تمام گروہ مین مجموعًا ہر طرح کی ترقی دیکھنے مین آئیگی اور ایجاد و اختراع
کی یہی بنیاد ہے +

اگرچہ وان ھمبولٹ کے سے مسایل سے لوگ بہت کم آشنا
ہین اور متحیر ہوتے ہین کہ شخصی آزادی کا اسقدر فائدہ مند ہونا کن دلائل
سے ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن ہر ایک سمجھہ سکتا ہے کہ شخصی آزادی کے
اسدرجہ تک مفید اور ضروری ہونے پر ہی اعتراض ہو سکتا ہی کیونکہ
یہہ کسی کی رائے نہین ہے کہ انسان کی خوبی صرف اسی مین ہے کہ وہ اپنے

افعال و اعمال مین ایک دوسرے کی نقل کرین۔ یہہ کوئی نہین کہتا کہ کوئی شخص بھی اپنی اوضاع و اطوار کے موضوع کرنے مین اپنے عقلی نتایج سے کام نہ لے اور اپنی میلان طبع کا لحاظ نہ رکھے + ہماری یہی رائے نہین ہے کہ انسان کو دوسرون کے دریافتون اور نتایج طبع سے بالکل فائدہ نہین اُٹھانا چاہئے۔ اور دنیا مین اس طرح سے اوقات بسر کرنی چاہئے جس سے یہہ ثابت ہو کہ اُنکی پیدایش سے پہلے کسی نے کوئی طریقہ طرز معاشرت کا ایسا نہین نکالا جو تجربہ کے رو سے بہ نسبت اور طریقون کے زیادہ تر مفید ثابت ہوا ہو + اس سے کسی کو انکار نہین کہ لوگون کی تعلیم ایام طفولیت مین اس طور پر ہونی چاہئے کہ وہ معلومات انسانی سے واقف اور مستفیض ہون + مگر جب وہ سن بلوغ کو پہنچ جائین تو اُن کو اختیار ہونا چاہئے کہ دوسرون کے تجربون سے جو معنے چاہین نکالین۔ اُنپر جس طرح چاہین عمل کرین۔ اس امر کا فیصلہ انہین کے ہاتھ مین ہونا چاہئے کہ تجربات و معلومات انسانی کا کونسا حصہ انکے حالات اور طبع کے مطابق ہے + کسی رسم و رواج کے جاری رہنے سے یہہ پایا جاتا ہے کہ اس رسم کے جاری کرنے والون نے اسکی پابندی کو اپنے تجربہ اور عقل کے موافق مفید پایا۔ اور اس سے گمان ہوسکتا ہے کہ وہ رسم ہمارے لئے بھی مفید ہو لیکن اوّل تو ممکن ہے کہ اُن کا تجربہ نہایت محدود ہو۔ اور اُنہون نے اپنے تجربہ

کو صحیح طور پر نہ سمجھا ہو * دوم اگر اُنہوں نے اپنے تجربات کو صحیح طور پر
بھی سمجھا ہے تو بھی ممکن ہے کہ جن قواعد کی پابندی اُنہوں نے ضروری
سمجھی وہ ہمارے خاص حالات کے لئے مفید نہوں۔ رسم و رواج عموماً
عوام کے فایدہ کے لحاظ سے اور عام آدمیوں کی طبائع کے موافق بنائی جاتی
ہین۔ ہمارے حالات اور طبیعت شاید خاص ہوں * سوم اگر رسوم محض بلحاظ
رسوم مفید بھی ہوں اور ہمارے حالات کے موافق بھی ہوں تو بھی بے سوچ
سمجھے انکی پیروی نہایت مضرت رسان ہے۔ اور اس سے اِنسان کی وہ طاقتین
جو اِنسان و دیگر حیوانات مین ما بہ الامتیاز ہین شگفتہ نہین ہوتین *
اِنسان کی سوجھ سمجھ۔ قوت تمیز۔ عقلی معاملات مین مصروف رہنے کی عادت
یہہ سب ایک فعل کو دوسرے پر ترجیح دینے مین ہی عمل مین آتی ہین * جو شخص اپنے
سب کام محض بپابندی رسم ہی کرتا ہے اُسے ایک فعل کو دوسرے پر ترجیح
دینے کا کام ہی نہین پڑتا * افعال پسندیدہ کی اُمنگ اُسکے دل مین پیدا
ہی نہین ہوتی۔ اسکو نیک کاموں کے پہچاننے کی عادت ہی نہین ہوتی *
اِنسان کے عقلی اور اخلاقی قواے جسمانی طاقت کی طرح استعمال ہی سے ترقی
پاتے ہین۔ دوسروں کی نقل کرنا اور بعض کام اسلیئے کرنے کہ لوگ ان کاموں کو
کرتے ہین ویسا ہی مضرت رسان ہے جیسا کہ بعض مسایل کو صرف اس خیال
سے صحیح ماننا کہ لوگ انکو صحیح مانتے ہین۔ اس سے قواے اِنسانی کی شگفتگی

مین کسی طرح کی مدد نہین ملتی + اگر کوئی شخص کسی رائے کو اپنی عقل و فکر کے رو سے صحیح نہین سمجھتا تو اس رائے پر عمل کرنا اسکی عقل و فکر کو طاقت بخشنے کے بجائے اور بھی ضعیف کر دیتا ہے۔ اور اگر کسی فعل پر (باستثناء ان حالات کے کہ جب وہ فعل بپاس محبت یا بلحاظ حقوق دیگران کیا جائے) اماد کرنے والے بواعث اس قسم کے ہین جنکو ایک شخص اپنی طبیعت کے رو سے پسند نہین کرتا تو اس فعل کے کرنے سے اسکی طبیعت بجائے تیز اور چالاک ہونے کے سست اور بیکار ہو جاتی ہے +

جو لوگ اپنی اوقات بسری کے طریقے اپنی عقل و فکر کے استعمال کے بغیر دوسرون سے اکتساب کرتے ہین اُنکو سواے نقالی کی طاقت کے اور کسی طاقت کی ضرورت نہین پڑتی۔ برعکس اسکے جو شخص سوچ سمجھکر ایک طریقہ کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے اور پسندیدہ طریقہ کو اختیار کرتا ہے اُسکو اپنی تمام طاقتون سے کام لینا پڑتا ہے۔ اُسے ہر ایک پیش نظر معاملہ کو غور و فکر سے دیکھتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے اور عقل اور قوت استدلال کی بھی حاجت پڑتی ہے تاکہ وہ ہر ایک کام کے مآل و انجام کو سوچے۔ اس مین مصروفیت کی عادت کا ہونا بھی لوازمات سے ہے تاکہ وہ ایسی دلائل و واقعات کے فراہم کرنے مین سرگرم رہے۔ جنکی مدد سے وہ حالت تذبذب سے نکلکر کسی فیصلہ پر قایم ہو۔ قوت تمیز بھی اُس مین ضرور چاہیئے کیونکہ ایک بات کو دوسری

ترجیح دینا اور ایک طریقہ کو چھوڑ کر دوسرا اختیار کرنا بغیر اسکے ممکن نہین اسکی طبیعت مین استقلال بھی چاہئیے تاکہ وہ اپنے نتایج عقلی پر ثابت قدم رہے - اور کبھی طبیعت کو اپنی رائے پر عمل کرنے سے منحرف نہ ہونے دے + اپنے مشاغل اور اوضاع و اطوار کے اختیار کرنے مین جس قدر وہ اپنی عقل و فکر کو زیادہ دخل دیگا اور اپنی طبیعت کا زیادہ لحاظ رکھیگا اُسیقدر اُسے ان طاقتون کے استعمال کی زیادہ ضرورت ہوگی + ممکن ہے کہ وہ بغیر اس قدر دردسر کے راہ راست پر چلتا ہوا اور ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رہا ہوا کرے - لیکن پھر اسکے صاحب عقل ہونے اور حیوان ناطق کہلانے سے کیا فائدہ ہے ؟ ہمین صرف لوگون کے اعمال ہی نہین دیکھنے چاہئین - بلکہ اس امر کا لحاظ بھی رکھنا چاہئیے کہ آیا وہ اُن کامون کو سونچ سمجھکر بالارادہ کرتے ہین - جیسے اور چیزون کو کمال پر پہنچانا اور خوبصورت بنانا انسان کا فرض ہے ویسا ہی اپنے قوائے کی تکمیل مین ساعی ہونا اور اُن مین حسن انتظام قایم رکھنا انسان کے لئے لازم ہے - اپنے آپ کو ہر طرح سے کامل بنانا بھی انسان کا ایک فرض ہے + بفرض محال اگر تعمیر مکان - کاشت غلہ میدان جنگ مین لڑنا - گرجا وغیرہ کی تعمیر اور نمازین پڑہنا - کلون کے ذریعہ سے - جنکی شکل انسان کی سی ہو اور جنکی حرکت اور جنبش کے لئے کسی اَور چیز کی ضرورت نہو ہوسکین - تو بھی کلین اس زمانہ کے بہت سے مردون

اور سے اور لوگون سے جن کو ایک مہذب قوم مین پیدا ہونے کا فخر حاصل ہے بدرجہا بہتر ہونگی۔ آجکل کے لوگ تو غایت کمال انسانی کا نہایت بد نمونہ ہین۔ انسان مانند ایک کل کے نہین جو ایک خاص نمونہ پر بنائی جاتی ہین۔ اور جن سے صرف یہی غرض ہوتی ہے کہ وہ وقت مقررہ تک ایک خاص کام دیتی رہین۔ بلکہ انسان کی مثال ایک درخت کی سی ہے جو اندرونی طاقتون کے ذریعہ سے خودبخود بڑھتا جاتا ہے اور سب طرف پھیل جاتا ہے۔

اتنا تو غالبًا بہت سے شخص مان لین گے کہ انسان کو اپنی عقل و فکر سے کام لینا چاہئے اور رسم و رواج کی پیروی سوچ سمجھکر کرنی چاہئے۔ اور اگر کبھی کوئی رسم نہایت نامعقول معلوم ہو تو اسکو ترک کرنے کی جرأت کرنی انجبر کے فقیر بنے رہنے سے بہت بہتر ہے۔ یہہ تو اکثر مانتے ہین کہ انہین باتون کو صحیح سمجھنا چاہئے جو اپنی عقل و فکر کو صحیح معلوم ہون۔ اور رسم کی پابندی بے سوچے سمجھے نہین کرنی چاہئے۔ بلکہ رسوم کی پیروی مین بھی عقل سے اسطرح کام لینا چاہئے کہ جن رسوم کی پابندی نقصان مند ہو۔ اُن کو ترک کرنا اور جن کی پیروی مفید ہو اُن کو اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن ایک رسم کو دوسری رسم پر فوقیت دینے ہی کی آزادی رہجاتی ہے۔ یہہ کوئی نہین مانتا کہ ہر ایک کو اپنے میلان طبیعت کے موافق ہمیشہ عمل کرنا چاہئے اور ایسے کامون کی طرف مائل ہونا جو عام لوگون کی پسند کے خلاف ہون نقصان دہ نہین ہے مگر جس طرح ہر ایک انسان کیلئے

یہہ ضروری ہے کہ اکثر معاملات مین وہ اپنی رائین اور یقینیات رکھتا ہو
اسیطرح یہہ بھی لوازمات مین سے ہے کہ ہرایک انسان کا خاص کامون کی
طرف طبعی میلان ہو یعنے ہرایک کو صرف ایسے ہی کامون کا شوق نہ ہو
جو باقی سب کرتے ہین۔ بلکہ ایسے کامون کی بھی خواہش ہو جنکے ساتھ
اُسکی طبیعت کو اوروں سے بڑھکر خصوصیت ہے + بہت سے شخصون کی
طبیعت کا خاصہ ہے کہ جس کام کی طرف اُنکی طبیعت کا میلان ہوتا ہے اُسی
کے پیچھے پڑجاتے ہین اور اکثر اعتدال کا خیال نہین رکھتے + یہہ عادت
البتہ نقصان مند ہے + لیکن یہہ نقص اُنکی ادھوری تربیت کا ہے جس سے
صرف چند طاقتین ہی شگفتہ ہوتی ہین باقی کی طاقتین جنکی ترقی بھی ویسی ہی
ضروری ہے مقابلۃً بالکل ضعیف رہجاتی ہین جس کا نتیجہ یہہ ہوتا
ہے کہ اُنکے مذاق مین افراط و تفریط کا نقص پایا جاتا ہے + لوگون کا افعال
ذمیمہ کے ارتکاب پر مائل ہونا اُنکی اس عادت کا نتیجہ نہین ہے کہ وہ اپنے مذاق طبعی کو
(جس کا میلان خاص اُنکی حالت مین بُرے کامون کی طرف ہے) پورا کرنے
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے اور جن کامون کی طرف اُنہین
رغبت دِلی ہوتی ہے اُنکو کرہی کے چھوڑتے ہین۔ بلکہ اس باعث سے ہے
کہ اُنکی اخلاقی تربیت ناقص ہوتی ہے اور اخلاقی اصولون کی ہدایت کے بموجب
عمل کرنے کی اُن مین چندان خواہش نہین ہوتی۔ یعنے اُنکے مذاق مین اعتدال

نہین پایا جاتا۔ بُرے کامون کا شوق انکی طبیعت مین حد سے زیادہ
پیدا ہو جاتا ہے۔ اور نیک کامون کا شوق بالکل نہین ہوتا ۔ یہہ غلط
ہے کہ جو لوگ اپنے مذاق کو پورا ہی کر کے چھوڑتے ہین اُنکا مدرکہ اخلاقی
(کانشنس) ضرور ضعیف ہوتا ہے۔ ان دو باتون مین اس طرح سے تعلق
ہے کہ جن لوگون کا کانشنس ضعیف ہوتا ہے۔ وہ اکثر اپنی نفسانی خواہشون
کے پورا کرنے سے باز نہین رہتے ۔ جو شخص بہت سی باتون کا مذاق رکھتا
ہے اور اپنے مذاق کو پورا کرنے کا از حد خواہشمند ہوتا ہے اُسکی طبیعت کو
مادہ ہیولانی سے جسمین اکتساب صورت ہرشے کی قابلیت موجود ہے
تشبیہہ دے سکتے ہین۔ ایسا شخص اگر بُرے کامون کی طرف مائل ہو تو بیشک
خرابیان پیدا کریگا لیکن اگر نیک کامون کی طرف اسکو رغبت دلائی جائے
تو وہ انکو بھی کمال ہی تک پہنچا کر چھوڑیگا ۔ جب ہم یہہ کہتے ہین کہ یہہ
شخص اپنے طبعی شوق کو پورا کئے بغیر نہین چھوڑتا اور جو کام کرنا چاہتا ہے
اُسکو کئے بغیر نہین رہتا تو اسکے یہی معنے ہوتے ہین کہ اس مین مستعد
مزاجی اور سعی و کوشش کی خو پائی جاتی ہے ۔ ایسے شخصون مین
بُری عادات کا پیدا ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن اگر انہین نیک کامون کی طرف
مائل کیا جائے تو ان سے بہ نسبت اُن لوگون کے جن مین یہہ خوبی
نہین ہے یقیناً زیادہ فائدہ پہنچے۔ جن لوگون کی طبایع مین اپنے

میلان طبعی کے موافق عمل کرنے کا جوش ہے - انکو تعلیم و تربیت سے جن کاموں کی طرف مائل کیا جائیگا - اُنکے انجام مین وہ انتہا درجہ کا شوق ظاہر کرینگے + جن جذبات انفعالی کے اثر سے انسان اپنی مرجوعات طبعی کے طرف دل سے راغب ہوتا ہے - اُنہین کے باعث سے اس مین خیر و سعادت کی محبت قلبی پیدا ہوتی ہے اور طبیعت کو برائیون سے روکنے مین عجیب مقدرت حاصل ہوتی ہے + بہبود خلائق اور حفاظت عامہ کے لئے جن کامونکا کرنا سوسائٹی کا فرض ہے انکا عمل مین آنا صرف انہین جذبات کی نرمی سے ممکن ہے + جن لوگون کی طبایع مین یہہ جوش پایا جاتا تھا اُنہون نے دنیا مین بڑی مشکل مہمون کو سر کیا + ایسی طبیعتین تعلیم کا نتیجہ نہین ہین - یہہ ایک قدرتی مادہ ہے اور سوسائٹی نہین جانتی کہ یہہ خوبیان کس طرح پیدا ہو سکتی ہین + پس جن لوگون مین یہہ وصف پایا جائے اُنکی راہ مین مزاحمات قایم کرنا کمال نادانی ہے - اور اس سے سوسائٹی کا کوئی کام نہین نکلتا + جو شخص خاص کامون کی طرف طبعی میلان رکھتا ہے [یعنے جس کی دلی رغبت اپنی طبیعت کے قدرتی خواص اور خاص قسم کی تربیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے - دوسرون کی تقلید سے نہین] اُسکی ظاہری اوصاف کو ہم **اسکی طبیعت** سے منسوب کرسکتے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ یہہ **اسکی طبیعت کا نتیجہ ہین**

برعکس اسکے جس شخص کے مذاق دوسرون کی تقلید سے موضوع ہوئی ہین
جسے کسی غیر معمولی کام کا جسکی طرف اس کی طبیعت کو ایک خاص مناسبت
ہو شوق ہی نہین - اسکی مثال ایک کل کی سی ہے - جیسے ریلوے انجن
اسکے اوصاف اسکی اپنی طبیعت کا نتیجہ نہین + علاوہ
اس رجحان طبعی کے جس شخص مین اس رجحان کو قوت سے فعل مین لانے کا
جوش بھی موجود ہے - اور اسکی طبیعت اس جوش سے مغلوب بھی نہین
اس مین استقلال پایا جاتا ہے - اس مین ترقی و کوشش کا مادہ بھی موجود
ہے - اور وہ اپنی طبیعت پر خود قادر ہے - انہین اوصاف کے مجموعہ
کو انگریزی مین فورس اوف کیرکٹر کہتے ہین + جن
لوگون کا یہہ خیال ہے کہ ہر ایک کو اپنے طبعی میلان کے مطابق عمل کرنے
کی اجازت نہین ہونی چاہئے - اُنکی گویا یہہ رائے ہے کہ ملک مین ایسے
شخصون کی ضرورت ہی نہین جو خاص معاملات کے انجام دینے مین کمال
جوش کے ساتھ ساعی ہون - یعنے ایسے شخصوں کے وجود سے کسی طرح
کا فائدہ مترتب نہین ہو سکتا - اور عام لوگون مین کوشش و سعی کا مادہ
پھیلانا ایک فعل عبث ہے +

زمانۂ سلف کے لوگون مین اپنی طبایع کے موافق عمل کرنے کی
عادت حد مناسب سے بڑھکر تھی - اور سوسائٹی کو اپنے قواعد کی پابندی

کرانے اور لوگون کو رجحان طبعی سے باز رکھنے کا بہت کم اختیار تھا *
ایسا زمانہ گذر چکا ہے کہ جب لوگون مین شخصی آزادی کا مادہ افراط کیجانب جھکا
ہوا تھا۔ تب وقت یہہ تھی کہ قوی ہیکل اور آزاد مزاج شخصون کو ان قواعد
کا بنگی پابندی سے اُن کو مضم نفس کرنا پڑے کیونکر مطیع کیا جائے
اس مشکل کے رفع کرنے کے لئے قانون اور پابندی قواعد کے حامی تمام
افعال متعلقہ زندگی انسانی پر اپنا اختیار چاہتے تھے تاکہ لوگون کے
چال چلن کے وضع کرنے کا انہین پورا اختیار حاصل رہے۔ کیونکہ سوسائٹی
کو افراد کے اوضاع و اطوار ایک خاص طور پر موضوع کرنے لئے اور کوئی
طریقہ سوا اسکے معلوم نہ تھا کہ تمام افعال انسانی اپنے زیر نگرانی رکھے
جائین * چنانچہ پوپ اور اُنکے جانشین اس غرض سے کہ فرمانروایان
ملک کے مذہبی اعتقادات و یقینیات اُنکی اپنی مرضی کے مطابق ہون اُنکے
تمام افعال و اعمال پر اختیار رکھنا چاہتے تھے * لیکن اب ایسی آزادی
کی بلا سے سوسائٹی کا پیچھا چھوٹا۔ اور اب شخصی آزادی کی افراط کا خوف
نہین ہے بلکہ تفریط کا * چونکہ اُن لوگون کا جوش طبیعت جو بلحاظ
حیثیت عرفی یا باعتبار اوصاف ذاتی اورون کے مقابلہ مین ممتاز تھے
اُنکو قوانین و قواعد مقررہ کے خلاف سازش کرنے پر مجبور کرتا تھا اور
انکا روکنا دوسرون کے امن و آسایش کے لئے لازمی تھا۔ اسلئے وقتاً فوقتاً

اُنکو روکا گیا - اور آہستہ آہستہ اب زمانہ کا حال بالکل بدل گیا + آجکل اعلی سے
لیکر ادنی تک سب کی حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک اپنے آپ کو
کسی محتسب کے زیر نگرانی سمجھتا ہے اور اپنے قول و فعل مین ہراسان ہے + جن
افعال کے نتائج کا اثر دوسرون پر ہو وہ تو درکنار ذاتی معاملات مین بھی
کوئی متنفر د اپنے آپ سے یہہ سوال نہین کرتا کہ مین کن کامون کو پسند
کرتا ہون ؟ - اور کون سے افعال میرے مزاج یا طبع کے موافق ہین ؟
یا ایسے کون سے مشاغل ہین جن مین مصروف رہنے سے میری
وہ طاقتین شگفتہ ہون اور عمل مین آئین جو اور طاقتون کی بہ نسبت
مجھ مین بڑھکر ہین ؟ بلکہ لوگ اپنے آپ سے اکثر یہہ سوال کرتے ہین کہ
میرے منصب و حیثیت کے لحاظ سے مجھکو کیا کرنا چاہیے ؟ میرے ہم رتبہ
شخص عموماً کس قسم کے عمل کرتے ہین ؟ اور ان سے بدتر حالت اُنکی ہے جو
اپنے آپ سے یہہ سوال کرتے ہین کہ مجھ سے اعلے رتبہ والے شخص کن
باتون کو پسند کرتے ہین اور کیا کرتے ہین ؟ میری یہہ غرض نہین کہ وہ
لوگ مروجہ طریق اوقات بسری کو ان طریقون پر ترجیح دیتے ہین جنکی
طرف اُنکی طبیعت کا میلان ہے + بلکہ اُنکی طبیعت سوائے مروجہ کامون کے -
اور کسی طرف مائل ہی نہین ہوتی - اُنکو بجز مروجہ کامون کے کسی سنئے
کام کا شوق ہی نہین + اُسکے قواے عقلی نہایت پست ہو جاتے ہین -

ذاتی حظ کے لئے جو کام وہ کرتے ہین اُن مین بھی توافق کا خیال سب سے پہلے کر لیتے ہین + جب کوئی چیز نہین اچھی معلوم ہوتی ہے تو سب کے سب اُسے اکٹھے ہی پسند کرتے ہین + معمولی کامون مین سے ہی ایک کو دوسری پر ترجیح دیتے ہین - سب سے نرالا مذاق رکھنا یا سب سے علیحدہ طرز اوقات بسری اختیار کرنا انکی نظرون مین جرم ہے + اسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی طبع کے موافق عمل نہین کرتے تو کسی خاص طرز پر عمل کرنے مین ثابت قدم نہین رہتے - انکی تمام انسانی طاقتین مرجھا جاتی ہین اور پژمردہ ہو جاتی ہین کسی کام کا جوش ان مین پیدا ہی نہین ہوتا - اور اُن تمام لذاید سے وہ محروم رہتے ہین جو اُن شخصون کو حاصل ہین جنکی طبایع خاص کامون کے کرنے کی طرف مائل ہین اور اُنکی سرانجامی مین کامیاب ہونے سے محظوظ ہوتی ہین + کوئی فعل اُنکے لئے اس قسم کا نہین جسکے جواز یا عدم جواز پر اُنکی اپنی رائے، بغیر دوسرون کی رائین سننے کے پیدا ہوئی ہو اور ان کو اپنی رائے کے مطابق خود عمل کرنے کی آرزو نہایت جوش کے ساتھ ہو یا یہی تمنا ہو کہ اور لوگ اس رائے پر عمل کرین + اب غور طلب امر یہہ ہے کہ آیا نوع انسانی کی یہہ حالت پسندیدہ ہے یا نہین +

کیلون کے مسئلہ کے روسے تو انسانون کی یہہ حالت نہایت قابل تعریف ہے اسکی رائے مین انسان کا بڑا بھاری جرم اپنی مرضی کے موافق

عمل کرنا ہے ✤ دنیا کی تمام خوبیوں کا حصر انسان کی اطاعت اور فرمانبرداری پر ہی ہے - اپنی پسند اور رائے کا ہرگز دخل نہین دینا چاہیئے - جو دخل داخل فرض نہین وہ جرم اور گناہ ہے ✤ چونکہ انسان طبعاً مائل بشر ہے اسلئے نفس کشی ہر ایک کا فرض ہے ✤ جو لوگ اس مسئلہ کے قائل ہین انکی رائے مین کسی وصف یا طاقت انسانی کا مستاصل کرنا داخل عیب نہین انسان کو صرف رضائے آلہی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق ہونی چاہیئے - اور کسی قابلیت کی ضرورت نہین ✤ اور اگر کوئی شخص اپنے قواے روحانی کو رضاے آلہی کے پورا کرنے کے سواے کسی اور کام کے لئے عمل مین لاتا ہے تو ان قواے کا عدم وجود ہی بہتر ہے ✤ یہہ مسئلہ کیلون کی ایجاد ہے اور جو کیلون کے پیرو نہین ہین وہ بھی اسے ایک خاص حد تک تسلیم کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ خدا یہہ نہین چاہتا کہ ہم تمام لذائذ سے کنارہ کش رہین - ہمکو اپنی بعض خواہشین پوری کرنی چاہیین - لیکن اُن طریقون سے نہین جو ہمارے پسند طبع ہون بلکہ اُن طریقون سے جو ہماری قوم کی قبولیت سے مشہور ہو چکے ہوان - یعنی جنہیں ہم سب مانتے ہون اور جو سب مین یکسان ہون ✤

آجکل بہت سے لوگ اس مسئلہ [illegible] مین ماننے لگے ہین
[illegible] انسانی [illegible] دبا رکھنا پسند کرتے ہین

بہت سے لوگ صدق دل سے مانتے ہین کہ انسان کی یہہ حالت خدا کو
بہت پسند ہے اور اُسکا منشا یہہ ہے کہ انسان کے مختلف قوائے نشوونما پائین
اپنے قول کی توضیح کے لئے وہ اکثر درختون کی مثال پیش کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ جس طرح درختون کو طبعی حالت مین رکھنا اچھا نہین اور اُن کو خوبصورت
بنانے کے لئے اُنکو قلم کرنا اور انکی بعض شاخون اور پتون کو تراش کر
کسی حیوان کی شکل مین بنا دینا ضروری ہے۔ اسی طرح انسان کی بہت سی
طاقتین بھی زائل کرنے کے قابل ہین ٭ لیکن اگر خدا کو اوصاف حسنہ کے
کمال کا مجمع تسلیم کرنا مذہبی عقائد کی ایک شاخ ہے تو میری راے مین احکام مذہبی
کے زیادہ تر مطابق عقیدہ یہہ ہے کہ خدا نے ہمین مختلف اوصاف و قوائے
شگفتہ کرنے اور ترقی دینے کے لئے عطا کی ہین اسلئے نہین کہ وہ بیکار پڑے
رہین یا اُنکی بیخ کنی کیجائے ٭ اور وہ اُن طاقتون کو کمال پر پہنچانے کی
کوشش سے یعنی ہمارے قوائے علمی و عملی کی ترقی سے خوش ہوتا ہے
اور جسقدر ہمارے حظوظ و لذائذ کے سامان بڑھتے جاتے ہین اُسی قدر
اُسے مسرت ہوتی ہے ٭ مگر انسانی ترقی کا اعلی نمونہ یہی نہین ہے جو
کیلون نے پیش کیا ہے۔ انسان کی اعلی ترقی تمام طاقتون کے
زائل و مستاصل کرنیکے سوا اور باتون مین بھی ہے۔ انسانی ترقی کے
لئے ہمکو اُن اصولون سے بھی مدد لینی چاہئے جو پیگین قومون مین مروج تھے۔

اور جنکے رو سے تمام نفسانی خواہشون کو بے سوچے سمجھے پورا کرنا جائز تھا - اور عیسائی مذہب کے اُن مسایل کو زیر نظر رکھنا بھی ضروری ہے جو رہبانیت کے اصولون پر مبنی ہین + یونانیون مین انسانی ترقی کا غایت درجہ یہ سمجھا جاتا تھا جس مین عیسائی مذہب اور افلاطون کے (انضباط نفسانی) کے اصول شامل ہین + جان ناکس* کی عادات کے اکتساب مین ساعی ہو شاید ایلسی بائیڈیز† کی پیروی سی بہتر ہو لیکن افضل و انسب تو یہہ ہے کہ لوگون مین پرکلیز‡ بننے کی آرزو ہو -

فٹ نوٹ * جان ناکس - سکاٹ لنڈ کا مشہور ریفارمر تھا اسنے سینٹ اینڈ ریوز کی یونیورسٹی مین تعلیم پائی + ابتدا سے یہہ رومن کیتھلک مذہب سے نفرت ظاہر کرنے لگا - اور آخر کار اُس نے یہہ مذہب ترک کر دیا + اُسکو بہت سی مصیبتیں اس آزادی کے باعث برداشت کرنی پڑین + اُس کی طبیعت نہایت سادہ اور سچائی کو بیچا سے والی تھی - ظاہری تجمل اور نمایش اس مین بالکل نہ تھی سچی بات کی حمایت مین وہ کسی سے نہیں ڈرتا تھا - سخت گیری اور تندی بھی اسکے مزاج مین نہایت درجہ تک تھی اور اپنے پیرون سے نفس کشی کا بہت طالب ہوتا تھا + مترجم

فٹ نوٹ † ایلسی بائیڈیز - ایتھنز کا باشندہ اور سقراط کا شاگرد تھا - اس مین ہر طرح کی قابلیت و لیاقت پائی جاتی تھی + میدان جنگ مین سپاہی کامل تھا اور انتظام ملکی مین مدبر با تدبیر + یہہ عالی حوصلہ اور بلند ہمت شخص اپنے شہر کے سب بڑے مالدارون مین سے تھا + ان سب باتون کے ساتھ زندہ دلی اور نیک نیتی اس مین ایسی تھی کہ ہر کہ و مہ کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتا تھا + آخر کار وہ عیش مین پڑ گیا - اور اپنے استاد کے اخلاقی نصایح سے آہستہ آہستہ منحرف ہونے لگا + مترجم

فٹ نوٹ ‡ پرکلیز - ایتھنز کا باشندہ فوجی و ملکی انتظام اور فصاحت کلام مین لاثانی تھا + غریبون اور بے کسون کے حقوق بڑھانے کے لئے اس نے بہت سی تدابیر وقتاً و فوقتاً پیش کیں + اُسکے اوضاع و اطوار مین تجمل و شوکت نمایان تھی - اسنے بہت سی مہمون کو سر کیا - اور بہت سے میدان جنگ مارے + مترجم

اور اگر آجکل کوئی شخص پیرکلیز جیسا ہو تو مین نہین سمجھتا کہ اُس مین جان پاکس کی حقیقی خوبیان اور اوصاف نہ پائے جاوین +

اُن عادات اور خصایل کی ترقی مین سعی کرنا جو کسی مین عام لوگون سے نرالی ہون یا ایسے افعال کی آرزو کو برلانے کی ہر طرح سے گنجایش دینا جو عام لوگون مین نہ پائی جاتی ہون (بشرطیکہ ان سے دوسرونکو کسی طرح کی ناواجب ایذا پہنچنے یا اُنکی حق تلفی کا اندیشہ نہ ہو) انسانی ترقی کے اعلی وسایل کو فراہم کرنا ہے - نوع انسان کی جو حالت اس ترقی سے ہوگی اُسکے خیال سے ہی انسان کی عظمت معلوم ہوتی ہے + برعکس اسکے سب کو ایک جیسی عادات وخصایل کے اکتساب پر مجبور کرنا اور غیر معمولی کامون کے وقوع مین مزاحمات پیدا کرنا انسان کو اس اعلےٰ ترقی کے حصول سے باز رکھتا ہے + ایک شخص کی کسی خاص عادت یا خصلت کا اثر عنقریب تمام افعال پر جو اُس سے صادر ہون ہوتا ہی اسلیئے جسقدر نئی عادات اور نئی خصایل لوگون مین پائی جائینگی اُسی قدر نئے کامون کے وقوع پذیر ہونے کی اسید کیجاسکتی ہی کیونکہ ہر ایک نئی عادت کا اثر ہر ایک کام پر ہوگا اور اُنکو ایک نئی شکل دیگا + اس سے اعلی خیالات کو ترقی ہوتی ہی اور ان پر عمل کرنے کا جوش لوگون کے دلون مین پیدا ہوتا ہے + جس قوم مین یہہ عمدہ اصول مروج ہین اُسکا ہر ایک متنفر اپنی قوم سے زیادہ ترمانوس ہے

کچھہ تو اس وجہ سے کہ اُسکو ایک ایسی مہذب قوم مین ہونے کا فخر ہی اور کچھہ
اس باعث سے کہ اُسکی قوم کے رواج اُسکی آزادی مین کسی طرح سے مارج
نہین + جسقدر کسی شخص مین اُسکی عادات و خصایل جو اور سب سے نرالی
ہین ترقی پائینگی اُسی قدر اُسکا فائدہ ہوگا - اور قوم کو بھی اُس سے اتنا ہی زیادہ
فائدہ ہوگا + مگر اتنی روک ٹوک تو ضروری ہے کہ جو شخص اورونکی بہ نسبت عقل
یا رُعب یا دولت مین زیادہ ہین وہ اُن لوگون کے حقوق مین جو اُن سے
ان باتون مین کم ہین کسی طرح کی دست اندازی نکرین - اِس بندش سے
اگرچہ کچھہ نقصان ہے مگر انسانی ترقی کو اس سے اتنا فایدہ پہنچتا ہی جو اس
نقصان کے مقابلہ مین کچھہ کم نہین + دوسرون کے حقوق مین دست اندازی
کرنے سے اگر کوئی شخص کسی طرح کی ترقی حاصل کر سکتا ہے تو بے شک بہہ
فائدہ اُسکو تب ہی حاصل ہوگا جب دوسرون کی ترقی مین ایک نقصان عظیم
واقع ہو - کیونکہ اگر ایک شخص کی ترقی اس امر پر موقوف ہی کہ اُسکی شخصی آزادی
مین کسی طرح کا خلل نہ آئے تو دوسرون کی ترقی بھی اسی پر منحصر ہی - پس اگر
کسی کی ذاتی ترقی دوسرون کے حقوق مین دست اندازی کرنے سے حاصل
بھی ہو تو دوسرون کے فائدہ عظیم کے لئے ذاتی فائدہ ترک کرنا اُسکے لئے
عین مناسب ہے + علاوہ برین میری رائے مین اس طرح سے اپنا ذاتی
فائدہ ترک کر دینے مین اُسکی اپنی ترقی بھی متصور ہی - یعنے ان طاقتون کی

کچھہ تو اس وجہ سے کہ اُسکو ایک ایسی مہذب قوم مین ہونے کا فخر ہی اور کچھہ
اس باعث سے کہ اُسکی قوم کے رواج اُسکی آزادی مین کسی طرح سے حارج
نہین + جسقدر کسی شخص مین اُسکی عادات و خصائیل جو اور سب سے نرالی
ہین ترقی پائینگی اُسی قدر اُسکا فائدہ ہوگا۔ اور قوم کو بھی اُس سے اتنا ہی زیادہ
فائدہ ہوگا + مگر اتنی روک ٹوک تو ضروری ہے کہ جو شخص اور ونکی بہ نسبت عقل
یا رُعب یا دولت مین زیادہ ہین وہ اُن لوگون کے حقوق مین جو اُن سے
ان باتون مین کم ہین کسی طرح کی دست اندازی نکرین۔ اِس بندش سے
اگرچہ کچھہ نقصان ہے مگر انسانی ترقی کو اس سے اتنا فایدہ پہنچتا ہی جو اس
نقصان کے مقابلہ مین کچھہ کم نہین + دوسرون کے حقوق مین دست اندازی
کرنے سے اگر کوئی شخص کسی طرح کی ترقی حاصل کر سکتا ہے تو بے شک یہہ
فائدہ اُسکو تب ہی حاصل ہوگا جب دوسرون کی ترقی مین ایک نقصان عظیم
واقع ہو۔ کیونکہ اگر ایک شخص کی ترقی اس امر پر موقوف ہی کہ اُسکی شخصی آزادی
مین کسی طرح کا خلل نہ آئے تو دوسرون کی ترقی بھی اسی پر منحصر ہی۔ پس اگر
کسی کی ذاتی ترقی دوسرون کے حقوق مین دست اندازی کرنے سے حاصل
بھی ہو تو دوسرون کے فائدہ عظیم کے لئے ذاتی فائدہ ترک کرنا اُسکے لئے
عین مناسب ہے + علاوہ برین میری رائے مین اس طرح سے اپنا ذاتی
فائدہ ترک کر دینے مین اُسکی اپنی ترقی بھی متصور ہی۔ یعنے ان طاقتون کی

پس جب یہہ بیان ہو چکا کہ حریت طبعی (یعنے شخصی آزادی) اور انسانی ترقی باہم مترادف ہین - اور یہہ بھی واضح ہوا کہ شخصی آزادی کے قایم رہنے کے بغیر ایسے شخصون کا پایا جانا جنہون نے اعلی درجہ کی ترقی حاصل کی ہو - یعنے جنکی ہر ایک طاقت اپنے اصلی کمال پر پہنچی ہو محال ہے تو سلسلہ دلیل کو ختم کرنا ہی مناسب تہا - کیونکہ کسی اصول کی نسبت اس سے بڑہکر اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ اس پر عمل کرنے سے انسان اپنے اصلی کمال پر پہنچ سکتا ہے اور جس قاعدہ کی پابندی انسان کو اس کمال کے حصول سے باز رکھے - اس سے بڑھکر اور کونسی چیز زیادہ نقصان مند ہو سکتی ہے ✦ لیکن کچھ شبہ نہین کہ ان دلائل سے وہ لوگ قائل نہ ہونگے جنکا قایل کرنا ہماری اصل غرض ہے - یہہ جتلانا بھی ضروری ہے کہ جو لوگ اس عمدہ اصول پر عمل کرینگے وہ اُنکے لئے جو اس اصول کا لحاظ نہ رکھینگے منبع فیض ہونگے - جو لوگ شخصی آزادی نہین چاہتے اور اسپر عمل کرنا پسند نہین کرتے وہ اگر اورون کو بغیر کسی قسم کی مزاحمت کے آزادی سے مستفیض ہونے دین تو یقین ہے کہ اُن کو اس عنایت کا عوض ملیگا ✦

اول تو مین یہہ کہتا ہون کہ ان لوگون کو آزادی پسندون سے شاید کچھ سیکہنے کا موقعہ ملے ✦ اس سے کسی کو انکار نہین ہے کہ نئی حقایق کی دریافت یا نئے طریقون کی ایجاد مین معاملات انسانی کی اعلی ترقی متصور

ہے اور اسلئے نئی باتین دریافت کرنے والے قابل قدر ہین + جیسے اُن
بزرگون کا وجود مغتنمات مین سے ہے جو نئی باتین دریافت کرین یا جو پُرانی
دریافتون کو غلط ثابت کرین - ویسے ہی اُن اصحاب کا وجود بھی ضروریات
مین سے ہے جو اوقات بسری کے نئے طریق عمل مین لائین اور زندگی کو زیادہ
لطف اور عمدہ اصولون کے ساتھ بسر کرنے کی مثال قایم کرین +
اس سے صرف وہ ہی انکار کرسکتا ہے جس کا یہہ خیال ہو کہ نوع انسان ان
باتون مین کافی ترقی کر چکے ہین اور اس سے زیادہ ترقی محال ہے - یا اسکی
ضرورت نہین + بے شک ہر ایک شخص کے فعل سے جو آزادی پسند ہو
یہہ فوائد مساوی طور پر حاصل نہین ہوسکتے ہین - نوع انسان کی تعداد کثیر
پر خیال کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسے بہت کم ہین جنکے تجربات کی پیروی سے
مروجہ برتاؤ مین کسی طرح کی ترقی دکھائی دے - لیکن انکی تعداد گو قلیل ہے
مگر انکا وجود دنیا مین گویا بقامت کہتر و بقیمت بہتر کا مصداق ہے + ان
آزادی پسندون سے صرف یہہ ہی فائدہ متصور نہین ہے کہ کبھی کبھی انہین کے
ذریعہ سے نئی باتین دریافت ہوجاتی ہین - بلکہ ان کا وجود اس وجہ سے
بھی قابل قدر ہے کہ اگر یہہ نہون تو موجودہ رسوم اور مروجہ طریقون کی
خوبیان لوگون کے صفحہ دل سے محو ہوجائین - اور لوگون کو وہ دلایل
جن سے انکا مفید ہونا ثابت ہوسکتا ہو بھول جائین - یعنے اگر ایسے شخص جو نہ ہون

تو کوئی بھی اُنکے حسن و قبح کے سوچنے پر مجبور نہ ہو۔ مروجہ رسوم اگر سب
اسیطرح جاری رہتے چلے جائین تو کس کو مصیبت پڑی ہے کہ وہ انکی خوبیان سوچنے
بیٹھے۔ اگر معلومات انسانی کمال پر پہنچ جائین اور نئی دریافتون کا سلسلہ ختم
ہو تو عقل انسانی کا وجود محض لاحاصل نہین ہوگا۔ کیا یہہ کوئی عقل کی بات ہے،
کہ جو شخص اُن پرانی رسوم کے پیرو ہین جنکی پابندی واقع مین مفید ہے
وہ اُن دلائل سے آگاہ نہون جن سے اُنکا مفید اور عمدہ ہونا ثابت ہوتا ہو
اور ان پر حیوانون کی طرح عمل کرین۔ افسوس ہے کہ اکثر وہ دلائل جن سے
نہایت عمدہ مسایل کی صحت ثابت ہوتی ہے یا وہ وجوہات جن سے بعض
عمدہ طریق معاشرت کا مفید ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے رفتہ رفتہ لوگون کے
ذہنون سے محو ہو جاتی ہین۔ تاوقتیکہ ایسے شخصون کا وجود نہ پایا جائے
جو اپنی جودت طبع سے نئی نئی رائین مروجہ رایون کے خلاف عام پھیلانے
کی کوشش کرتے ہین۔ یا نئے نئے رواج مروجہ رسوم کے خلاف عام مین رائج
کرتے رہین۔ لوگون کی طبیعت کا خاصہ ہے کہ وہ ان وجہ مسائل کو سنا ان سنا ہی کرتے ہین
اور رسوم کی پابندی تقلیداً ہی کئے جاتے ہین۔ آخر کار اُنکی طبیعت عقل و دلیل کا سامہنا بالکل
نہین کر سکتی جس کا انجام تہذیب کا تنزل ہے۔ جیسے بایزنٹائن امپایر مین ہوا۔✝

فٹ نوٹ ✝ تھیوڈوسیس اعظم نے ۳۹۵ء مین سلطنت روما کو جسکا وہ فرمانروا تھا اپنے دو بیٹون مین
جن کا نام آرکیڈس اور ھونوریس تھا تقسیم کیا۔ آرکیڈس کے حصہ مین تمام مشرقی حصہ سلطنت کا یعنی ایشیا
کوچک و مصر وغیرہ آیا۔ اسی کو بایزنٹائن امپایر کہتے ہیں۔ مترجم

اعلیٰ درجہ کے ذہین شخص تو عینہ معدودے چند ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان شخصوں کا وجود مغتنمات میں سے ہے تو یہہ بہی ضروری ہے کہ وہ باتین بہی قایم رہین جن سے کہ ایک ذہین کا ذہن ترقی پائے۔ جیسے ایک شخص کی جسمانی زندگی کے لئے کرۂ ہوائی (جو آکسیجن اور نائٹروجن سے مرکب ہو) کا ہونا لازمی ہے۔ ویسے ہی ذہن وعقل کی بقا کے لئے یہہ لابد ہے کہ آزادی کی ہوا اُسے ہروقت ملتی رہے + اعلیٰ درجہ کے ذہین کے معنے ہی یہہ ہین کہ اُسکے عادات واطوار یا اسکی رائین عام آدمیون کے عادات واطوار یا عام آدمیون کی رایون سے کسیقدر نرالی ہون۔ ایسے شخص اپنی ترقی کو روکنے اور ہضم نفس کئے بغیر اُن اوضاع واطوار کی پیروی نہین کرسکتے جو سوسائٹی نے عام آدمیون کے لئے موضوع کئے ہین اور جس سے اُنکو خود اپنی عقل وفکر کے استعمال کی تکلیف نہین ہوتی + اگر یہہ ذہین اور عقیل شخص بہی سوسائٹی کے ڈر کے مارے انہین باتون کی پیروی کئے جائین اور اپنی غیر معمولی طاقتون کا رسم ورواج کے دباؤ مین دبا رہنا گوارا کرین تو سوسائٹی کو ایسے شخصون کی وجود سے کیا فایدہ ہے؟ ایسے شخصون مین اگر شجاعت اور دلیری بہی پائی جاتی ہے تو وہ سوسائٹی کی ان عام قیود کو توڑ دیتے ہین۔ اور خود انگشت نما بن جاتے ہین۔ ہر ایک انکو سڑی اور خبطی کہتا ہے + عام آدمیون کی شکایت انکی نسبت ایسی ہے جیسے کوئی شخص

اس امر کی شکایت کرے کہ دریائے نیاگرا کا بہاؤ ڈنمارک کی نہرون کی طرح
کیون نہین؟ اور اس نہایت تیز دریا کا پانی ان نہرون کی طرح آہستگی
سے کیون نہین بہتا؟ بس مین اعلی درجہ کے ذہین آدمیون کے وجود
کی اور انکو آزادی رائے و فعل دینے کی اشد ضرورت سمجھتا ہون۔ مگر
ساتھہ ہی اسکے مین یہہ بھی جانتا ہون۔ کہ دلائل کے لحاظ سے تو میری
یہہ رائے سب تسلیم کرتے ہین۔ مگر عملاً لوگ اسکا کچھہ لحاظ نہین رکھتے +
اگر کوئی اپنے ذہن خداداد کی مدد سے ایک نظم تصنیف کرے یا ایک بڑی
عمدہ تصویر کھینچے تو عام لوگ اُسکے ذہن کو اچھا سمجھتے ہین۔ لیکن ذہن کے
جو اصل معنے ہین یعنے نئے خیالات کے ایجاد کی طاقت اور نئے کامون
کے کرنے کی قابلیت اسکی نسبت اگرچہ کسی نے یہہ رائے نہین دی
کہ یہہ وصف قابل تعریف نہین ہی۔ مگر عام لوگونکا یہی خیال ہے کہ بغیر ایسے
شخصون کے وجود کے بھی جن مین یہہ اوصاف پائے جائین دنیا کا کام
بخوبی چلا چلتا ہی + افسوس سے کہ لوگون مین اس خیال کا پیدا ہونا ایک
طبعی امر ہے اور لوگون کی یہہ حالت کسی طرح سے حیرانی بخش نہین +
طاقت ایجاد (یعنے نئے خیالات کی پیدا کرنے کی طاقت یا نئے کامون کے
کرنے کی قابلیت) ہی ایک ایسا وصف انسانی ہی جسکی قدر ان لوگون سے
ہونی ناممکن ہے جن مین یہہ وصف نہین پایا جاتا + عام لوگ نہین

سمجھہ سکنے کہ اس طاقت سے کیا فواید حاصل ہو سکتے ہین - اور کوئی نیا خیال
کس طرح سے صحیح ہو سکتا ہے - یا کوئی نیا کام کیونکر مفید ہو سکتا ہے + اور یہہ
ممکن ہی کب ہے - اگر وہ یہہ سمجھہ جائین تو وہ خیال یا وہ کام ہی نیا نہ ہو
طاقت ایجاد کی ترقی سے سب سے پہلے تو عام لوگون کو یہی فائدہ پہنچتا ہے کہ
اُنکی آنکھین کھل جاتی ہین - اور انہین یہہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مروجہ خیالات
یا رسوم سے بہتر بھی بعض خیالات یا رسوم ہو سکتی ہین - اسکے بعد پھر اُن مین
بھی اس طاقت کا پیدا ہو جانا ممکن ہے + یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا
مین کوئی کام ایسا نہین ہے جسکی ابتدا کسی نہ کسی نے نہ کی ہو - اور جتنی
عمدہ باتین آجکل دنیا مین پائی جاتی ہین وہ اسی طاقت ایجاد کا نتیجہ ہین +
پس جب اصل حقیقت یہہ ہے تو لوگون مین اتنا انکسار ضرور چاہیئے کہ وہ مانین
کہ ابھی اس طاقت کا وجود فضول نہین ہے - اور ابھی بہت سے فائدہ اسی کے ذریعہ
سے نکلنے ہین - اور یہہ بھی یقین رکھین کہ جس قدر انکو اسکی ضرورت کم معلوم
ہوگی اُسی قدر وہ اس طاقت کے محتاج ہونگے +

سچ تو یہہ ہے کہ اگرچہ لوگ حقیقی یا فرضی ذہن کو انسان کا ایک قابل
تعریف وصف سمجھتے ہین - اور جن مین یہہ خوبی پائی جاتی ہے انکو قابل ادب
بھی خیال کرتے ہین - مگر آجکل تمام دنیا کے لوگون کا میلان اسطرف ہے
کہ متوسط درجہ کے لوگون کی پیروی کرنی چاہیئے اور جس رائے کو ایک

گروہ کثیر مانے اسی کو ماننا چاہیئے + زمانہ سلف مین اور مڈل ایجز
مین اور کسیقدر اُس زمانہ مین جبکہ لوگ فیوڈل سسٹم کو ترک کرتے جاتے
تھے۔ لوگون کے شخصی اختیارات بہت وسیع تھے۔ اور اگر کسی شخص کی
لیاقت اور حیثیت اعلیٰ ہوتی تھی تو اُسکے اختیارات کی کچھہ حد ہی نہ تھی +
آجکل معاملہ بالکل برعکس ہے سوسائٹی کے اختیارات من حیث الجماعت
اس قدر بڑھہ گئے ہین کہ افراد کو کوئی پوچھتا ہی نہین شخصی آزادی حکم عنقا
رکھتی ہے + پولیٹیکل معاملات کی نسبت یہہ کہنا کہ جو کچھہ ہوتا ہی پبلک
اوپینین یا عام رائے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ ایک بے ثبوت دعویٰ ہے +
عام آدمیون کے گروہون کو ہی اس قسم کے تمام اختیارات حاصل ہین
اور کارکنان سلطنت کی بہی تب ہی چلتی ہے جب وہ اپنے اعمال کو اُن
لوگون کی خواہشین برلانے کا ذریعہ بنائین + جیسا ملکی اور انتظامی معاملات
مین حال ہے ویسا ہی ذاتی اور اخلاقی معاملات اور بیخ کی کاروائیون مین
دستور ہے + وہ گروہ جنکی رائے پر پبلک اوپینین کا لفظ اطلاق

فٹ نوٹ + نوین صدی سے لیکر تیرہوین صدی کے آخر تک انگلستان مین یہہ دستور تھا کہ بادشاہ ملک تمام اراضیات کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ اپنے امرا مین بہت سا حصّہ مین کا بعوض اُنکی خدمات کے بانٹ دیتا تھا۔ اور یہہ لوگ پھر اپنے حصّہ کو اپنے ماتحتوں مین تقسیم کر دیتے تھے اور اس سے علاوہ پیداوار کے حصہ سپاہی بھی جسوقت بادشاہ کو یا خود اُن امیرون کو جنگ وغیرہ کے لئے سپاہیون کی ضرورت ہوتی تھی تو انکے ماتحت اُنہین سپاہی مہیا کر دیتے تھے اسی کو فیوڈل سسٹم کہتے ہے + مترجم

ہوتا ہے مختلف ملکون مین مختلف ہین + امریکا مین تو تمام گورون کی آبادی سے مراد پبلک کی ھے + اور انگلستان مین یہہ لفظ علی الخصوص درجہ اوسط کے لوگون کے گروہ پر عاید ہوتا ھے + ہر حالت مین یہہ لفظ اُن گروہون کیواسطے استعمال کیا جاتا ھے جس مین متوسط درجہ کی لیاقت کے شخص جو بلحاظ منصب وغیرہ بہی اوسط درجہ کے ہون شامل ہون + اور اُسپر طرہ یہہ ہے کہ یہہ لوگ اپنی رائین چرچ کے سرگروہون یا ملکی افسرون یا اعلی درجہ کی کتابون سے نہین سیکھتے - اگر کوئی معاملہ درپیش آتا ہی تو یہہ سب کے سب اُسپر بجائے خود غور نہین کرتے - بلکہ اُن مین سے کوئی ایک یا دو جو لیاقت مین اُنکے مساوی ہی ہوتے ہین اپنی رائے اخبارون کے ذریعہ سے عین موقع پر ظاہر کرتے ہین اور یہہ باقی سب کے سب اُنہین کی پیروی کرتے ہین یہی رائے پبلک اوپنین کے نام سے مشہور ہوجاتی ہی + مین ان باتون کی شکایت نہین کرتا اور مین یہہ نہین کہتا کہ عقل انسانی کی ادنی حالت مین جیسی دنیا مین اسوقت موجود ہی اس سے کوئی بہتر صورت ممکن ہے - لیکن یہہ تو ضرور ہی ماننا پڑیگا کہ معمولی لیاقت کے آدمیون کی رائے معمولی وقعت کی ہی ہوگی - اور اگر تمام معاملات مین انہین لوگون کے عقل وفکر کا دخل رہے تو تمام معاملات کی حالت بلحاظ حسن انتظام اوسط درجہ کی ہی ہوگی + گورنمنٹ جمہوری مین اور کیا

اُن سلطنتون میں جہان ملک کا بندوبست چند برگزیدہ امیرون کے ہاتھہ مین تھا
جب ملک عام لوگون کے گروہ نے کسی غیر معمولی لیاقت والے شخص کی نصایح
پر یا کسی ایسی کونسل کی ہدایات پر جو اعلیٰ درجہ کی لیاقت والون سے بنی ہوئی
ہو عمل نہین کیا۔ ملکی انتظام کی حالت یا لوگون کی عقلی اور اخلاقی حالت جو کسی حد
تک طرز سلطنت وحکومت پر منحصر ہی اوسط درجہ سے کبھی بڑھکر نہین ہوئی
سب نیک کام او معقول باتین ابتدا مین افراد سے ہی نکلتی ہین اور افراد ہی انکو
سوسائٹی مین رواج دیتے ہین۔ بلکہ اصل مین تو کوئی شخص واحد ہی پہلے موجد
ہوتا ہے۔ اُن نئی اصلاحون یا تجاویز کو سمجھنا اور آزادی کے ساتھہ اُن پر
عمل کرنا ہی معمولی آدمیون کی تعریف مین داخل ہے + مگر ہیرو ورشپ
یعنی اعلےٰ درجہ کی لیاقت والونکا حد سے زیادہ دب کرنا اور اُنکی رایون پر
بلا سوچے سمجھے عمل کرنا یا اُنکو حد سے زیادہ اختیارات دینا مین پسند نہین کرتا
ایسے شخص صرف اسی بات کا دعوی کرسکتے ہین کہ اُنکو ہدایات دینے کی اجازت
دیجائے۔ دوسرون کو اُن ھدایات پر عمل کرنیکے لئے مجبور کرنا صرف لوگون
کی ترقی ہی کا مانع نہین بلکہ انکی اپنی اعلیٰ لیاقت کے لئے بھی مضر ہے +
جب ہر ایک معاملہ مین عام آدمیون کے گروہون کی رائے پر سب کامون کا
انحصار ہو تو اسکا علاج یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو اشخاص کسی قدر صاحب عقل و
فکر ہون وہ اپنے اوضاع واطوار اور رایون مین نرالاپن اختیار کرین +

جو حالت لوگون کی آجکل ہے اُسکے لحاظ سے تو یہی ضروری ہے کہ خاص خاص
شخصون کو اپنے اوضاع و اطوار مین نرالاپن ظاہر کرنے سے روکنے کے بجا
اور بھی ترغیب دیجائے + کسی اور زمانہ مین تو یہہ شرط بھی لازمی ہوئی کہ
مروجہ رسوم سے انحراف اختیار کرنے کی کوئی معقول وجہ ہونی چاہیے یعنی
اگر کوئی شخص سب سے علیحدہ طرز پر اپنی اوقات بسر کرنا چاہتا تو یہہ بھی ضروری ہوتا
کہ وہ طرز اوقات بسری معمول سے کسی قدر بہتر ہو لیکن حال کے زمانہ مین مروجہ
طریقون سے صرف انحراف ہی لوگون کو بہت فائدہ پہنچا سکتا ہی چونکہ عام
رائے کا جبر ظلم کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے یہان تک کہ مروجہ رسوم کو چھوڑ کر نیا
راستہ اختیار کرنا ہی ایک شخص کو مورد طعن و تشنیع بناتا ہی - اسواسطے
مروجہ طریقون سے خواہ مخواہ منحرف ہونا ہی صرف اسلئے مفید ہی کہ لوگ
رفتہ رفتہ اس ظلم پر غالب آجائین + جہان لوگون کے دلون مین اپنی طبیعت
کے موافق عمل کرنے کا جوش ہوتا ہے - وہان مروجہ طریقون سے انحراف
اختیار کرنا تو ایک عام بات ہی - اور جس گروہ مین یہہ خوبی جسقدر زیادہ پائی
جاتی ہی اُسی قدر لوگون کو اچھے کامون کے کرنے کی جرأت زیادہ ہوتی ہی
اور ذہانت و تیزی طبیعت بھی ترقی پاتی ہی + زمانہ حال مین ایسے شخصونکا
شاذ و نادر پایا جانا ہی تو اس زمانہ کی خرابی ہے +

مین نے بیان کیا ہی کہ لوگون کو غیر مروجہ کامون پر اقدام کرنے کی

پوری اجازت دینا بہت ضروری ہی تاکہ رفتہ رفتہ تجربہ سے یہہ معلوم ہو
کہ کن کامون کو رواج قرار دینا مناسب ہے۔ لیکن آزادی فعل اور رسم و رواج کا
پابند نہ رہنا محض اسلئے ضروری نہیں ہے کہ اس سے عمدہ باتون کے دریافت
ہونے کا موقعہ ملتا ہی۔ اور ایسے طریق معلوم ہوتے ہین جن کو رسم قرار دینا بہ نسبت
مروجہ رسوم کے زیادہ تر مفید ہی + اور مین یہہ بھی نہین کہتا کہ اُن لوگون کو ہی
آزادی حاصل ہونی چاہیئے جو بلحاظ ذہانت و لیاقت دوسرون سے افضل ہین
بلکہ میری رائے مین تمام نوع انسان کو ایک خاص قسم کے طرز اوقات بسری پر
مجبور کرنا یا انکو سوائے معدودی چند طریقون کے کسی اور طریقہ کے اختیار کرنیکی
آزادی نہ دینا بعید از عقل ہی + اس دست اندازی کی کوئی وجہ ہی نہین ہے
اگر کوئی شخص ذرا بھی عقل رکھتا ہی اور اُس نے تھوڑا سا بھی تجربہ حاصل کیا ہے
تو جو طریق اوقات بسری کا اُس نے خود اپنے لئے اختیار کیا ہی۔ اُسکے لیے وہ
ہی انسب ہے۔ نہ اسلئے کہ وہ طریقہ واقع مین ایک بہترین طریقہ ہی۔ بلکہ صرف
اس وجہ سے کہ اُس نے خود پسند کیا ہی + نوع انسان بھیڑ بکریان نہین ہین
کہ جس طرح دوسرے چلائین اُسی طرح چلین۔ اور بھیڑ بکریان بھی
تو سب ایک جیسی نہین ہوتین + کسی شخص کو کوئی چوغہ جبتک اُسکے قد کے
مطابق نہ بنایا جائے یا اُسکو طرح طرح کے نمونے بنے بنائے ہی نہ دکھائے
جائین اپنے قد پر راست نہین آسکتا۔ ویسے ہی کوئی طریقہ اوقات بسری کا

ایک شخص کی طبیعت او طبعی شوق کے مطابق نہین ہو سکتا جب تک اسنے
خود چن کر اختیار نہ کیا ہو + یہہ اعتراض بجا نہین ہے کہ لوگون کے
قد و قامت یا جسمانی بناوٹ مین اتنا فرق نہین جتنا کہ اُن کی طبایع اور شوق
مین ہی - اگر لوگون کے مذاق بہی باہم متباین ہون او مختلف کامون کی طرف
مایل ہون تو یہی ایک وجہ معقول اِس بات کی ہو سکتی ہے کہ اُنکو اوقات بسری
کے مختلف طریق اختیار کرنے کی آزادی دیجائے + لیکن سب آدمیونکی
روحانی طاقتون کی ترقی کے لئے بھی ایک جیسی حالتین اوقات بسری کی
کافی نہین - جیسے مختلف قسم کے پودون کی نشو و نما کے لئے مختلف قسم کی
آب و ہوا کی ضرورت ہوتی ہی ویسے ہی سب آدمیون کی روحانی طاقتونکی
شگفتگی بغیر سوشل حالات کے مختلف ہونیکے ممکن نہین + جو باتین ایک
شخص کی روحانی ترقی کے لئے مفید ہین وہ ہی دوسرے کے لئے مضر
جو شغل ایک شخص کی طبایع و خواص کے مطابق ہے - اُسکی طاقتون کو مصروف
رکھتا ہی اور اُسکے لئے باعث مسرت ہی - وہ ہی ایک دوسرے کے لئے
نہایت تکلیف دہ ہی - اور جو طاقتین اُس مین قابل ترقی ہین اُنکو زایل
کر دیتا ہی + جن کامون سے ایک شخص کو نفرت ہی وہ ہی دوسرے کے لئے
بہت دلاویز اور دلچسپ ہین - اسی طرح سے لوگون کی طبایع پر سب سوشل
حالتون کا یکسان اثر نہین + پس جبتک اُن کے مشاغل و مصارف

مین ویسا ہی اختلاف نہ ہو تب تک وہ نہ تو اُسقدر لذّت سے اور نہ اس قدر عقلی و اخلاقی ترقی سے بہرہ ور ہو سکتے ہین جو اُنکے لئے ممکن ہے + پھر کیا وجہ ہے کہ پبلک صرف ایسے مذاق کے اختلاف کی ہی اجازت دے - جن کا یکسان کرنا مختلف مذاق والون کی کثرت تعداد کی وجہ سے محال ہو؟ اتنی آزادی تو ہر جگہہ جایز سمجھی جاتی ہے - کہ اگر کوئی شخص کشتی پر سوار ہونا - گانا سننا - حقّہ پینا - شطرنج کھیلنا یا تاش کھیلنا پسند یا ناپسند کرے تو اُسے کوئی کچھہ نہین کہتا - کیونکہ ان کامون کے پسند کرنیوالے بھی اور ناپسند کرنیوالے بھی اسقدر ہین کہ اُن سب کو کسی خاص قاعدہ کا پابند رکھنا محال ہے - لیکن اگر کوئی مرد یا شامت اعمال سے عورت کوئی ایسا کام کر بیٹھے جسکی نسبت لوگونکا یہہ خیال ہے کہ کوئی اور نہین کرتا یا کسی ایسے قاعدہ کی پابندی سے منحرف ہو جسپر وہ سمجھے بیٹھے ہین کہ اور سب عمل کرتے ہین - تو اُس پر اسقدر طعن و تشنیع ہوتی ہے کہ گویا اُس نے کوئی بھاری جرم کیا ہے + بغیر بے عزت ہونیکے ان قواعد سے گریز کرنیکے مستحق صرف وہی ہین جو ذی رتبہ و ذی عزت ہین - یا وہ لوگ جنکی خاص وجوہات سے دولتمند عزت کرتے ہین + لیکن یہہ لوگ بھی تھوڑا سا ہی گریز کر سکتے ہین - کیونکہ جو اس سے بڑھکر آزادی فعل عمل مین لاتے ہین وہ صرف مورد طعن و تشنیع ہی نہین ہوتے - بلکہ اور بڑی سزائین بھی انکو ملتی ہین - انکو یہہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ کہین پاگل نہ ٹھہرائے جائین

اور ابھی جائداد سے محروم نہ کئے جائیں +

زمانہ حال کی عام رائے کا ایک خاص میلان ہی جس کی وجہ سے لوگون کی حرکت طبعی ذرا بھی ظاہر نہین ہوسکتی + آجکل کے لوگون کی صرف عقل ہی متوسط درجہ کی ہے بلکہ اُنکے ارادہ بھی وبسے ہی ہین - یعنی سوائے مروجہ کامون کے اور کسی طرف اُنکی رغبت ہی نہین + اور اگر کسی کے دل مین کچھہ جوش بھی ہی تو اسقدر نہیں کہ وہ غیر معمولی کامون پر اقدام کرے + اسی وجہ سے لوگ نہین سمجہہ سکتے کہ جن لوگون کی طبیعتین اس بارہ مین اُن جیسی نہیں - اُنکو آزادی نہ دینے سے کسقدر نقصان اور رنج پہنچتا ہے چنانچہ وہ ایسے شخصون کو خبطی اور کوتاہ اندیش کہتے ہین اور اُنکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین + اس صورت مین اگر لوگون کی اخلاقی ترقی کے لئے کسی قسم کی تحریک ہو تو ظاہر ہے کہ کیا نتیجہ ہوگا + آجکل اس قسم کی تحریک شروع ہوئی ہے - اور لوگون کے افعال و اعمال کو ایک قاعدہ پر رکھنے اور حد اعتدال سے تجاوز نہونے دینے کی بہت کوشش کی گئی ہی + بہت سے لوگون کی حب انسانی جوش مین آرہی ہے - ہمارے ہموطنون کی اخلاقی اور عقلی حالت بہت قابل اصلاح سمجھی جاتی ہی + اس میلان کی وجہ سے زمانہ حال کے لوگ گذشتہ زمانہ کے لوگون کی بہ نسبت اس امر کے بہت شائق ہین کہ سب کے لئے افعال پسندیدہ کے قواعد موضوع کرین - اور سب کو

معیار مقررہ کو مدنظر رکھنے پر مجبور کریں + وہ معیار اصل میں تو یہہ ہے کہ کسی فعل کی
آرزو و کمال جوش کے ساتھہ نہ ہونی چاہیے - اُس قاعدہ کے بموجب ہر ایک شخص کو اپنے
اوضاع و اطوار میں بہی زیر نظر رکھنا چاہیے کہ کوئی انوکھی بات یا نرالی عادت
ظاہر نہ ہونے پائے - اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی اُن طاقتوں کو جو اُس میں
اور دوسروں میں مابہ الامتیاز ہیں زائل کیا جائے جس طرح چین کی عورتوں
کے پاؤں کو دبا کر چھوٹا کر دیا جاتا ہے +

مختلف معاملات میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کا ایک نمونہ ہوتا ہے جسکو پیش نظر
رکھکر ترقی کی کوشش کرنی چاہیے اس نمونہ کو قرار دینے میں اگر بتمامہ اُن اوصاف کا
خیال نہ رکھا جائے جنکو زیر نظر رکھنا مناسب ہے اور صرف چند امور ہی کا لحاظ کیا جائے تو
اسکے مطابق افعال و اعمال کے موضوع کرنے میں یہہ قباحت ہوتی ہے کہ لوگوں میں
وہ اوصاف بہی جنکو مدنظر رکھا جاتا ہے ادہورے پائے جاتے ہیں* - آجکل کے

فٹ نوٹ * مثلاً قوائے عقلی کی اعلیٰ درجہ کی ترقی تب ہی ممکن ہے جب قوت حافظہ -
قوت فہم اور قوت واہمہ کی یکساں ترقی ہو - اگر صرف قوت فہم و قوت واہمہ کی ترقی کو زیر نظر رکھا
جائے اور حافظہ کی ترقی کو نظر انداز کیا جائے - تو نتیجہ یہہ ہوگا کہ قوت فہم و قوت واہمہ کی
ترقی بہی ادہوری ہی ہوگی - کیونکہ جبتک قوت فہم کے سامنے مختلف واقعات قوت حافظہ
پیش نہ کریگی - تو وہ اپنا عمل نہ کر سکیگی اور اُسکی ترقی ظہور پذیر نہ ہوگی + اسی طرح اور
بہت سی مثالیں سب سے معاملات کی پیش کیجا سکتی ہیں + وجہ یہہ ہے کہ دنیا کے تمام معاملات
باہم پیوستہ ہیں - ایک چیز دوسری پر اپنا اثر ڈالتی ہے - اور خود اثر پذیر ہوتی ہے - حافظہ کا
قوت فہم پر اور قوت فہم کا حافظہ پر اثر ہے + مترجم

لوگون نے جو معیار پسندیدگی عام کا قرار دیا ہے اُس مین اسی طرح کا نقص پایا جاتا ہے + انسان مین اپنے میلان طبعی کے مطابق عمل کرنے کا جوش اور سعی وکوشش کا مادہ بھی ہونا چاہیئے - اور ساتھہ ہی اسکے اس جوش کو (اپنی عقل اور اپنے مقررہ اصولوں کے مطابق) روکنے کی مقدرت بھی بخوبی حاصل ہونی چاہیئے + زمانہ حال کے لوگ جوش طبیعت کو روکنے پر بہت زور دیتے ہین - نتیجہ اسکا یہہ ہی کہ لوگون مین کسی فعل کی آرزو کمال جوش کے ساتھہ نہین پائی جاتی - اور قواعد مقررہ کی پابندی بہی عجیب طرح سے عمل مین آتی ہی - بظاہر تو سب قوانین مقررہ کے پابند معلوم ہوتے ہین - لیکن انکی پابندی مین - وہ ثابت قدمی اور وہ انضباط نفس نہین پایا جاتا جو اُن لوگون مین دیکھا جاتا تھا جنکے ارادے اپنی عقل وطبیعت کے تعاضار سے مستحکم تھے + جوش والی طبیعتین تو ابہی سے کمیاب ہین - اور اگر لوگ کچھہ جوش ظاہر کرتے بہی ہین تو صرف کاروبار دنیاوی مین ہی - ان کامون مین تو لوگون کا خاصہ جوش ظاہر ہوتا ہے - اسکے سوائے جن کامون کی بعض شخصون کو ایک دُھن ہوتی ہی اُسکی سرانجامی مین بہی بہت سرگرمی ظہور مین آتی ہے - یہہ دُھن کبھی تو رفاہ عام کی ہوتی ہے مگر عموماً ایسے کام کی نہین جسکا اثر عام اور وسیع ہو + انگلستان کی بڑائی آجکل اس مین ہے کہ یہان کے لوگ من حیث الجماعت بہت طاقتور ہین - من حیث الافراد اگرچہ ہم بالکل ضعیف اور ہیچ ہین مگر ہل جل کر

اور سب ایک ہوکر بڑے بڑے کام کرسکتے ہین۔ ہمارے مصلحان قوم اور مذہبی ریفارمر بھی ہماری اس حالت پر قانع ہین + لیکن یاد رہے کہ جو کچھ ترقی انگلستان نے آجتک کی ہے وہ ایسے شخصون کی بدولت نہین ہوئی۔ بلکہ وہ بالکل اور ہی قسم کے لوگ تھے جنکے فیض سے انگلستان نے یہہ رتبہ حاصل کیا ہے جو اب اسے حاصل ہے۔ اور تنزل سے آیندہ بچانیکے لئے بھی اُسی قسم کے آدمیون کی ضرورت ہے +

رسم و رواج کا ساحرانہ اثر انسانی ترقی کا ہمیشہ مزاحم رہتا ہے کیونکہ رسوم کی پابندی اور نئی باتین جو مروجہ رسوم کی بہ نسبت بہتر اور مفید تر ہون جاری کرنے کی خواہش باہم متضاد ہین + یہہ غیر معمولی کامون کی خواہش کبھی تو آزادی اور کبھی ترقی کا جوش کہلاتی ہے + ترقی کی خواہش اور آزادی کا جوش ہمیشہ مترادف نہین ہین۔ کیونکہ بعض اوقات ہم ایک قوم کو جبرًا ایسی تدابیر اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہین جو انکی ترقی کا باعث ہون۔ اور آزادی کا جوش جب ایسی تجاویز کو عمل مین لانے کا مزاحم ہے تو اسوقت کے لئے ترقی کا مانع ہے + مگر صرف شخصی آزادی ہی ایک دوامی اور مستقل ذریعہ ہمیشہ کی ترقی کا ہے۔ کیونکہ اسکے وسیلہ سے ترقی کی استنے ہی جدا گانہ مرکز ہاتھ لگتے ہین جتنی افراد کی تعداد ہوتی ہے + لیکن ترقی کا جوش خواہ آرزوئے ترقی خواہ تمناء آزادی کی صورت مین ظاہر ہو یہی چاہتا ہے کہ رسم و رواج کی

قید توڑ دیجائے اور اُسکی اطاعت سے انحراف اختیار کیا جائے - جو تنازعہ زمانہ سلف مین رسم و رواج کی پابندی اور جوش ترقی کی وجہ سے ہوئے اُنکا ذکر - نوع انسان کی تاریخ کو خاصکر قابل توجہ بناتا ہے + دنیا کی بہت سی قومون کی تو کوئی تواریخ ہی نہین - یعنے انکے حالات مین رسم و رواج کے اثر کے باعث کچھ ایسا انقلاب ہی نہین آیا کہ انکی موجودہ حالت گذشتہ حالات سے بہت مختلف ہو - تمام مشرقی ملکون کا یہی حال ہے - رسم و رواج سے ہی سب باتون کا فیصلہ ہوتا ہے - عدل و انصاف یا انکی سب رسم و رواج کی پابندی پر ہی منحصر ہین - کسی شخص مین اتنی دلیری نہین کہ رسم و رواج کے واجب الاطاعت ہونے کی دلیل کو توڑ سکے - اگر کچھ جرات ہے تو بعض خود مختیار اور آزاد بادشاہون کو جو حکومت کے نشہ مین سرشار ہین + ان باتون کا جو نتیجہ ہے وہ ظاہر ہے + ان قومون مین کبھی تو طاقت ایجاد ہوگی ورنہ جسقدر تہذیب اب ان مین ہے وہ انہین پیدایش کے ساتھ ہی تو حاصل نہین تھی - انہون نے سب ترقی اپنی محنت و کوشش سے حاصل کی اور کسی زمانہ مین وہ دنیا کے اعلےٰ درجہ کی مہذب قومون مین سے تھین + اب دیکھو انکی کیا حالت ہے - اب وہ اُن قومون کے زیر حکومت ہین جنکے آبا و اجداد اُس زمانہ مین جنگلون مین پھرتے تھے جب انکے بزرگ عالیشان محلون مین بیٹھتے تھے اور خوبصورت معبدون مین سجدہ کرتے تھے + وجہ یہی

ہے کہ اُن قوموں پر رسم و رواج کا اثر بہت تھوڑا تھا اور ساتھ ہی ترقی کی خواہش اور آزادی کا جوش بھی موجود تھا + اس سے ثابت ہوا کہ ایک قوم کچھ عرصہ تک ترقی کر سکتی ہے - اور بعد ازاں ممکن ہے کہ اُسکی ترقی بند ہو جائے -

لیکن ترقی تب ہی بند ہوتی ہے جب لوگوں مین حریت طبعی نہین رہتی +

اگر اقوام یورپ مین حریت طبعی نہ رہے تو انکی حالت بالکل وہی نہین ہو جائیگی جو مشرقی اقوام کی ہے - رسم و رواج کا بد اثر پھر یہہ نہین ہوگا کہ انکی ترقی بند ہو جائے - ہم لوگون مین نرالا پن تو منع ہے لیکن تبدیلی حالت منع نہین - شرط صرف یہہ ہے کہ ایک دفعہ ہی سب کے سب چولہ بدلین + ہم نے اپنے آباو اجداد کا لباس چھوڑ دیا لیکن اب سب لوگون پر یہہ فرض ہے کہ وہ ایک سا لباس رکھین - فیشن خواہ سال مین ایک دو بار بدلتا رہے مگر سب ایکدفعہ ہی اس فیشن کو اختیار کرین تو تب ہی بدل سکتا ہے + اسی طرح ہم مین سے عنقریب سب ہمیشہ اس امر کی ازبس احتیاط رکھتے ہین کہ جب کبھی کسی قسم کی تبدیلی کی جرات کیجائے تو محض اس غرض سے ہو کہ اورون نے پرانا طریق چھوڑ دیا ہے - اسواسطے نہین کہ اس حالت کے بدلنے مین کسیطرح کا آرام یا خوبی ہے - کیونکہ یہہ ممکن نہین کہ سب کے سب ایک ہی وقت مین اس آرام کو سمجھ جائین اور ایک ہی آن مین پرانے طریق کے ترک کرنے پر آمادہ ہو جائین + بااین ہمہ ہم ترقی بھی کرتے ہین اور ہماری

حالت بھی بدلتی رہتی ہے - ہم ہمیشہ کلون وغیرہ مین نئی ایجاد کرتے رہتے
ہین - جب تک کوئی نئی اور عمدہ کل نہ نکل آئے پرانی کلون سے کام لیتے
رہتے ہین - پولیٹیکل معاملات و طرز تعلیم اور اخلاقی معاملات مین بھی ترقی
کرنے اور نئے طریقون کے جاری کرنے کے ہم شائق ہین - لیکن اخلاقی
معاملات مین ترقی کے ہم یہی معنے سمجھتے ہین کہ دوسرون کو بھی اپنے
قدم بقدم چلنے پر مجبور کرین + ترقی کے تو ہم خلاف نہین ہین - بلکہ ہم
اسپر نازان ہین کہ ہمارے جیسی ترقی کرنے والی قوم صفحہ ہستی پر گذری ہی
نہین + شخصیت کو ہم البتہ پسند نہین کرتے اور ہم سمجھتے ہین کہ اگر سب کے سب
ایک نیا اور عمدہ طریق اختیار کرلین تو بہت ہی اچھی بات ہے - گویا کہ
سب کو ایک حالت پر رکھنا ہمارا غایت مدعا ہے + ہمکو یہہ نہین نظر آتا
کہ ایک شخص کا اورون سے نرالا ہونا سب سے پہلے اُس شخص کے اور نیز اورون کے
دل مین یہہ خیال پیدا کرتا ہے کہ شاید ہمارا اپنا اپنا طریقہ غیر مکمل ہو - اور جانبین
کو یہہ دکھاتا ہے کہ شاید ان دونون طریقون کو ملاکر تیسرا طریق جو
ان دونون سے بہتر ہو نکالنا ممکن ہو + چین کے لوگون کی مثال ہمارے
لئے عبرت دہ ہے - اس قوم مین قدرتی ذہانت اور بعض امور مین اکتسابی
مادہ بھی پایا جاتا ہے - جسکی وجہ یہہ ہے کہ خوش قسمتی سے ابتدا مین اُنکے
بعض بزرگون نے جنکو دیوتا ہم بھی کسی حد تک دانا اور فلاسفر مانتے

ہیں ان میں چند ایسی رسمیں جاری ہیں جو اُنکے لیے نہایت مفید نہیں + انہیں بڑی خوبی کی بات یہہ ہی ہے کہ اُنکے یہاں بعض ایسے طریق رایج ہیں جنکے ذریعے سے وہ بہت عمدہ باتوں کو جو انہیں حاصل ہوں ہر فرد قوم پر منقش کر سکتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کو جنہوں نے اور وں کی بہ نسبت زیادہ ترقی کی ہو بڑے معزز عہدوں پر ممتاز کر سکتے ہیں۔ پس جس قوم کا یہہ حال ہے اُسنے ضرور انسانی ترقی کے اصل اصول کو سمجھہ لیا ہوگا۔ اور اُسے نوع انسان کی نہایت ترقی یافتہ اقوام میں سے ہونا چاہیئے تھا + لیکن برخلاف اسکے اس قوم کی ترقی اب بالکل بند ہے۔ اور ایسی ہی حالت ہزارہا برس سے ہے۔ اگر انہیں کبھی ترقی نصیب ہوگی تو غیر ملک کے لوگوں کے وسیلہ سے ہوگی + انگلستان کے محبان قوم جس بات کو انگلستان میں پہیلایا چاہتے ہیں (یعنے سب کو ایک ہی حالت میں رکھنا اور سب کے لئے خیالات و افعال کا ایک ہی معیار مقرر کرنا) اسمیں تو انہوں نے مدت سے کمال حاصل کیا ہوا ہے۔ وہاں سب کی ایک سی ہی رائیں ہیں۔ اور سب ہر طرح کے کاموں میں ایک سے ہی قواعد کے پابند ہیں + اس کا نتیجہ ہمیں صاف نظر آتا ہے + آجکل انگلستان میں رائے جمہور کے ذریعہ سے جس قسم کا انتظام قائم ہے وہ بالکل اسیطرح کا ہے جو چین کے باشندوں میں مدت سے چلا آتا ہے۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ چین میں وہ انتظام ایک باقاعدہ طور پر جاری ہے یہاں اس قاعدہ سے کبھی کبھی انحراف کرنا بھی جایز سمجھا جاتا ہے

اگر یورپ کی اقوام مین شخصیت نہ پھیلے گی اور اُسکا اثر کامیابی کے ساتھ ظہور مین نہ آئیگا تو انہین اپنے اسلاف کا خواہ کتنا ہی ناز ہو اور عیسائی مذہب پر خواہ کتنا ہی فخر ہو اُنکا بھی وہی حال ہوگا جو چین والون کا ہوا +

یورپ اس بدحالت سے ابھی تک کیون بچا ہوا ہے اور اس کا کیا باعث ہے کہ اقوام یورپ کی ترقی ابھی تک جاری ہے ؟ کسی خاص عقلی خوبی تو اسکا باعث نہین ہوسکتی - کیونکہ یہ خوبی عموماً ترقی کا باعث نہین ہوتی - بلکہ نتیجہ ہوتی ہے - میری دانست مین اُنکے اوضاع و اطوار کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا اور اُنکی تعلیم و تربیت کا یکسان نہونا ہی باعث قرار دیا جاسکتا ہے + یورپ کے مختلف فرقہ اور قومین یا افراد ہر ایک بارہ مین ایک دوسرے سے کبھی نہین ملے - انہون نے بہت سے راستہ اپنے لئے قرار دئے جن مین سے ہر ایک کا منزل مقصود ایک دوسرے سے جدا رہا + اگرچہ ہمیشہ وہ سب اس اختلاف کو پسند نہین کرتے تھے اور ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ باقی کے سب اس ہی کا طریق اختیار کرلین - لیکن انکی کوشش سب کو یکسان کرنے مین بالکل کامیاب نہین ہوئی + ہر ایک نے کچھ عرصہ تک اپنا اپنا شغل جاری رکھا اور ایک دوسرے کی مدد سے فایدہ اُٹھایا + میری دانست مین یورپ کی ساری ترقی کا مدار اسی پر ہے کہ یہان لوگ ایک ہی قسم کے کام نہین کرتے بلکہ طرح طرح کے مشاغل مین مصروف رہتے ہین - لیکن

اب یہہ خوبی ان مین کم ہونے لگ گئی ہے - اب یہہ کسیقدر چین کے لوگون کی طرح سب کو یکسان کرنے لگے ہین ✤ مان سر ڈی ٹاک وِل اپنی ایک نئی تصنیف مین یہہ بیان فرماتے ہین کہ آجکل کے فرانسیسی بہ نسبت پچھلی نسل کے لوگون کے اپنے طریقون مین باہم بہت تشابہ ہین - انگریز دان کامیری دانست مین اس سے بھی بدتر حال ہے ✤ جو فقرہ مین نے ولہم وان ھمبولٹ سے پیچھے نقل کیا ہے اسمین اُسنے دو باتین انسانی ترقی کے لئے نہایت ضروری قرار دی ہین - اور یہہ دونون توافق حالات کی برہم زن ہین - یعنے اوّل آزادی - دوم طرح طرح کے مشاغل مین مصروف رہنا - اس دوسری شرط کا پورا ہونا اب روز بروز کم ہوتا جاتا ہے - وہ حالات جن سے مختلف فرقون اور جماعتون مین اختلاف قایم رہ سکتا ہے - روز بروز یکسان ہوتے جاتے ہین - اور تباین کم ہوتا جاتا ہے ✤ پہلے یہہ حال نہ تھا - مختلف رتبہ کے آدمی اور ایک ہی شہر کے مختلف حصون مین رہنے والے طرح طرح کے تاجر اور اہل فن اپنے اوضاع واطوار اور دیگر حالات مین اسقدر تباین تھے کہ گویا وہ دنیا کے مختلف حصون کے رہنے والے تھے آجکل انکے طریقے اسقدر متوافق ہین کہ گویا وہ ایک ہی ملک کے باشندے ہین اور ایک ہی حالات مین ہین ✤ زمانہ حال کی نسبت ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ گذشتہ زمانہ کے مقابلہ مین آجکل کے لوگ سب ایک ہی سی کتابین

پڑھتے ہین۔ ایک ہی سی راہین سنتے ہین۔ ایک ہی سی چیزین دیکھتے
ہین۔ سب ایک ہی سے مقامون پر آمد و رفت رکھتے ہین۔
وہ چیزین جو انسان کے لئے باعث امید و بیم ہوسکتی ہین سب کے
لئے یکسان ہین۔ سب کے حقوق اور آزادی یکسان ہین اور سب کو
اُن آزادیون کے عمل مین لانے کے ایک ہی سے ذرایع و وسایل حاصل
ہین ٭ اگرچہ ابھی تک لوگون کے طریقون مین بہت اختلاف ہی۔ مگر مقابلہ
اُس تباین کے جو پہلے تھا وہ کچھہ بھی نہین ہے۔ توافق حالات مین روزبروز
ترقی ہے۔ اس زمانہ کے پولیٹیکل انقلاب سے یہہ توافق بڑھتا ہے کیونکہ
انکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ رتبہ کے آدمی ادنی رتبہ کے ہوجاتے ہین اور
ادنے رتبہ کے ترقی پاکر اعلی رتبہ کے بن جاتے ہین جس سے اصلی حالت
یکسان رہتی ہے ٭ آجکل جس طرح سے تعلیم پھیل رہی ہے اسکا نتیجہ بھی
یہی ہی۔ کیونکہ تعلیم سے لوگ ایک سے بواعث سے متاثر ہوتے ہین ایک سے
خیالات اور ایک سی راہین اُنکے کانون سے گذرتی ہین ٭ آمدورفت
کے ذریعہ اور ایک دوسرے پر اپنے خیالات ظاہر کرنے کے وسیلہ بھی روزبروز
بڑھتے جاتے ہین اور اُن سے لوگون کو باہمی میل جول کے زیادہ موقعہ
ملتے ہین۔ اور اُنکو نقل مکان مین آسانی ہوتی ہے۔ توافق حالات پیدا
کرنے کے یہہ بھی بہت بڑے بواعث ہین ٭ صنعت و حرفت بیجارت

کی ترقی کا آخری نتیجہ یہی ہے۔ کیونکہ ان سے فارغ البالی لوگون مین پھیلتی
ہے۔ اور فارغ البالی مین سب فرقون کے لوگ اُن باتون کی طرف رجوع
ہوتے ہین جو سب کے لئے محروص ہو سکتی ہین ÷ سے اپنی عزت وجاہ کے
بڑہانے کی خواہش سب کے دلون مین پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی خاص فرقہ و
ملت سے مخصوص نہین رہتی ÷ لوگون مین توافق حالات کے بڑہتے جانے کا
سب سے بڑا باعث یہہ ہی کہ کیا اس ملک اور کیا اور آزاد ملکون کے پولیٹکل معاملات
مین سب باتون کا مدار رائے جمہور پر ہی ہی ÷ جس وقت وہ اعزاز و امتیاز جس کے
حاصل کرنے سے بعض شخص اس قابل ہو جاتے ہین کہ بہت سونکی مخالفت
رائے گوارا کرین لوگون مین کم ہوتا جائیگا۔ اور افسران انتظامی کے
دل سے عوام کی مرضی کے خلاف (جس حالت مین انہین معلوم ہی کہ عوام
کی رضامندی کس امر مین ہی) عمل کرنے کا خیال دور ہوتا جائیگا۔ اُسی قدر
اختلاف رائے و اوضاع و اطوار قایم نہ رہیگا۔ اور سوسائٹی کے اس حصہ کو
جسے یہہ منظور نہین کہ برگزیدہ چند پر عوام غالب آجائین یہہ طاقت نہ ہوگی
کہ وہ اُن خیالات کو جو خلاف عام ہون اپنے ظل حمایت مین لے اور لوگون
کو کسی نرالے مذاق کی ترغیب دے ÷

ان سب بواعث کا مجتمع اثر اسقدر بڑا ہے اور ان سے شخصیت کو
اتنا صدمہ عظیم پہنچتا ہے۔ کہ اگر یہی حالت رہی تو شخصیت کا قایم رہنا محال

نظر آتا ہے + یہہ نقصان اُسوقت تک روز افزون رہیگا جب تک کہ عام آدمیون مین سے سوچ سمجہہ والے شخصیت کی قدر اچہی طرح نہ جانین گے اور یہہ نہ سمجھینگے کہ اختلاف اوضاع و اطوار کا قایم رہنا بہتر ہے اور یہہ مناسب ہے کہ لوگ ہمیشہ پُرانے طریقون کو چھوڑکر نئے طریق اختیار کرتے رہین خواہ وہ نئے طریق پُرانون سے بہتر نہ ہون۔ بلکہ بعض اوقات بدتر ہی ہون + شخصیت اور شخصی آزادی کے فواید لوگون کو سمجہانے کا اب عین موقعہ ہے کیونکہ لوگون کے حالات مین ابہی توافقِ کامل پیدا نہین ہوا + ہم ابتدا ہی مین اِس نقصان سے بچنے کی کوشش مین کامیاب ہوسکتے ہین + سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل۔ جسقدر ہماری یہہ تمنا کہ سب لوگ ہمارے ہی سے ہوجائین پوری ہوتی جائیگی۔ اُسیقدر ہماری یہہ آرزو بڑہتی جائیگی۔ اگر ہم اُسوقت تک کہ جب عنقریبًا سب ایک سے ہی طریق اختیار کرلین خاموش رہین تو مروجہ طریقون سے ذرا سا انحراف بہی نہایت بُرا بلکہ ایک گناہ عظیم اور نیچر کے خلاف سمجہا جائیگا + نوع انسان اگر کچہہ عرصہ تک توافقِ حالات کے دیکھنے کے خوگر رہین تو تباین کا پھر وہ خیال بہی نہین کرسکتے +

فصل چہارم

سوسائٹی کو من حیث الجماعت افراد پر کس حد تک اختیارات حاصل ہونے چاہیئں

اب سوال یہہ ہے کہ - ایک شخص کو اپنی ذات پر کس حد تک اختیارات کامل
حاصل ہونے چاہیئیں ؟ - اور سوسائٹی کے اختیارات من حیث الجماعت
افراد پر کہاں سے شروع ہوتے ہین ؟ یعنے افعال انسانی کے کون سے
حصے افراد کی اپنی مرضی پر چھوڑ دینے چاہیئیں - اور کون کون سے سوسائٹی
کے ماتحت ہونے چاہیئیں ؟ +

میری دانست مین جو افعال افراد سے خاصکر علاقہ رکھتے ہین وہ
افراد کے زیر اختیار ہونے چاہیئین - اور جو سوسائٹی کے مطالب و
اغراض سے زیادہ متعلق ہون وہ سوسائٹی کے ماتحت ہونے چاہیئین -
اگرچہ یہہ رائے غلط ہے کہ سوسائٹی کی بنا ایک قسم کے معاہدہ پر ہے -
اور اس قسم کا معاہدہ فرض کر لینے سے بھی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ سوسائٹی
کے بعض حقوق افراد پر واجب الادا ہین - لیکن تاہم اس سے ہم سمجھتے ہین

... ہر ایک شخص پر جو سوسائٹی کے زیر سایہ رہتا ہے - اس محافظت کا
کچھہ ... ادا کرنا فرض ہے + یہہ ناممکن ہی کہ ایک شخص سوسائٹی کا ممبر ہو
اور بیچہ لوگون کے ساتھہ باہمی برتاؤ مین خاص قواعد کا لحاظ رکھنا اسکا
فرض نہو + جن قواعد کا لحاظ ہر ایک کو رکھنا چاہیئے وہ ان اصولون پر
مبنی ہین کہ اول تو ہر ایک شخص اپنے روزمرہ کے برتاؤ مین یہہ خیال
رکھے کہ دوسرون کے مطالب و اغراض کو صدمہ نہ پہنچے - خصوصاً اُن مطالب و
اغراض کو جنکو قانون نے صریحاً یا کنایتاً اُن لوگون کا حق قرار دیا ہو +
دوم ہر ایک شخص ایثار و محنت کے اُن کامون کا کسقدر حصہ لے جو سوسائٹی
کو بہ حیثیت مجموعی یا سوسائٹی کے ممبرون کو رنج و عذاب یا دوسرون کی
تعدی سے بچانے کی غرض سے کئے جاتے ہین - اس امر کا فیصلہ بہت غور و
انصاف کے ساتھہ ہونا چاہیئے کہ ہر ایک پر اس محنت کا کس قدر بوجھہ ڈالا
جائے + یہہ مناسب ہی کہ سوسائٹی اُن لوگون پر جو ان قواعد کے بموجب
عمل کرنے سے گریز کرین جبر کرے نتیجہ خواہ کچھہ ہی ہو + سوسائٹی کے
اختیارات صرف یہان تک ہی محدود نہین + ایسے کام بھی ہین جن سے
گو کسی کے قانونی حقوق مین کسی طرح کی دست اندازی نہین ہوتی تو
بھی ان سے دوسرون کو نقصان پہنچتا ہے - یا اُن سے یہہ پایا جاتا ہی
کہ فاعل کو دوسرون کے فائدہ کا کچھہ بھی لحاظ نہین + انکی سزا ملنی بھی

قرین انصاف ہی۔ اس حالت مین سوسائٹی مین بدنام ہونا کافی سزا سمجھی جانی چاہیے۔ قانونی سزا نا واجب ہی۔ اگر ایک شخص کے کسی کام سے دوسرون کا کسی طرح کا نقصان ہوتا ہے تو سوسائٹی فاعل سے پرسش کرنے کی مجاز ہی۔ اور پھر یہہ سوال ہو سکتا ہے کہ آیا اس قسم کے کسی خاص معاملہ مین سوسائٹی کی مداخلت دیگر مطالب انسانی کے لحاظ سے ضروری ہی یا نہین۔ مگر جن افعال کا اثر دوسرون پر (بشرطیکہ وہ بالغ ہون اور معمولی عقل کے آدمی ہون) بغیر اسکے ممکن نہ ہو کہ وہ خود اثر پذیر ہونا چاہین۔ وہ بے شک سوسائٹی کے حیطۂ اختیار سے باہر ہین۔ ان مین ہر طرح کی آزادی ہونی چاہیے نہ قانون کسی قسم کا دخل دے اور نہ سوسائٹی بدنام کرنے کا ڈر دکھائے افعال ذاتی کا نتیجہ فاعل کی ذات کو ہی سہنے دینا چاہیے۔

اس مسئلہ سے میری یہہ مراد نہین ہی کہ لوگون کو خودغرض بننا چاہیے اور دوسرون کے ذاتی نفع و نقصان سے اپنے تئین بے تعلق سمجھنا چاہیے اور جبتک کسی طرح کا ذاتی فائدہ یا ضرر متصور نہ ہو دوسرون کے کاروبار مین دخل نہین دینا چاہیے۔ افراد کا ایک دوسرے سے بے تعلق رہنا تو درکنار میری رائے مین یہہ ضروری ہی۔ کہ لوگون مین ابنائے جنس کی بغیر غرضانہ خیرخواہی اور بھی زیادہ ترقی پائے۔ لیکن ایک شخص دوسرون کو تشدد و جبر (صریحًا یا کنایتًا) کئے بغیر بھی۔ اچھے کامون کی جانب ترغیب و تحریص دلا سکتا

ہی۔ اور اپنی بیغرضانہ خیر خواہی ظاہر کر سکتا ہی + مین لوگون کے اوصاف ذاتی
کو جن سے ایک شخص کی ذات خاص ہی مستفید ہو سکے کم وقعت نہین سمجھتا
یہہ اوصاف اُن خوبیون سے جنکے فواید متعدی ہون (اور جنہین اوصاف
مدنی کہنا چاہئے) اگرچہ کم ہین تو دوسرے درجہ پر ہین + تعلیم سے یہہ فایدہ
حاصل ہونا چاہئے کہ یہہ دونون قسم کے اوصاف لوگون مین پیدا ہون اور ترقی
پائین۔ لیکن تعلیم بھی دو طریقون سے ہوتی ہی۔ جبر و تشدد سے اور دلایل کے
ذریعہ سے قایل کرکے اور سمجھا کر۔ جب معمولی زمانہ تعلیم کا گذر جائے تو اوصاف ذاتی
کی تلقین اس پچھلے طریقہ سے ہونی چاہئے + ہر فرد بشر کا فرض ہے کہ وہ
دوسرون کو حق و باطل اور نیک و بد کی تمیز مین مدد دے اور نیک رستہ کے
اختیار کرنے اور بد راستہ کے ترک کرنے کی ترغیب دے۔ ہر ایک کو چاہئے
کہ وہ ہمیشہ دوسرون کو ان طاقتون کی ترقی کی ہدایت دے جو باعث شرف
انسانی ہین۔ اور انہین اس بات پر آمادہ کرتا رہے کہ وہ بیوقوفی کی باتون سے
کنارہ کرین اور دانائی کی باتون کی طرف متوجہ ہون ادنی خیالات کو
چھوڑین اور اعلی خیالات کو اختیار کرین۔ لیکن کوئی شخص (بذات خود
یا باتفاق دیگران) اس امر کا مجاز نہین ہے کہ وہ کسی شخص کو جو سن بلوغت
کو پہنچ چکا ہو۔ ایسے کام کے ترک کرنے پر مجبور کرے جسے فاعل اپنی ذات
کے لئے مفید سمجھتا ہو۔ مگر جسے ناصح اچھا نہ سمجھے + جس قدر فاعل کو

اپنی بہبودی کا خیال ہے اسقدر اور کسی کو (سواے اُن لوگون کے جن کو اس سے خاص حالات کی وجہ سے کمال اُنس ہی نہوگا - دوسرونکو اُسکی بھلائی کا اتنا خیال نہین ہو سکتا جتنا خود اُسکو ہے + سوسائٹی کے اغراض (سواے ایسے کامون کے جن کا اثر دوسرون پر بھی ہو) بہت ہی کم ہوسکتے ہین - حالانکہ ایک معمولی درجہ کی مرد یا عورت کو بھی اپنے حالات اور خواص سے آگہی حاصل کرنے کی جس قدر سامان حاصل ہین اسقدر کسی اور کو نہین + سوسائٹی کو ایک شخص کے ذاتی حالات و خواص محض قراین و قیاس سے عام طور پر معلوم ہو سکتے ہین اُسکے ہمنشینون اور بھائی بندون کے حالات کو جانچ کر ہی سوسائٹی اُسکے حالات کا اندازہ کر سکے گی - اور اگر وہ اُسکے ذاتی معاملات مین دخل دینا چاہے تو اُسے اپنے قراین و قیاس پر ہی بھروسہ ہوگا + ممکن ہے کہ یہہ قیاس بالکل غلط ہو - اور اگر صحیح بھی ہو تو ممکن ہے کہ وہ لوگ جو یہہ چاہتے ہین کہ ایک شخص اپنے ذاتی معاملات مین اُنکی پسند کی بموجب عمل کرے اُسکے خاص حالات کو اُسکے بھائی بندون کے مطابق سمجھنے مین غلطی کرتے ہون - کیونکہ وہ صرف اُسکے ظاہری حالات سے ہی واقف ہین اُسکی اندرونی کیفیات کی اُنہین خبر نہین + بنابرین ذاتی معاملات مین لوگون کی شخصی آزادی قایم رہنی چاہیے - لیکن اُن افعال کی نسبت جن کا اثر دوسرون پر بھی ہو یہہ ضروری ہے کہ خاص قسم کے قوانین کی پابندی سب پر لازم ہو - تاکہ لوگون کو معلوم رہے کہ وہ ایک

[illegible] نصیحت [illegible] سلوک کی امید [illegible] ذاتی معاملات مین کسی
انسان کے [illegible] کو کچھ [illegible] درست نہین ہے جس کا جی چاہے وہ کرے
اور [illegible] ہر ایک شخص [illegible] دوسرون کو اپنی رائے سے مدد دے سکتا ہے اور انہین
اچھا [illegible] خاص ارادہ پر قایم رکھنے کی کوشش کر سکتا ہے بلکہ
اگر کوئی شخص نصیحت سے ناراض بھی ہو تو بھی اُسے نصیحت کر دینی واجب ہے
لیکن آخری فیصلہ اسی کے اختیار مین چھوڑنا چاہیے - اگر وہ باوجود پند و نصائح
کے غلط رائے پر چلے اور ضرر اُٹھائے تو یہہ نقصان اتنا نہین جتنا کہ اُس
صورت مین متصور ہے جبکہ دوسرون کو اُسکی ذاتی صلاح و فلاح کے لئے جابرانہ
مداخلت کا اختیار ہو +

میری یہہ غرض نہین ہے کہ لوگ اُن اوصاف کو جنکا اثر صرف ایک شخص
کی ذات خاص پر ہو پسند یا ناپسند کرین ہی نہین - اور کوئی شخص اپنے
ذاتی فضایل و رذایل کی وجہ سے لوگون کے آگے قابل تعریف یا مذمت
نہ سمجھا جائے + اور یہہ ممکن بھی نہین + اگر کوئی شخص اُن اوصاف سے
جن سے صرف وہی مستفید ہو سکتا ہو بہ نسبت اورون کے بہرہ وافر رکھتا
ہی تو بے شک وہ قابل تعریف ہوگا - اُسکا اُن اوصاف مین اورون سے
اچھا ہونا اُسکو کسی قدر کمال انسانی پر فایز کرتا ہے - اگر اُس مین یہہ اوصاف
بہت کم پائے جاتے ہین تو لوگون کے دلون مین اسکی مذمت کا جوش پیدا

ہوگا + اگر کسی شخص مین بیوقوفی وجہالت ایک خاص درجہ سے بڑھکر پائی
جائے یا اُسکے مذاق و شوق ایک خاص درجہ سے بڑھکر ادنیٰ و خراب
ہون (اگرچہ ان الفاظ پر مجھے اعتراض ہی کیونکہ اس امر کا فیصلہ مشکل ہی کہ
جس شخص کو ایک خاص کام کا شوق ہی وہ اُسکے لئے خراب کیون ہی) تو بہرحال
وہ لوگون کی نظروں مین حقیر ہوگا۔ اور گو اُسکو کسی طرح کی اذیت پہنچانی واجب
نہین۔ تاہم اگر یہہ رذائل اُس مین بہت بڑھے ہوئے ہین تو لوگ اُس سے
کراہت و نفرت ظاہر کرینگے + کیونکہ وہ لوگ جن مین مقابل کی فضائل* ایک
معقول درجہ تک پائی جاتی ہین اپنے تقاضائے طبیعت سے مجبور ہین کہ
بیوقوفون اور کمینون سے نفرت ظاہر کرین۔ اور اُنکو حقیر سمجھین + بعض
افعال لوگون سے اس قسم کے سرزد ہو جاتے ہین جن سے گو دوسرونکو کسی قسم
کا ضرر یا نقصان نہین پہنچتا۔ تاہم لوگ اُنہین بیوقوف سمجھتے ہین یا ایک ادنیٰ درجہ
کا شخص خیال کرتے ہین۔ اور اُن سے اس طرح سے پیش آتے ہین جسطرح
ایسے شخصون سے پیش آنا چاہیئے + چونکہ وہ عموماً اس ہتک سے بچنا
چاہین گے اسلئے یہہ مقرر کر دینا کہ ہم ان اوصاف کو پسند کرتے ہین اور
انکو ناپسند۔ گویا پیشتر سے انکو مطلع و متنبہ کرنا ہی کہ تم پسندیدہ اوصاف اختیار
کرو اور ناپسندیدہ سے پرہیز کرو۔ اور یہہ ایسا ہی ہی جیسا اُنکو اُنکی بھلائی کیلئے
کسی کام کے نقصانات سمجھانا اور نتایج بد سے آگاہ کرنا + آجکل کے مقررہ

نوٹ * یعنے دانائی اور شرافت + مترجم

اخلاقی قواعد کے مطابق ہم ایک دوسرے کو اس قسم کا بہت کم فائدہ پہنچا
سکتے ہین اور اگر یہہ نقص دور ہوجائے تو بہت اچھا ہو + یعنے اگر کوئی شخص
صاف دل سے کسی کو اُسکے نقائص و عیوب سے آگاہ کردے تو اُسکا یہہ فعل داخل
گستاخی یا کج اخلاقی نہ سمجھا جائے + اگر کسی شخص کی نسبت ہم اچھی رائے
نہین رکھتے تو ہم ایک خاص طریقہ سے اپنی رائے پر عمل کر سکتے ہین جو ہمارے
شخصی حقوق کی حد سے بھی متجاوز نہ ہو۔ اور اُسکی شخصی آزادی مین بھی خلل انداز
نہ ہو۔ مثلاً ہم پر یہہ فرض نہین ہی کہ ہم خواہ مخواہ بھی ایسے شخص سے جسے ہم بُرا
سمجھتے ہوں نشست و برخاست رکھین۔ اور ہمکو یہہ استحقاق حاصل ہی کہ
ہم اُسکے ساتھہ ملنے جلنے سے کنارہ کرین (اگرچہ یہہ واجب نہین کہ ہم اِس
کنارہ کشی کو اُسپر ظاہر کرین) کیونکہ ہمین یہہ اختیار ہی کہ ہم ایسے شخصون
کے ساتھہ میل جول رکھین جنکے پاس اُٹھنا بیٹھنا ہم کو بار خاطر نہ ہو + اگر ہم
لوگون پر اُسکی صحبت کا بُرا اثر پڑتا دیکھین اور یہہ سمجھین کہ اسکے ساتھہ گفتگو کرنا
یا ملنا جلنا اورون کو بھی خراب کرے گا تو ہم اس امر کے مجاز ہین بلکہ بعض اوقات
ہم پر یہہ فرض ہے کہ ہم اورون کو اُسکی صحبت سے بچے رہنے کی نصیحت کرین
ہم کو یہہ بھی اختیار ہے کہ ہم اورونکو بہ نسبت اُسکے اُن عنایات و مہربانیون
کا زیادہ مستحق سمجھین جو ہمارے جود و تفضل کا نتیجہ ہین اور جو ہم پر فرض نہین+
بلکہ یہہ مناسب نہین کہ اگر ہم اورونکی ترقی عقل اور تعلیم مین کوشش کرتی

ہون اور ہمارے پاس اس شخص کی اصلاح طبیعت کے بھی ویسے ہی سامان
موجود ہون تو ہم اُسے فیض پہنچانے سے پہلو تہی کرین + ان طریقون سے
لوگون کو ان اوصاف بد کی پوری سزا ملجاتی ہی - جنکا اثر بدانہین تک
محدود رہتا ہی - لیکن انکا اس قسم کی تکالیف سہنا اور نقصان اُٹھانا ان
اوصاف بد کا قدرتی نتیجہ ہی - یہہ تکالیف اُنہین جان بوجھکر سزا کے طور پر
نہین دیجاتی + جس شخص کے مزاج مین سرکشی ضد اور خود پسندی
پائی جاتی ہی جس سے ہمیشہ ایسی بے اعتدالیان سرزد ہوتی رہتی ہین
جن سے کسی نہ کسی طرح کا نقصان ہی ہو - اور جس مین ہمیت بہ نسبت رغبت و حاجت
کے زیادہ تر ہے - اُسے یہی امید رکھنی چاہیئے کہ لوگ مجھے پسند نہین کرینگے
اور عزیز نہین سمجھینگے - اور نہ اُسے اس امر کی شکایت کرنی واجب ہے + ہان
اگر اسکا برتاؤ لوگون سے اچھا ہی - اور اس برتاؤ پر اُسکے ذاتی عیوب کا کچھ اثر
نہین پڑتا تو البتہ وہ اُنکی مہربانی کا مستحق ہی +

میرا یہہ مطلب ہی کہ اُن افعال کے صلہ مین جن کا اثر صرف فاعل کی ذات
خاص پر ہی محدود ہو اور جن سے دوسرون کی آزادی مین کسی طرح کا خلل
واقع نہ ہو اگر کوئی شخص کبھی موردِ تکلیف بنے تو سوائے اس رنج کے جو دوسرون کے
اچھا نہ سمجھنے کا قدرتی نتیجہ ہی اُسے کسی اور قسم کی ایذا رنہ دیجائے + جس
شخص سے اس قسم کے افعال سرزد ہون جن سے دوسرون کو ایذا یا ضرر

پہنچے [illegible] سے اور [illegible] نہایت [illegible] دوسرے [illegible] حقوق پر دست اندازی

[illegible] یا دوسرون کو [illegible] نہایت [illegible] کہ [illegible] کسی شخص بباعث سبب

حقوق [illegible] [illegible] بناوین لوگون کو [illegible] اور دھوکہ دینا

یا اُن موقعون سے [illegible] کمینون کی طرح فائدہ اٹھانا جو خوش قسمتی سے

ایک ہی شخص کو حاصل ہون [illegible] خود غرضی مین ڈوبکر دوسرون کو نقصان سے

بچانے کی کوشش [illegible] انکار کرنا - یہہ ایسی باتین ہین جن سے لوگ لعنت و ملامت

کے مستحق اور بعض [illegible] مین مستوجب سزائے سخت ہونے چاہئین +

بد افعال ہی نہین بلکہ وہ طبایع بھی جو ان افعال کے صادر ہونے کا باعث

ہین ناپسندیدہ اور بعض اوقات قابل تنفر سمجھی جانی چاہئین - بے رحمی -

شرارت - ایذا رسانی کی خو - حسد (جس کو تمام جذبات انسانی مین سے نہایت

کمینہ اور سوسائٹی کا بیخ کن سمجھنا چاہئے) ریاکاری اور فریب - زود رنجی -

کسی ناچیز معاملہ پر ناراض ہوکر کینہ توزی کی عادت - تحکم و تجبر کی خواہش

اس بات کا آرزومند رہنا کہ جو فائدے ہون مجھے ہی حاصل ہون اور

کسی کو نہ ہون - غرور جس سے لوگ دوسرون کی تہتک پر خوش ہوتے ہین -

اپنے متعلق کے ذکر پر خوش ہونا - اور کسی بات کو جو دوسرون سے متعلق ہو

توجہ سے نہ سُننا - یا اُن معاملات کو جو دوسرون سے علاقہ رکھتے ہون

کچھہ ضروری نہ سمجھنا - تمام فیصلہ طلب مسایل کا اس طور سے تصفیہ کرنا کہ

اُس مین اپنے آپ ہی کو فائدہ رہے - یہہ ایسی بد عادات ہین جن کو اخلاقی رذائل کہہ سکتے ہیں اور جو چال چلن پر دھبہ لگاتی ہین + یہہ اُن عیوب کی طرح نہین جنکا ذکر پہلے کیا گیا - اور جن سے صرف وہی لوگ نقصان اُٹھا سکتے ہین - جن مین وہ عیب پائے جائین - اُن سے کوئی شخص بدچلن نہین کہلا سکتا - اُن عیوب سے صرف فاعل کی بیوقوفی ظاہر ہوتی ہی - یا یہہ پایا جاتا ہی کہ وہ اپنی عزت کا کچھہ خیال نہین رکھتا - اور اُس مین اچھے کامون کی کچھہ خواہش ہی نہین - لیکن اُن عیوب کی سزا تب ہی دیجا سکتی ہی جب اُن سے ایسی حقوق کے ادا کرنے مین کوتاہی واقع ہو - جنکا ادا کرنا اس شخص پر بحیثیت مدنی فرض ہو - کیونکہ ہر ایک پر یہہ واجب ہی کہ وہ اپنے برتاؤ مین دوسرون کے حقوق کا لحاظ رکھے - اور اپنے افعال و اعمال مین محتاط رہے + فرائض ذاتی کے ادا کرنیکے لئے سوسائٹی مجبور نہین کر سکتی بشرطیکہ خاص حالات کی وجہ سے ان مین دوسرون کے حقوق بہی شامل نہ ہون + ذاتی فرائض یہہ ہین کہ انسان ہمیشہ احتیاط و عاقبت اندیشی سے چلے - پاس عزت کو نہ چھوڑے - اور قوائے عطیہ قدرت کو شگفتہ کرنا ہمیشہ زیر نظر رکھے - ان امور مین کوئی شخص اپنے ابنائے جنس کے آگے جوابدہ نہین کیونکہ ان مین اُسکے ذاتی مفاد و ضرر ہی متصور ہین - ان معاملات کی باز پرس کرنے سے قوم کو کسی طرح کا فائدہ حاصل نہین ہوتا +

جو لوگ اپنے افعال میں ناعاقبت اندیشی ظاہر کرینگے یا پاس عزت
کو ضروری نہ سمجھینگے انکی عزت میں لوگوں کے آگے فرق آئیگا۔ اور جو دوسروں
کے حقوق میں دست اندازی کرینگے ان پر لعن طعن ہوگی۔ یہہ دونوں باتیں
واجب ہیں مگر ان میں بہت فرق ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے افعال سے
ہمیں ناراض کرتا ہی جنکے روکنے کا ہمیں اختیار ہی تو ہماری طبیعت میں ایک
خاص قسم کا جوش پیدا ہوتا ہی اور ہم اس سے ایک خاص طرح کا سلوک کرتے
ہیں۔ اور اگر ہمیں کسی شخص کے ایسے افعال برے معلوم ہوں جنکے روکنے کا
ہمیں اختیار نہیں۔ تو ہماری طبیعت میں اور ہی طرح کا جوش پیدا ہوتا ہے
اور ہمیں اس سے کچھ اور ہی سلوک کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص ایسا فعل
کرے جو ہمیں ناگوار ہو تو ہمیں اختیار ہی کہ ہم اپنی نفرت ظاہر کریں اس
شخص سے کنارہ کش رہیں۔ اور اسکی حرکت کو بہتر نہ دیکھیں۔ لیکن یہہ
مناسب نہیں کہ ہم اسے کسی طرح کی تکلیف پہنچائیں۔ ہمکو یہہ سوچنا چاہیئے
کہ وہ اپنے اعمال کی سزا بھگتتا ہی یا بھگتے گا۔ اگر کوئی اپنے تئیں بدانتظامی
اور اسراف سے رنج و مصیبت میں پھنساتا ہی تو ہمیں مناسب نہیں کہ ہم اسے
اور بھی تکلیف پہنچائیں۔ بجائے اسکے کہ اسے سزا دینی چاہیں۔ ہمیں یہہ
مناسب ہی کہ اسکے فعل کی خرابیاں سمجھا کر اسے ان برائیوں سے بچائیں۔
اور جو رنج و مصیبت وہ سزا کے طور پر بھگتتا ہی۔ اسے کم کریں۔ کسی کو

اُسپر رحم آئے ۔ یا کسی کو نفرت پیدا ہو لیکن اُسپر غصہ کبھی نہین آنا چاہیے +
اِس سے وہ سلوک روا نہین جو سوسائٹی کا انتظام بگاڑنیوالون سے جائز
ہی ۔ اُسکو اپنی بُری حالت مین رہنے دینا اور اُسکی اصلاح کی کوشش نکرنا
یہی اُسکے لئے بڑی مصیبت ہی ۔ اِس سے زیادہ تکلیف پہنچانی انصاف کا
خون کرنا ہی + اگر کسی شخص نے اُن قواعد کو توڑا ہی جو اُسکے ابنائے جنس کی
شخصی اور نوعی حفاظت کے لئے ضروری ہین ۔ تو اس سے اور ہی سلوک
کرنا چاہیے + اُسکے نتائج فعل اُسی کے حال پر متاثر نہین ۔ بلکہ اورون پر بھی
اثر ڈالتے ہین ۔ اور چونکہ سوسائٹی سب کی محافظ ہی اسلیئے واجب ہی کہ وہ
اس سے انتقام لے اور محض بغرض سزا اُسکو کسی طرح کی تکلیف یا رنج پہنچائے
اور خیال رکھے کہ وہ سزا اُسکے جرم کے مقابلہ مین کچھ خفیف نہو + اس حالت
مین وہ شخص بحیثیت مجرم ہماری عدالت مین پیش ہی ۔ اور ہم کو صرف یہی
فیصلہ نہین کرنا ہی کہ آیا وہ مجرم ہی یا نہین ۔ بلکہ اُسکے لئے سزائے مناسب
بھی تجویز کرنی ہی ۔ دوسری حالت مین اُسکو کسی طرح کی تکلیف پہنچانی ہمارا
کام نہین ۔ ہان اگر ہماری آزادی سے جسکی اجازت ہماری طرف سے
اُسکو حاصل ہی ۔ اُسے کسی طرح اتفاقیہ رنج پہنچ جائے تو مضایقہ نہین +

ہم نے افعال انسانی کے دو حصے کئے ہین اور اُن مین فرق بتایا
ہی ۔ ایک وہ جس سے فاعل کی ذات واحد ہی متاثر ہو ۔ اور دوسرا وہ

جسکے نتائج متعدی بغیر ہون - اس سے بہت سے لوگون کو انکار ہوگا +
سوال ہو سکتا ہی کہ یہہ کیونکر ممکن ہی کہ سوسائٹی کے کسی ممبر کا کوئی فعل
دوسرون پر کچھہ بھی اثر پیدا نہ کرے ؟ کوئی متنفر باقی کے سب لوگون سے
علیحدہ نہین ہے ع بنی آدم اعضائے یکدیگر اند + یہہ ناممکن ہی کہ کوئی
شخص اپنی ذات کو مستقل نقصان پہنچائے اور اسکا اثر بہرکیف اُسکے قریب رشتہ دارون
اور متعلقین تک اور بعض اوقات اس سے بھی دور تک نہ پہنچے + اگر کوئی
اپنی جائداد ضایع کرتا ہے - تو وہ اُن لوگون کو نقصان پہنچاتا ہی (جو بالواسطہ
یا بلاواسطہ) اپنی معاش کیلئے اُسکے دست نگر ہین - مزید بران افراد کا
متمول ہونا قوم کا طاقتور ہونا ہی - افراد کے تمول سے قوم مین یہہ مقدرت ہوتی
ہی کہ وہ مصیبت عامہ کے وقت چارہ جوئی کر سکے - پس جو شخص اپنا مال
ضایع کرتا ہی وہ سوسائٹی کو اس فائدہ سے محروم کرتا ہی + اگر کوئی اپنا جسم و
دماغ خراب کرتا ہی تو وہ صرف اپنے وابستگان پر ہی مصیبت نہین ڈالتا
جنکی مسرت اور مرفع الحالی کسی حد تک اُسپر منحصر ہی بلکہ اپنے تئین ان
خدمات کے ناقابل کرتا ہی جن کا بجالانا اپنے ابنائے جنس کے فائدہ کیلئے
اُسپر واجب ہی - وہ بھائی بندون کی سخاوت و شفقت کے لئے بارگران ہوتا
ہی - اگر اس قسم کے لوگ بہت سے ہون تو دنیا مین کسی جرم سے مسرت انسانی کو
اسقدر زیان نہ پہنچے جس قدر کہ ان لوگون کی نادانی اور بے حسیتی سے +

علاوہ بریں اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی شرارت اور بیوقوفی سے
دوسروں کو (براہ راست) رنج نہ پہنچائے تو بہرحال وہ اپنے فعل سے اوروں
کے لئے ایک بری مثال قائم کرتا ہے۔ اس شخص کو روکنے کیلئے مجبور کرنا ان
لوگوں کے فائدہ کے لئے مناسب ہے جن کو اسکے کاموں کا علم یا مشاہدہ
خراب کرتا ہے +

معترض یہہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر برے کاموں کا اثر شریروں اور
بیوقوفوں پر ہی ہوتا ہو تو بھی کیا سوسائٹی کے لیے یہہ واجب ہے کہ ان
لوگوں کو جو اپنے نیک و بد سمجھنے کے لیے بہ نہایت ناقابل ہیں خود مختار رکھے اور
دوسروں کے افعال بد کی مثال سے متاثر ہونے دے؟ اگر بچوں اور نابالغوں
کو اپنے کاموں کے برے نتائج سے بچائے رکھنا مناسب سمجھتے ہیں
تو کیا سوسائٹی کے لئے اسی طرح یہہ واجب نہیں کہ بالغ آدمیوں کو جو خود
اپنی نگرانی کے ویسے ہی ناقابل ہوں اپنی حفاظت میں رکھے؟ اگر قماربازی
شراب خواری۔ بدچلنی بیکاری اور غلاظت سے مسرت انسانی اور ترقی
قوم میں اتنا ہی خلل واقع ہوتا ہے جتنا کہ ان جرائم سے جو قانوناً ممنوع ہیں
تو سوال ہو سکتا ہے کہ ان برائیوں کا انسداد قانون کے ذریعہ سے جہانتک
ممکن ہو کیوں نہ کیا جائے؟ قانون کی غیر مکمل حالت تو ناگزیر ہے۔ قانون
سے تو ہر جگہ کام نہیں لیا جا سکتا اسپر مستزاد کرنے کیلئے رائے جمہور سے کام

لینا چاہیے - یعنے پبلک اپنی اذہن ایسے کامون کی پولیس کی طرح نگران
رہے - تاکہ اُن لوگون کو جو ایسے کام کرین سزا اسے مناسب دیجاوے +
اسپر یہہ اعتراض بھی عاید نہین ہو سکتا کہ حریت طبعی کو روکنا یا اوقات
بسری کے نئے طریقون کے تجربون مین مزاحمات پیدا کرنا بُرا ہی
اس سے صرف اُن کامون [illegible] کا تدارک کیا جاتا ہی جن کا تجربہ
ابتدائے دنیا سے ہوتا آیا ہی [illegible] اور جو کسی
شخص کی خاص حالت [illegible] نہین ہوئے ہین + کسی
اخلاقی یا عقلی مسئلہ کو صحیح یا غلط قرار دینے کے لئے کچھہ عرصہ درکار ہی بعد
اسکے وہ مسئلہ مسلم ہو جاتا ہے - [illegible] یہہ چاہتے ہین کہ ہم مختلف
نسل کے آدمیون کو بار بار اسی [illegible] ہین کہ اُنکے اسلاف
پھنسے ہوئے تھے مبتلا کرنا نہین چاہتے +

مین مانتا ہون کہ اگر کوئی شخص خود اپنے تئین کسی طرح کا ضرر پہنچاتا
ہی تو اُسکے متعلقین پر اُنکے ہمدرد و ہم حال ہونے کے باعث یا اُن کے
مختلف تعلقات کی وجہ سے اثر پہنچتا ہی اور کسی حد تک سوسائٹی پر بھی
اثر پڑتا ہی + اگر کوئی اپنے ذاتی فعل سے کسی ایک یا بہت سے شخصون کے
مقررہ حقوق مین دست اندازی کرتا ہی تو اس کا وہ کام افعال ذاتی کے
حد مین نہین رہتا - اور اسلئے مناسب ہے کہ اُسے جائز طور پر ملامت کیجاوے

مثلاً اگر کوئی شخص اپنی بدچلنی یا اسراف سے اپنا قرض ادا نہیں کرسکتا نہ
اپنے کنبہ کی پرورش کرسکتا ہی اور نہ اُنکی تعلیم کے سامان بہم پہنچا سکتا ہی تو
البتہ وہ ملامت کا مستحق ہی اور اُسے سزا دینی واجب ہی + لیکن یہہ ملامت
اور سزا اسکے اسراف کے لئے نہین ہی بلکہ اسلئے ہی کہ وہ اپنے کنبہ کی پرورش
وغیرہ کا فرض ادا نہین کرسکتا۔ اگر وہ اپنا روپیہ اور جائداد جو کنبہ کے گذارہ
کے لئے ضروری تھا اُن سے لیکر کسی ایسے کام مین صرف کرتا جس کا فائدہ
آخرکار اسے ہی حاصل ہوتا تو بھی وہ قصوروار تھا + جارج بارنول
نامی ایک شخص نے اپنے چچا کو اس غرض سے قتل کیا کہ وہ اپنی معشوقہ کے
لئے کچھہ روپیہ حاصل کرے + لیکن اگر وہ اپنے آپ کو کسی کاروبار مین لگانے کے
لئے یہہ فعل کرتا تو بھی اسکو پھانسی کی سزا دیجاتی + علاوہ برین اگر کوئی شخص
بعض بدعادات اختیار کرنے سے عیال و اطفال کو تکالیف و مصائب مین
پھنساتا ہی تو اسکی بے محبتی و ناشکرگذاری کے صلہ مین طعن و تشنیع اسپر
واجب ہی۔ اور اگر وہ ایسی عادات اختیار کرتا ہے جو فی نفسہ بُری نہین ہین
لیکن اُن لوگوں کو رنج پہنچانے والی ہین جنکے ساتھہ وہ اپنی عمر کاٹتا ہی
یا جنکے آرام و مسرت ذاتی تعلقات کیوجہ سے اسی پر منحصر ہین۔ تو بھی طعن و
ملامت اُسپر روا ہی + جو شخص دوسرون کے مطالب کا لحاظ نہ رکھے یا جسے
دوسرون کی پاس خاطر منظور نہ ہو وہ {بشرطیکہ وہ کسی واجب الادا فرض سے

مجبور نہ ہو یا اپنی ذات خاص کے آرام و آسایش کو بعض وجوہات
کے باعث ترجیح دینے کا مجاز نہ ہو) اپنی اس لاپروائی کے عوض
مین لعن وطعن کا مستحق ہے مگر اُس کو یہہ ملامت اُس کے ذاتی
عیوب کے لئے جو بالواسطہ دوسرون کی حق تلفی کا باعث ہوئے
ہون نہین کیجاتی ۔ بلکہ اسلئے کیجاتی ہی کہ اُس نے ان عیوب کو اس درجہ
تک کیون بڑھنے دیا کہ اُس سے دوسرون کے حقوق کو صدمہ پہنچا + اسیطرح
جو شخص افعال ذاتی سے اپنے تئین پبلک کو بعض مقررہ فرایض کے ادا کرنے
کے ناقابل کر دیتا ہی وہ بھی سوسائٹی کا مجرم ہے + کسی شخص کو مے نوشی کی
عادت کے لئے سزا نہین دینی چاہیے ۔ لیکن ایک سپاہی اگر اپنے ڈیوٹی
کیوقت بد مست رہے تو وہ مستوجب سزا ہو + غرضکہ جب کسی فعل سے ایک
متنفس کو یا پبلک کو صریح نقصان پہنچے ۔ یا نقصان پہنچنے کا صریح اندیشہ ہو
تو اُس فعل کی آزادی نہین دینی چاہیے ۔ اور وہ فعل قانون یا رای جمہور
کے حیطہ اختیار مین آجاتا ہی +

لیکن ان افعال کی نسبت جن کا اثر دوسرون پر مشتبہ ہو جن سے
نہ تو کسی خاص فرض کے ادا کرنے مین کوتاہی واقع ہو اور نہ کسی خاص
شخص کو سوائے فاعل کے کسی طرح کا بین نقصان پہنچے ۔ سوسائٹی کی
مداخلت بیجا ہے ۔ یہہ نقصان اس قسم کا ہے جو سوسائٹی کو آزادی فعل

کے فوائد کے لحاظ سے برداشت کرلینا چاہیئے + اگر بالغ آدمیون کو اُن کی بے احتیاطی کے لئے سزا دیجاتی ہو تو ہمین ہرگز اس فائدہ کے لئے اس سزا کا عمل میں آنا زیادہ تر مناسب ہو بجائے اسکے کہ سوسائٹی کو فائدہ پہنچانے کا بہانہ کیا جاوے اور اس مداخلت کی یہہ وجہ بیان کیجاتے کہ لوگون میں سوسائٹی کو فائدہ پہنچانے کی قابلیت زایل نہ ہونے دینا ہمارا فرض ہے۔ کیونکہ یہہ حق بھی ہرگز میں سوسائٹی کو یہہ حق ہی حاصل نہین کہ وہ اس قسم کے فوائد کی طالب ہو + لیکن مین اس بحث مین یہہ نہین مانتا کہ نالایق افراد کو لائق بنانے اور انکے معمولی معیار کے مطابق معقول کام لینے کا سوسائٹی کے پاس کوئی اور ذریعہ سوائے اسکے نہین کہ جب تک اُنسے کوئی ناشایستہ فعل سرزد نہ ہو سوسائٹی خاموش رہے۔ اور جہان کوئی نامعقول کام ہو۔ وہان ہی قانونی یا اخلاقی* سزا دینے کو طیار ہو جاوے + ہر فرد بشر کی زندگی کے ابتدائی زمانہ مین سوسائٹی کو اسپر ہر طرح کا اختیار حاصل ہے۔ زمانہ طفولیت اور ایام نابالغی مین سوسائٹی کو موقع ملتا ہے کہ اُن لوگون کو اس قابل بنانے کی کوشش کرے کہ اُن سے ہمیشہ معقول کام سرزد ہون۔ آیندہ نسل کے لوگون کی تربیت اور سب باتین موجودہ نسل کے لوگون کے ہاتھ مین ہین + بیشک آجکل کے لوگ آیندہ نسل والون کو دانائے کامل و سعید مطلق نہین بنا سکتے۔ لیکن اسکی وجہ یہہ ہے

فٹ نوٹ * یعنی بذریعہ رائے جمہور + مترجم

ہے ان مین خود نیکی اور دانائی کم ہے + جب کبھی اُنہون نے بعض افراد کو تربیت
سے کامل بنانے کی کوشش کی تو اُنہین کچھہ بہت کامیابی حاصل نہین ہوئی
لیکن تو بھی زمانہ موجودہ کے لوگ اس قابل ہین کہ آیندہ نسل کو تربیت
مجموعی اپنے جیسا یا اپنے سے بھی بہتر بنا دین + اگر سوسائٹی بہت سے افراد
کو اس قسم کی تربیت دے کہ وہ بڑھکر بھی بچے ہی رہین اور اس قابل نہون
کہ اپنے افعال کے دور و دراز بواعث و نتایج کو معقول طور پر ذہن مین لا سکین
تو یہہ سوسائٹی کا اپنا قصور ہے + جس حالت مین کہ قوم کی تعلیم و تربیت سوسائٹی
کے ہاتھہ مین ہے - اور یہہ فائدہ بھی حاصل ہے کہ مسلّمہ اور مستند رایون کا اثر ان
لوگون کے دل پر بہت ہوتا ہے جو خود اپنے لئے نیک و بد نہین سوچ سکتے علاوہ برین
جبکہ ان لوگون سے جو ذاتی عیوب مین گرفتار ہین انکے دوست اور بھائی بند نفرت
بھی کرتے ہین - اور وہ اپنی عادات بد کی سزا بھگتتے جاتے ہین - اور اگر چاہین
تو اپنی اصلاح بھی کر سکتے ہین - تو پھر سوسائٹی کا یہہ دعوی محض بیجا ہے کہ لوگون کے
ذاتی معاملات مین دخل دینا چاہیئے اور اُنہین اپنی اطاعت پر مجبور کرنا چاہیئے -
کیونکہ انصاف یہی چاہتا ہے اور مصلحت بھی اسی مین ہے کہ جن معاملات کے نتایج
ایک شخص نے خود بھگتنے ہون اُنکا فیصلہ اسی کے ہاتھہ مین رہے + لوگون کے
اعمال کو ایک خاص طرز پر لانیکے لئے اچھے اور برے دو طریقے ہین - اور اچھے
طریقون کے عمل مین آنے کی اس سے بڑھکر اور کوئی بات مانع نہین ہے کہ برے

طریقون سے چارہ جوئی کیجائے۔ اگر ان لوگون مین جنکو جبراً عاقبت اندیش
اور پرہیزگار بنانے کی کوشش کیجاتی ہی - اس قسم کا مادہ موجود ہے - جو حُر
بالطبع اور آزادمنش آدمیون کیلئے لازمی ہی - تو وہ اس قید کو فوراً توڑ
ڈالینگے - اور کبھی اسکی پرواہ نہین کرینگے - ایسے شخص یہہ کہینگے کہ لوگون کو
ہمارے معاملات ذاتی مین آزادی فعل روکنے کا وہ اختیار حاصل نہین جو
انہین دوسری حالت مین ہی - یعنے جب ہمارے فعل سے دوسرون کو نقصان
پہنچے + آہستہ آہستہ اس ظلم کا مقابلہ کرنے اور سوسائٹی کی ہدایات کے
عین برعکس چلنے مین لوگ بہادری سمجھنے لگینگے - زمانہ پیوریٹن* مین لوگون
کو نیک چلنی اور پرہیزگاری کیلئے مجبور کیا جاتا تھا نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ اسکے بعد چارلس+ دوم
کے عہد مین بدچلنی و بدمعاشی کا ایک عام رواج ہوگیا - اس سے میرے قول کی تصدیق
ہوتی ہی + یہہ دلیل بھی بیان کی گئی ہے کہ شریر اور عیاش آدمیون کو

فٹ نوٹ * پیوریٹن عیسائی مذہب کے ایک فرقہ کا نام ہے - یہہ لوگ صرف انجیل کی آیتون کو ہی اپنی ہدایات کا ایک مجموعہ سمجھتے ہین - مفسرون کے قول پر نہین چلتے + ابتدا مین یہہ لوگ گانا سننا تماشاگاہون مین جانا یا شان و تجمل کے مختلف طریقہ اختیار کرنا بہت برا سمجھتے تھے + چارلس دوم کے عہد سے پہلے انکا بہت زور رہا - اور انہون نے بہت سے قوانین بھی جاری کرائے جن سے گورنمنٹ لوگون کو اس قسم کے مشاغل سے جنہین یہہ لوگ برا سمجھتے تھے باز رکھ سکتی تھی + مترجم

فٹ نوٹ + چارلس دوم شاہ انگلستان چارلس اول کا جسکو رعایائے انگلستان نے فتوی قتل دیا تھا بیٹا تھا + میل جول مین خلیق تھا - لیکن انتہا درجہ کا عیاش تھا - غیر منکوحہ عورتون سے اُسے بہت سے بچہ ہوئے + مترجم

نزدیک نئے سے بُرے کاموں کی مثال قایم ہوتی ہے - اور سوسائٹی کو اس بُرے اثر سے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے + بیشک بُری مثال قایم کرنے سے نقصان پہنچتا ہے خصوصاً اُس حالت میں کہ جب بُرے فعل سے کسی اور کو ایذا پہنچے - اور بُرائی کرنے والے کو پاداش نہ ملے + مگر ہم یہاں اُن افعال کا ذکر کر رہے ہیں جن سے سوائے فاعل کے اور کسی کو نقصان نہیں پہنچتا - میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بعض لوگوں کی رائے میں ان کاموں کی بری مثال قایم کرنیکا اثر کس لیے بُرا زیادہ ہے اور اچھا کم - کیونکہ اگر اس مثال کے مشاہدہ سے انہیں اس کام کا شوق پیدا ہوتا ہے تو اُسکے بُرے اور تکلیف دہ نتایج بھی ساتھ ہی نظر آتے ہیں - اور ظاہر ہے کہ اگر وہ کام بُرا ہے تو اُس سے بُرے نتایج ضرور پیدا ہونگے +

لیکن بہت بڑی دلیل جس سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے کہ پبلک کو لوگوں کے ذاتی معاملات میں دخل نہیں دینا چاہئے - یہہ ہے کہ جب کبھی اس قسم کے معاملات میں مداخلت ہوتی ہے تو اکثر ناجایز طریقوں سے اور ناواجب موقعوں پر ہوتی ہے + اگرچہ پبلک کی رائے (یعنے پبلک کے حصہ کثیر کی رائے جو اسکی مقدرت کی وجہ سے قابل وقعت سمجھی جائے) اُن فرایض کے مقرر کرنے میں جن کا ادا کرنا دوسروں کے حقوق کے لحاظ سے واجب ہے اکثر غلط ہوتی ہے - مگر بہت سے موقعوں پر صحیح بھی ہوتی ہے - کیونکہ

اُن معاملات مین قانون مقرر کرنے والون کو اپنے مطالب و اغراض کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور یہہ سوچنا پڑتا ہے کہ اگر ایک خاص طرح کے کام جاری رکھے جائین تو اس سے اُن کے حالات پر کیا اثر ہوگا لیکن اُسی حصّہ کثیر کی رائے اگر ذاتی معاملات مین حصّہ قلیل کیلئے قانون کا حکم رکھے۔ تو اُس حالت مین اُس رائے کا غلط ہونا ویسا ہی ممکن ہے جیسا اس کا صحیح ہونا + افراد کے ذاتی معاملات کی نسبت پبلک کی رائے کے یہہ معنے ہین۔ کہ بعض شخصون کی اس امر مین کیا رائے ہے کہ اورون کے لئے کون سی باتین اچھی اور کون سی بُری ہین۔ بلکہ اکثر یہہ مراد بھی نہین ہوتی کیونکہ جن لوگون کے افعال کو وہ قابل ملامت قرار دیتے ہین اُن کے آرام و مسرت کا لحاظ نہین رکھتے صرف اپنے ہی مذاق اور پسند کا خیال رکھتے ہین + ایسے بہت سے ہین جو کسی شخص کے ایسے فعل سے رنجیدہ ہو جاتے ہین جسے وہ پسند نہین کرتے۔ اور یہہ سمجھ لیتے ہین کہ اس نے ہمین رنج پہنچایا۔ چنانچہ جب کسی متعصب شخص پر یہہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ دوسرون کے عقاید کا لحاظ کیون نہین رکھتا اور کس لئے انہین رنج پہنچاتا ہے۔ تو وہ یہہ جواب دیتا ہے کہ اور مذہب والے اپنے اعتقاد مین قایم رہنے اور اپنے ناجایز اور مکروہ طرز عبادت کے

جاری رکھنے سے مجکو رنج پہنچاتے ہین + جس شخص کی آیندہ خاص رائے ہو اُسے اپنی رائے پر قایم رہنے کا جوش ہوتا ہی۔ اور جو شخص اس بات سے ناراض ہوتا ہے کہ دوسرا اپنی رائے پر کیون قایم ہے اُسکی طبیعت مین بھی ایک خاص قسم کا جوش ہے۔ مگر ان دونون مین بہت فرق ہی بلکہ ان مین کچھہ مناسبت ہی نہین۔ ان مین ایسی ہی نسبت ہے جیسے دولتمند کی آرزو اور چور کی خواہش مین پائی جاتی ہے۔ ایک یہہ چاہتا ہی کہ میرا سارا روپیہ میرے پاس ہی رہے اور دوسرے کی یہہ تمنا ہے کہ سارا مال مین لیجاؤن۔ مذاق کو صاحب مذاق سے وہی نسبت ہے جو دولت کو دولتمند سے۔ رائے دولت اور مذاق یہہ تینون اہل الرائے دولتمند اور صاحب مذاق کی ذات واحد سے تعلق رکھتی ہین + تصور مین تو اس قسم کی ایک پبلک کا وجود ممکن ہے جو تمام مشتبہ معاملات مین افراد کی آزادی فعل کا لحاظ رکھے اور صرف انہین کامون سے پرہیز کرائے جو کل زمانہ کے تجربہ سے قابل ترک قرار پائے ہین + مگر اس قسم کا گروہ جس نے اپنے اختیارات نگرانی مین اس بات کا خیال رکھا ہو کس زمانہ مین تھا؟۔ پبلک کب اسقدر تکلیف اٹھاتی ہے۔ کہ تمام زمانہ کے تجربہ کا لحاظ رکھے۔ ذاتی معاملات مین دخل دینے کیوقت سوائے اسکے اور کسی بات کا خیال نہین کیا جاتا کہ عام آدمیون کے خلاف عمل کرنا یا سب سے نرالی آرزوئین رکھنی بہت بری ہین۔ علم اخلاق کے

مصنف اور فلاسفر بھی (دس مین سے نو) اسی معیار کو مختلف پیرایون مین
نوعِ انسان کے روبرو پیش کرتے ہین - اور بیان کرتے ہین کہ یہہ اصول
مذہب اور فلسفہ کی ہدایات کے عین مطابق ہے + ان حکماء کے بموجب
نیکی اور برائی کا معیار یہی ہے کہ جن کامون کے برا ہونے کی ہماری طبیعت
شہادت دے - وہ برے ہین - اور جن کو ہماری طبیعت اچھا کہے وہ نیک
ہین - وہ یہہ کہتے ہین کہ تمام اخلاقی قوانین کیفیات ذہنی کی تفتیش و تحقیق
سے معلوم ہو سکتے ہین - پھر بیچاری پبلک سوائے اسکے کہ ان ہدایات پر عمل
کرے - اور بہت سون کے پسند کرنے یا ناپسند کرنے کو ہی اچھے اور برے
کامون کا معیار قرار دے اور کیا کر سکتی ہے +

جو خرابیان مین نے یہان بیان کی ہین وہ محض خیالی ہی نہین -
شاید ناظرین مجھہ سے یہہ توقع رکھین کہ مین اس زمانہ اور اس ملک کی
پبلک کے ظلم کی مثالین پیش کرون - اور یہہ بیان کرون کہ کن کن باتون
مین پبلک نے محض اپنی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کو دوسرون کے لئے
بمنزلہ قانون مقرر کرنا چاہا + مین اس امر پر بحث کرنا نہین چاہتا - کہ آجکل
کے لوگون نے کن کن باتون کو ناجائز طور پر اصول اخلاقی کے زمرہ مین داخل
کر دیا ہے + یہہ مضمون اس قسم کا نہین کہ اس پر اس جگہ جملہ معترضہ کے
طور پر کچھہ بحث کیجائے - تو بھی نظیرونکا پیش کرنا اسلئے ضروری ہے کہ ان

اصولون کی ضرورت جن کا مین حامی ہون آجکل کے حالات کے لحاظ
سے ثابت ہو اور یہہ معلوم ہو جائے کہ مین کچھہ موہومی نقایص کو دور نہین
کرنا چاہتا - بلکہ اُن برائیون کو رفع کرنا چاہتا ہون جو فی الواقع موجود ہین +
اس امر کی توضیح بہت سی مثالوں سے کچھہ مشکل نہین ہے کہ رائے جمہور
کے اختیارات کو وسیع کرتے جانا یہانتک کہ لوگون کی جایز آزادی مین خلل
آ جائے - انسانی طبیعت کا ایک عام خاصہ ہی +

پہلی مثال - مین - یہہ پیش کرتا ہون کہ لوگ اکثر اُن اشخاص سے
نفرت کرتے ہین - جو اختلاف عقاید مذہبی کی وجہ سے اُن قواعد کی پابندی
نہین کرتے جنکی پیروی انپر اپنے مذہب کے لحاظ سے ضروری ہی - اور خصوصاً
اُن سے جو انکی ممنوعات مذہبی سے کنارہ نہین کرتے + ایک چھوٹی سی
مثال بیان کرتا ہون - مسلمانون کو جتنی نفرت عیسائیون سے اس وجہ
سے ہی کہ وہ لحم خنزیر کھانا روا رکھتے ہین اتنی کراہت انکو اور کسی بات سے
نہین + جتنی نفرت مسلمانون کو لحم خنزیر کھانے سے ہی اتنی کراہت
عیسائیون اور یورپینون کو کسی فعل سے نہین + اول تو یہہ ان کے ہان
مذہباً ممنوع ہی - لیکن مذہبی ممانعت انکی اس انتہا درجہ کی کراہت کا باعث
نہین ہی - کیونکہ شراب بھی تو انکے ہان مذہباً ممنوع ہی - لیکن مے نوشی کو
سب مسلمان برا سمجھتے ہین - اس سے انکو کراہت نہین - برعکس اس کے

لحم خنزیر سے انکو جبلی اور طبعی کراہت ہی + بعض چیزون کے غلیظ ہونے
کا خیال جب ایک دفعہ طبیعت مین بیٹھہ جاتا ہے تو وہ لوگ بھی جو دیکھنے
مین خود ایسے صاف اور ستھرے نہین ہوتے ان چیزون سے کراہت
کرنے لگتے ہین۔ لحم خنزیر سے مسلمانون کا نفرت کرنا بھی ایک ایسی قسم کی
مثال ہی۔ ہندؤون مین مذہب کے رو سے ناپاک (بھرشٹ) ہوجانے
کا خیال بھی اِسی کی ایک اور نظیر ہے + فرض کرو کہ ایک ملک مین
جہان کثرت مسلمانون کی ہو قوم کا حصہ کثیر اِس امر پر مصر ہو۔ کہ کوئی شخص
لحم خنزیر اُس ملک کے مضافات مین بھی نہ کھائے۔ مسلمانون کے
ملک مین یہہ کچھہ نئی بات نہین۔ کیا اِس فعل کا پبلک کی طرف سے
ظہور مین آنا واجب ہی؟ اور اگر نہین تو کیون؟ حقیقت مین لحم خنزیر کا کھانا
ان لوگون کے دلون مین نہایت نفرت پیدا کرتا ہی۔ اور وہ صدق دل
سے مانتے ہین کہ خدا نے یہہ غذا منع کی ہے۔ ہم یہہ بھی نہین کہہ سکتے
کہ پبلک کے اس فعل سے دوسرے مذہب والون پر جبر و تشدد ہوتا ہے
کیونکہ کسی شخص کے مذہب مین سُور کا گوشت کھانا فرض نہین + پس اِس
ممانعت کو اگر ناجایز قرار دیا جاسے تو اسکی وجہ صرف یہہ ہی ہے کہ
کھانا پینا ایک ذاتی معاملہ ہے اور لوگون کے ذاتی معاملات مین
پبلک کو دخل دینے کا کچھہ کام نہین +

وہ کیون جاتے ہین نزدیک کیسا ہی شائستہ ہو - ملک ہسپانیہ مین بہت
سی عورتون کی بہتری رومن کیتھلک طریق کے سوا کسی اور طریقہ سے کوئی
خدا کی نظر مین بہت ناپسندیدہ ہے مگر وہ خیال کرتے ہین - اور ہسپانیہ
مین قانوناً کسی اور طرز عبادت کی اجازت نہین ہے + جنوبی یورپ کے سب لوگ
ان پادریون کو جنکی شادی ہوئی ہو بے ایمان ہی نہین سمجھتے - بلکہ فاسق
بدچلن اور بے حیا خیال کرتے ہین + بلا پروٹسٹنٹ ان لوگون کے اس
سچے جوش کو کیون برا سمجھتے ہین؟ اور جس طرح سے وہ اپنا سچا جوش ان
لوگون کے مجبور کرنے مین جو رومن کیتھلک مذہب کے پیرو ہین ظاہر کیا چاہتے
ہین اسکو وہ کیون ناجائز قرار دیتے ہین؟ - اگر نوع انسان کا ایک دوسرے
کی آزادی پر ان معاملات مین مخل ہونا جن کا کہ دوسرون سے کچھ تعلق
نہین - قرین انصاف ہے - تو پھر ان خاص حالات مین شنیع قرار دینا کس
اصول پر مبنی ہے - پروٹسٹنٹ مذہب والون کی یہہ ارادہ انگریزون کے
مروجہ اصول کے بالکل متناقض نہین تو اور کیا ہے؟ - جس قوم کی یہہ آرزو
ہے کہ ان کامون کو جبراً روکا جاوے - جو خدا اور انسان کی نظر مین مکروہ
ہین - اسکو کون قصوروار ٹھہرا سکتا ہے + ذاتی عیوب کا روکنا اس حالت
سے زیادہ اور کس صورت مین واجب خیال ہو سکتا ہے جب کہ لوگ ان
عیوب کو بداخلاقی تو درکنار فسق و فجور سمجھین + یا تو ہم اس اصول کو تسلیم

تمام طریقہ بند کر دیئے جائین - اور اس مین بہت کامیابی بہی انہین حاصل ہوئی خصوصاً رقص - اور موسیقی کی مجلسون - تماشہ گاہون (تھیٹرون) کو جو لوگون کی تفریح طبع کے لئے ہوتے ہین - توڑ بہی دیا + آجکل ایسے بہت سے گروہ اس ملک مین ہین جن کے مذہبی خیالات کے بموجب یہہ دل بہلاوی کے طریقے بُرے ہین - چونکہ ایسے شخص خصوصاً متوسط درجہ کے لوگون مین پائے جاتے ہین جسکی پولیٹکل اور سوشل معاملات مین آجکل بہت چلتی ہی اسلئے کچھہ ناممکن نہین کہ ان خیالات کے لوگ کسی زمانہ مین پارلیمنٹ مین کثرت سے جمع ہو جائین - پہر باقی کے لوگ ان طریقون سے کیونکر دل بہلائینگے + پہر لوگ یہی چاہینگے کہ پرہیزگار جو ہمین تکلیف پہنچاتے ہین اپنا اپنا کام کرین اور ہمارے معاملات مین دخل نہ دین + جہان گورنمنٹ یا پبلک کا یہہ دعوی ہو کہ لوگ تفریح طبع کے وہ طریقہ عمل مین نہ لائین جنہین ہم برا سمجہتے ہین - وہان اُنکو عام لوگون کی طبیعتون کا خیال کرنا چاہئے اور یہہ سمجہنا چاہئے کہ وہ اپنے دل مین کیا چاہتے ہونگے + لیکن اگر اس اصول کو مان لین کہ سلطنت کو لوگون کی تفریح طبع کے مختلف طریقون مین دخل دینے کا اختیار ہی تو ان معاملات مین قوم کے حصہ کثیر کی رائے کے مطابق دخل دینا قابل اعتراض نہین ہو سکتا - اگر اس قسم کے مذہبی عقاید جنکے رو سے لوگون کو دل بہلانے کے بعض طریقون سے

باز رکھنا مناسب ہے از سر نو رائج ہو جائیں - جیسے اور بہت سے پرانے مذہب نئے سرے سے زندہ ہو گئے تو سب لوگوں کو ان خیالات کے مطابق عمل کرنے کے لیے طیار رہنا چاہیئے - جو انگلینڈ میں کرسچن کومن ولتھ* کے قیام کے لئے ضروری سمجھے جاتے ہیں +

اب ہم ایک اور حالت کا خیال کرتے ہیں جس کا بہ نسبت مندرجہ بالا صورتوں کے زیادہ تر ممکن ہے + سب مانتے ہیں کہ آجکل کے لوگوں کا میلان سوسائٹی کو جمہوری اصول پر قائم کرنے کا ہے خواہ جمہوری انسٹی ٹیوشنوں کا وجود ہو یا نہ ہو + لوگ کہتے ہیں کہ جس ملک میں یہ میلان بوجہ اکمل ظہور پذیر ہے جہاں سوسائٹی اور گورنمنٹ دونوں جمہوری اصول پر ہیں (یعنے اضلاع متحدہ امریکہ میں) وہاں قوم کے حصہ کثیر کے خیالات و جذبات کا افراد پر عجیب اثر ہوتا ہے اور انہیں امیرانہ طرز کی بود و باش جس کی توفیق سب کو نہ ہو بری معلوم ہوتی ہے- اُن کے جذبات و خیالات لوگوں کے لئے صرف زر کے معاملات میں قانون کا حکم رکھتے ہیں + اضلاع متحدہ کے بہت سے حصوں میں جس شخص کی آمدنی

فٹ نوٹ * وہ خیالات یہ ہیں کہ سوسائٹی لوگوں کے ذاتی معاملات میں دخل دینے کی مجاز ہے اور افراد کے ہر قسم کے افعال کی نگرانی سوسائٹی کے ہی اختیار میں ہے لوگوں کے مذہبی اور اخلاقی معاملات سب اُسی کے زیر تسلط ہیں ۱ مترجم

کثیر ہے اُسے کوئی طریقہ صرفِ زر کا ایسا نہیں معلوم ہوتا جس سے عام لوگ ناراض نہ ہوں + اگرچہ ان تمام بیانات میں بہت سا مبالغہ ہوگا۔ اور اصل میں واقعات کی یہہ حالت نہ ہوگی جو ظاہر کی گئی ہے۔ تاہم یہہ سب باتیں خیال میں آسکتی ہیں۔ اور ممکن ہیں۔ بلکہ اُن خیالات کی اشاعت کا لازمی نتیجہ ہیں جس سے سوسائٹی کو جمہوری اصول پر قایم کرنا اور پبلک کو اس امر کا اختیار دینا۔ کہ وہ افراد کو صرفِ زر کے خاص طریقوں کی ہدایت دے مناسب ثابت ہو + اگر ہم فرض کرین کہ لوگون میں سوشلزم* کے اصول کثرت سے پھیل جائین۔ تو قوم کے حصہ کثیر کی رائے مین جائداد کثیر پر قابض ہونا یا دستکاری کے سوائے کسی اور ذریعہ سے روپیہ حاصل کرنا بہت برا خیال کیا جائیگا + اس قسم کی رائین ابھی سے دستکارون کے فرقہ مین پائی جاتی ہین۔ اور اُن لوگون کو جن پر ان رایون کا اثر ہوسکتا ہے (یعنے اس جماعت کے ممبرون کو) بہت صدمہ پہنچاتی ہین + یہہ سب جانتے ہین کہ بُرے کاریگرون کی (جو حرفت وصنعت کی بہت سی

فٹ نوٹ * ۱۸۱۴ء میں رابرٹ اوین نے ایک کتاب لکھی تھی جس مین اُس نے یہہ ظاہر کیا تھا کہ سوسائٹی کے موجودہ اصول بالکل غلط ہیں۔ اور افراد ان اصولوں کی وجہ سے ہمایت حیثیت میں ہیں + اُسکی رائے میں ملک کی تمام جائداد مشترک ہونی چاہئے۔ اور امیروں اور غریبوں کی حالت مین جو فرق ہے وہ بالکل نیست و نابود ہو جانا چاہئے +

مترجم

جماعتوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں) یہہ رائے ہی کہ ہمیں اتنی ہی
مزدوری ملنی چاہئے جتنی کہ اچھے کاریگروں کو ملتی ہی۔ اور کسی شخص کو کسی
حالت میں زیادہ محنت یا عمدہ کاریگری کے عوض میں اُن لوگوں کی
بہ نسبت جن میں یہہ وصف نہیں پائے جاتے زیادہ مزدوری نہیں
ملنی چاہئے + یہہ لوگ اپنی سوسائٹی کے دباؤ سے اور بعض اوقات جبر و
قہر سے اچھے کاریگروں کو اپنے عمدہ کام کے عوض میں زیادہ مزدوری
نہیں لینے دیتے۔ اور نہ مالکوں کو دینے دیتے ہیں + اگر پبلک کو ذاتی
معاملات میں دخل دینے کا اختیار جائز ہے تو میری سمجھہ میں نہیں آتا کہ
یہہ لوگ کس لئے قصوروار ہیں۔ اور کسی شخص کی برادری اسکے ذاتی کاروبار
میں اس قسم کا دخل دینے کیلئے جسکا دعویٰ تمام پبلک بحیثیت مجموعی
کرتی ہے کیوں قصوروار ٹھہرائی جائے +

لیکن ان فرضی معاملات سے قطع نظر کرکے بھی دیکھنے میں آتا
ہے۔ کہ آجکل کے لوگوں کی شخصی آزادی پر بُری طرح سے دست اندازی
کیجاتی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ ناجائز دست اندازیوں کے عمل میں
آنے کا اندیشہ ہی + اس قسم کی رائیں پیش کیجاتی ہیں جن سے سوسائٹی کو
من حیث الجماعت قانون کے ذریعہ سے اُن باتوں کے روکنے کا غیر محدود
اختیار دینا جنہیں یہہ بُرا سمجھتی ہو مناسب ہے۔ اور صرف یہی نہیں بعض

ایسی باتون سے روکنے کا اختیار بھی واجب سمجھا جاتا ہے۔ جنہیں سب سے نقصان مانتے ہین تاکہ سب بے تامل تسلیم کرلین کہ ان باتون کو روکنے کا حق تو سوسائٹی کو ضرور حاصل ہے جو حقیقت مین بُری ہین +

لوگون مین اتقا، و پرہیزگاری پھیلانیکے لئے ایک انگریزی کولونی اور نصف حصہ اضلاع متحدہ مین شراب کے استعمال کی قانوناً ممانعت ہے سوائے اس حالت کے کہ جب دوائی کے طور پر استعمال کیجائے۔ کیونکہ جب فروخت کی ممانعت ہی تو استعمال از خود ہی بند ہو جائیگا + اگرچہ اس قانون کو عمل مین لانیکی دقتون کی وجہ سے اضلاع متحدہ کے بہت سی حصون مین جہان یہہ طریقہ جاری کیا گیا تھا یہہ قانون منسوخ ہوگیا ہے۔ یہانتک کہ اس حصہ مین بھی جسکے نام سے یہہ قانون مشہور ہی۔ تو بھی ہمارے ملک مین بہت سے شخصون نے جو نام کو تو محبان قوم کہلاتے مین اسی قسم کا قانون جاری کرنے کیلئے ہاتھہ پیر مارنے شروع کر دیئے ہین + جو ایسوسی ایشن اس غرض سے قایم کی گئی ہی اُسکو کسی قدر شہرت حاصل ہوگئی ہے اسلئے کہ اُسکے سکرٹری اور انگلستان کے ایک سٹیٹسمین مین جو خط وکتابت ہوئی وہ عام طور پر ظاہر ہوگئی۔ یہہ محب قوم اُن معدودے چند مین سے ہے جن کی رائے مین ایک پولٹیشن کو ہمیشہ ایک اصول پر چلنا چاہیئے۔ میری مراد لارڈ سٹینلی سے ہی۔ اُسکی رایون سے جو ان خطوط مین

درج تھین لوگون کی امیدون کو جو اُسکی قابلیت کے لحاظ سے اُنکے دل مین
پیدا ہوئی تھین تقویت پہنچی اور اُسکے نادر اوصاف ظاہر ہوئے + اُس رسالہ مین جو اس
انسوسی ایشن کی رائین ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے یہہ درج ہی - کہ ہم ان اصولون
کی اشاعت بہت بُری سمجھتے ہین - جن سے تعصب اور تشدد واجب ثابت
ہو - اس مین اس امر کے ثابت کرنے کی بہی کوشش کی گئی ہی - کہ ہماری
انسوسی ایشن کے اصول اور اُن اصولون مین صریح اور بدیہی فرق ہے +
اس مین یہہ بھی بیان کیا گیا ہی - کہ تمام معاملات - جو رائے اور کانشنس سے
علاقہ رکھتے مین ہمارے خیال مین قانون کے اختیار سے باہر ہین -
اور وہ معاملات جو لوگون کے باہمی تعلقات اور برتاؤ سے علاقہ رکھتے
ہین سلطنت کی حیطۂ اختیار مین ہین اور افراد کے اختیار سے باہر ہین -
اگرچہ ان اختیارات کو عمل مین لانا یا نہ لانا گورنمنٹ کی مرضی پر منحصر ہی +
مگر تیسرے قسم کے معاملات کا جو ان دونون سے مختلف ہین کچھہ ذکر ہی
نہین یعنے افعال ذاتی کا جن کا اثر فاعل کی ذات تک ہی محدود رہتا
ہی - چنانچہ شراب پینا اسی قبیل مین سے ہی + شراب بیچنا ایک طرح کی
تجارت ہی - اور تجارت ایک ایسا فعل ہے جسکا اثر سوسائٹی پر پڑتا ہی +
مگر می فروش کی آزادی کو روکنے کی ہم شکایت نہین کرتے - ہمارا اعتراض
اس سوسائٹی کے اصولون پر یہہ ہی - کہ شراب خریدنے والون کی آزادی

پر (دران حالیکہ انکا یہہ فعل افعال ذاتی کی حد مین ہی) کیون دست اندازی
کیجاتی ہے - کیونکہ شراب کو عمداً ناممکن الحصول بنا دینا ایسا ہی ہے جیسا
لوگون کو مے نوشی سے منع کرنا + اس ایسوسی ایشن کا سکرٹری بیان کرتا ہی
کہ "سوسائٹی کے ایک ممبر ہونے کی حیثیت مین مجھے استغاثہ کرنے کا اُس
حالت مین حق حاصل ہی - جب میرے حقوق مدنی کو (یعنے اُن حقوق کو جن کا
ادا کرنا میرے فائدہ کے لئے اورون پر فرض ہی) کسی کے ایسے فعل سے
صدمہ پہنچے جسکے نتایج متعدی بغیر ہون" + ان حقوق مدنی کی توضیح یون
کی گئی ہے - کہ "شراب کی خرید و فروخت کے جاری رہنے سے بے شک
میرے ان حقوق مین دست اندازی ہوتی ہی - سب سے پہلے تو میرے حفظ و
امن مین خلل آتا ہی - کیونکہ اسکے استعمال سے اکثر جھگڑے اور لڑائیان پیدا ہوتی
رہتی ہین - اور سوسائٹی کے امن مین خلل واقع ہوتا ہے + بہت سے شخص
اسکے استعمال سے مفلس ہو جاتے ہین یا روزی کمانے کے قابل نہین رہتے
اور آخر کار اُنکے گزارہ کے لئے ٹیکس دینا پڑتا ہے + شراب فروش یہی
چاہینگے کہ لوگ شراب خوب پئین - یہانتک کہ مفلس ہو جائین - ہمین اُنکے
گذارہ کے لئے روپیہ دینا پڑتا ہی - جو روپیہ ہم اپنی جانفشانی سے کماتے
ہین اُس سے وہ لوگ جو شراب خوری سے مفلس ہو جاتے ہین بغیر ہاتھہ
پاؤن ہلانیکے فائدہ اُٹھاتے ہین اور اس طرح مساوات حقوق قایم

نہین رہتی + جہان مے نوشون کی کثرت ہو وہان لوگون کی جان ہمیشہ
خطرہ مین رہتی ہے۔ اور ہم بے کھٹکہ ہوکر اخلاقی وعقلی ترقی کی طرف متوجہ
نہین ہو سکتے۔ علاوہ برین سوسائٹی کے عام طور پر بدچلن ہونے کا اثر
مجہہ پر بہی ہوتا ہے کیونکہ اپنی سوسائٹی کے لوگون مین ہی میری سرو
نشست و برخاست ہے اور انہین سے مین ہر طرح کی امداد کا مستحق ہون۔
ان باتون سے میری عقلی و اخلاقی ترقی مین نقصان واقع ہوتا ہے اور
حق ترقی مین خلل آتا ہے + حقوق مدنی کا یہہ ایک عجیب مسئلہ ہے اس
قسم کا مسئلہ اس سے پہلے کبھی بہی صاف وصریح الفاظ مین بیان نہین
کیا گیا۔ اسکے معنے سوائے اسکے اور کچھہ نہین کہ سب لوگون کو ہر ایک معاملہ
مین مناسب طور پر عمل کرنیکے لئے مجبور کرنے کا حق ہر ایک کو حاصل ہے
اور جو شخص اس طریقہ سے ذرا بھی منحا وز ہوگا وہ میرے اور ہر ایک کے
حقوق مدنی پر اُن حقوق پر جنکا ادا کرنا میرے فائدہ کے لئے اورون پر
فرض ہے) دست اندازی کریگا اور مین اس حالت مین قانون کے
ذریعہ سے استغاثہ و دادخواہی کا مجاز ہون + ایسے واہیات اور بیہودہ
اصول سے بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ کسی خاص معاملہ مین دست اندازی
کرنے سے اتنا نقصان نہین ہوتا۔ اسکے ماننے سے یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ کوئی فعل مخل آزادی ایسا نہین جو خلاف انصاف ہو۔ اسکے بموجب

کسی شخص کو کسی قسم کی آزادی کا حق سوائے اسکے حاصل نہین کہ ہر ایک
پوشیدہ طور پر خاص رائین رکھے اور کبھی اُنہین ظاہر نہ ہونے دے-
کیونکہ جس وقت کوئی ایسی رائے جسکو مین نقصان مند سمجھتا ہون کسی
کے زبان سے نکلے گی تو میرے اُن حقوق مین جو مجھے اس ابسوسی ایشن
کے رو سے حاصل ہین خلل واقع ہوگا اِس مسئلہ کے بموجب تمام نوع
انسان کو ایک دوسرے کی عقلی اخلاقی اور جسمانی ترقی سے ایک قریب
تعلق ہے- اور ہر ایک کا یہہ حق ہے کہ دوسرون سے اپنے معیار کی بموجب
ان باتون مین ترقی کا طالب ہو +

ایک اور مثال افراد کی جائز آزادی مین نامناسب دست اندازی
کی جسکا صرف اندیشہ ہی نہین بلکہ جو مدت سے عمل مین آچکی ہے
پیش کرتا ہون + میری مراد اس قانون سے ہے جو اتوار کے دن تعطیل
منانے کی نسبت جاری ہے + اس مین کچھہ شبہہ نہین کہ ضروریات
انسانی اگر مانع نہ ہون تو ہفتہ مین ایک دن کاروبار روزمرہ چھوڑ دینا
بہت مفید رسم ہے- اگرچہ یہہ رسم مذہب کے لحاظ سے سوائے یہودیون کے
اور کسی پر فرض نہین + لیکن تاوقتیکہ سب کاریگر اس دن کام نہ
چھوڑ دین اس رسم پر عمل ہونا محال ہے کیونکہ ملک مین ہمیشہ کاریگرون
کے لئے ایک مقررہ مقدار کام کی ہوتی ہے - اگر اتوار کے دن بعض خوشنودی

منائیں اور بعض کام مین مصروف رہین تو خوشروزہ منانے والون کو
اس مقررہ کام کی تہوڑی سی مقدار حصہ مین آئے گی۔ اور جو مصروف
رہینگے وہ زیادہ کما لینگے۔ سب کاریگرون مین کام برابر تقسیم نہ ہوگا۔ کوئی
کاریگر یہہ نہین چاہیگا کہ کوئی شخص مجہہ سے زیادہ کما لے چونکہ بعض شخصون
کے مصروف رہنے سے دوسرون کو بہی ضرورتاً مصروف رہنا پڑتا ہے
اسلئے مناسب ہے۔ کہ قانون سب کے اس قاعدہ پر کاربند ہونے کا ذمہ اٹہا
لے۔ اور ہفتہ مین ایک دن بڑی محنت اور مزدوری کے کام سب چہوڑ دیئے
لیکن اس اصول کے لحاظ سے جسکی اصل بنا یہہ ہے کہ جب تک سب اس قاعدہ
پر عمل نہ کرین کوئی بہی اسپر کاربند نہین ہوسکتا۔ ہم اُن مشاغل سے لوگون کو
باز نہین رکہہ سکتے جنہین وہ اپنی مرضی سے اختیار کرین اور اپنی فرصت کا
وقت اُس مین صرف کرنا چاہین۔ اور نہ اس سے تفریح طبع کے مختلف طریقون
کی قانونی ممانعت کسی حد تک بہی جایز ثابت ہوتی ہے + بے شک بعض
شخصون کی تفریح طبع کے طریقے اس قسم کے ہوتے ہین کہ اُن سے دوسرون
کو ون بہر اپنے کام مین مصروف رہنا پڑتا ہے* اگر انہین تفریح کی اجازت
ہو تو بعض شخصون کو مجبوراً مصروف رہنا پڑے + لیکن اگر اس خیال کو

فٹ نوٹ * مثلاً اتوار کے روز جو لوگ تمریجاً تصویر کہنچانے چلے جاتے ہین۔ وہ بیچارے مصور کو اتوار کا خوشروزہ منانے نہین دیتے۔ اور جو گاڑیون مین سوار ہوکر سیر و تماشا مین مل جاتے ہین وہ گاڑی والون کو دن بہر مصروف رکہتے ہین + مترجم

نظر انداز بھی کریں کہ اس طرح بہت سے شخصوں کو محنت و مشقت کی کاوش
سے آرام ملتا ہے تو بھی جو مسرت انہیں حاصل ہوتی ہے وہ ان لوگوں کی
مشقت کے مقابلہ میں (بشرطیکہ انہوں نے وہ پیشہ خود اپنی مرضی سے
اختیار کیا ہو اور اسکے چھوڑ دینے کی انہیں ہر وقت اجازت ہو) جنہیں
مصروف رہنا پڑتا ہے اگر زیادہ نہیں تو برابر ضرور ہے ۔ کاریگروں کا
یہہ کہنا بجا ہے کہ اگر سب اتوار کے دن کام کریں تو چھہ دن کی مزدوری
کے عوض میں سات دن تک کام کرنا پڑیگا۔ لیکن اگر بڑے بڑے کام
سب بند رہیں اور چند شخصوں کو ہی دوسروں کے تفریح کے خاص طریقہ
اختیار کرنیکی وجہ سے کام کرنا پڑے تو انہیں زاید محنت کے عوض میں اسی
ہی زیادہ مزدوری بھی ملجائیگی ۔ اور اگر وہ فارغ رہنا پسند کریں اور
روپیہ کی چنداں پروا نہ کریں تو انہیں کوئی مجبور بھی نہیں کرتا۔ ایک
اور علاج یہہ بھی ہے کہ ہفتہ میں سواے اتوار کے کوئی اور دن تعطیل کا
ان لوگوں کے لئے مقرر کیا جائے ۔ جو اتوار کے دن ایک کرشمہ وکار
کرتے ہیں ۔ یعنے روپیہ بھی کماتے ہیں اور دوسروں کا دل بھی بہلاتے
ہیں ۔ اتوار کے دن تفریح کی ممانعت کے لئے سوائے اسکے اور کوئی
دلیل نہیں کہ یہہ مذہب کے روسے ناجائز ہے ۔ میری راے میں مذہبی
ممانعت ایک معقول وجہ قانونی ممانعت کی نہیں ۔ مجھے اس بات

کے ماننے مین بہت تامل ہے کہ سوسائٹی یا کارکنان سلطنت پر لوگون سے اُن اعمال کا انتقام لینے کے لئے آسمان سے کوئی حکم نازل ہے جن سے ابنائے جنس کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے لیکن جو انکی رائے کی بموجب خدا مطلق کی نظرون مین گناہ ہون + یہہ خیال کہ دوسرون کو مذہب کا پابند بنانا ہر ایک شخص کا فرض ہی تمام مذہبی تشدد و جبر کی بنیاد تھا۔ اور اگر اسکے صحیح ماننے مین کچھہ عذر نہ ہو تو تشدد و جبر کے وہ طریقہ جو پہلے زمانہ مین اختیار کئے گئے تھے قرین انصاف تھے۔ اتوار کے دن عجائب خانون کو بند رکھنے اور ریل کی آمد و رفت مسدود کرنیکے لئے بارہا لوگ بہت جوش ظاہر کرتے ہین اور اگرچہ ان باتون سے وہ بیرحمی جو گذشتہ زمانہ کے تشدد و جبر سے ظاہر ہوتی تھی نہین پائی جاتی لیکن تو بھی ان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگون کی طبیعت ابھی انہین باتون کی طرف مائل ہے جب لوگ کمر باندھکر اس بات کے پیچھے پڑے ہوئے معلوم ہوتے ہین کہ اپنے ابنائے جنس کو ان کامون کی اجازت نہ دین جو اُنکے مذہب مین ناروا ہون اور ان کے مذہب مین مباح۔ لوگون کا یہہ یقین ہی کہ خدا صرف منکرون ہی کے اعمال سے ناراض نہین ہوتا بلکہ اگر ہم انہین ایذا نہ پہنچائین تو ہم بھی اُس کی نظر مین بے قصور نہین ہین +

انسانی آزادی کو ناچیز سمجھنے کی ایک اور مثال پیش کرنے سے ہم
باز نہیں رہ سکتا۔ یعنے وہ درشت الفاظ جو اس ملک کے اخباروں اور
رسالوں میں مورمنزم* کے عجیب و غریب مذہب کی نسبت دیکھنے میں
آتے ہیں۔ اور جن سے یہہ پایا جاتا ہے کہ لکھنے والے اس مذہب کے
پیروں سے ہر طرح کا تشدد و جبر روا رکھتے ہیں ٭ اس مذہب کا ظہور
واقعات غیر متوقعہ میں سے ہی اور بہت عبرت انگیز ہے۔ جس زمانہ میں اخبارات
کی ایسی کثرت ہو۔ ریلوے اور تار برقی جاری ہوں اس نئے غیر الہامی
مذہب کے ماننے والے جسکی بنا محض دغابازی پر ہی اور جسے اس بات کا
بھی سہارا نہیں ہی کہ بانی مذہب میں کچھہ بھی غیر معمولی اوصاف پائے
جائیں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں موجود ہیں۔ اور ایک فرقہ کی بنا اسی کے
اصولوں پر قایم کی گئی ہے ٭ ان باتوں سے ہم بہت سے نتایج نکال سکتے
ہیں لیکن ان سے ہمیں کچھہ بحث نہیں۔ یہاں ہماری غرض اس بیان
سے یہہ ہی کہ اور مذہبوں کی طرح اس مذہب کے لئے بھی لوگ شہید ہوئے ہیں
اسکے بانی کو اپنی تعلیم و تلقین کے عوض میں عام آدمیوں کے ایک گروہ

فٹ نوٹ * — ایک مذہب کا نام ہے جس کا بانی جو سمتھہ کہلاتا تھا۔ اس مذہب کے عقاید یہہ ہیں کہ خدا ایک جسمانی چیز انسان کی شکل میں ہے۔ انسان کو خدا نے پیدا نہیں کیا بلکہ اسکا وجود ازل سے ہے اور تا ابد رہیگا وغیرہ وغیرہ۔ کثرت ازدواج انکے یہاں جائز ہے ٭

مترجم

نے قتل کر دیا۔ اور اسی طرح اسکے بہت سے پیرون کی جانین تلف ہوئین تابع تینون
جس ملک مین اسکا آغاز ہوا تھا وہان سے انکو بالجبر نکالا گیا۔ اور اب یہی
جبکہ انکا پیچھا کر کے انہین ایک بیابان کے سنسان گوشہ مین نکالدیا ہی۔
اس ملک کے بہت سے لوگ علانیہ بیان کرتے ہین کہ انکے مغلوب کرنے
کیلیے ایک دستہ فوج بھیجنا چاہیے۔ تاکہ وہ ہماری رایون سے اتفاق کرنے پر
مجبور ہون۔ اگر اس تجویز پر عمل کرنے مین کچھہ دقت اور تکلیف نہ ہوتی تو
اس قدر توقف ظہور مین نہ آتا + لوگون مین مخالفت کا جوش جو انہین
مجبور کرتا ہی کہ وہ مذہبی آزادی و رعایت کا کچھہ خیال نہ رکھین اس بات سے
پیدا ہوتا ہے کہ مذہب مورمنایٹ مین کثرت ازدواج روا ہی + اگرچہ
اسکی اجازت مسلمانون۔ ہندون اور چین والون کو بھی ہے لیکن جب ایسے
شخص جو انگریزی بولتے ہون۔ اور ایک طرح کے عیسائی ہونے کا دعوی
رکھتے ہون اس رسم پر عمل کرین تو لوگون کی طبیعت مین بہت جوش پیدا
ہوتا ہی + اس مذہب کے اس قاعدہ سے مجکو اتنی نفرت ہی کہ شاید ہی
کسی اور کو ہوگی۔ کیونکہ یہہ رسم اصول آزادی کے ممد اور معاون تو کیا بلکہ
صریح مخالف ہی + اس سے نوع انسان کے ایک فریق کو بالکل مغلوب کیا جاتا
ہی۔ اور دوسرے کو ان فرایض کے ادا کرنے سے بری کیا جاتا ہی جن کا
واجب الادا ہونا اسلیے مسلم ہے کہ فریق اول اپنی طرف سے انکی خاطر انہین

فرائض کو ادا کرتا ہے + تاہم اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ایک طرح سے کثرت ازدواج کی رسم بھی ویسی ہی ہے جیسے شادی کے اور طریق۔ یعنی اس سے عورتوں کو جنہیں خصوصاً نقصان پہنچتا ہے کتخدا ہونے پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ لوگ اس بات سے بہت حیران نہ ہون۔ کہ عورتین کیسلئے ایسے خاوند سے شادی کرتی ہین جسکی پہلی بیوی موجود ہو۔ میری دانست مین اسکی وجہ یہہ ہے کہ رسوم مروجہ اور عام خیالات نے یہہ بات عورتون کے دلون مین نقش کر دی ہے کہ دنیا مین جو کچھہ ہے شادی ہی ہے کتخدائی ہی انکا غائیت مقصد ہے۔ چنانچہ بہت سی عورتین جنہین کوئی شادی کرنے والا نہین ملتا یہہ سمجھتی ہین کہ بہت سی بیویون والے شوہر کی بیوی ہونا ناکتخدا رہنے سے بہتر ہے + مورمنائیٹ مذہب والے اور ملکون سے اس امر کی التجا نہین کرتے کہ وہ اس قسم کی شادی کو جائز قرار دین یا اپنے ہان کے باشندون کو جو مورمنائیٹ مذہب کی رایون پر عمل کرتے ہون اپنے ہان کے قانونی قیود سے بری کر دین۔ لیکن جب ان بیچارون نے ہماری مخالفت سے تنگ آکر وہ باتین منظور کرلین۔ جو از روی انصاف ہم اُن سے کبھی طلب نہین کر سکتے تھے۔ یعنی جس حالت مین کہ وہ اُس ملک کو چھوڑکر جہان کے لوگون کو اُنکی رائین پسند نہ تھین۔ دنیا کی ایک گوشہ مین جا بسے اور سب سے پہلے اُسے نوعِ انسان کے قابل بود و باش

بنایا۔ تو ہم نہین سمجھتے کہ انہین وہان جس قانون کے ماتحت وہ رہنا چاہین اُسکے ماتحت نہ رہنے دینا (بشرطیکہ وہ کسی دوسری قوم پر کسی طرح کی دست اندازی نہ کرین اور جو اُنکے قوانین کو پسند نہ کرین اُنہین انحراف کی اجازت دین) اگر ظلم نہین تو اور کیا ہے؟ + حال کا ایک مصنف جو بعض معاملات مین بڑا صاحب لیاقت ہی یہہ تجویز پیش کرتا ہی کہ اس فرقہ کے خلاف جو کثرت ازدواج کو روا رکھتا ہے تہذیب کی خاطر جنگ کرنی واجب ہے (جس طرح پچھلے زمانہ مین مذہب کے لئے جہاد کیا جاتا تھا) تاکہ تہذیب کا یہہ تنزل موقوف ہو + بے شک کثرت ازدواج کی رسم کا جاری ہونا تنزل تہذیب کی علامت ہی۔ لیکن میری رائے مین دوسری قومونکو مہذب بننے پر مجبور کرنے کا استحقاق کسی قوم کو حاصل نہین + جب تک کہ وہ لوگ جن پر کسی بُرے قانون سے ظلم ہوتا ہو اور قومون سے مدد کی درخواست نکرین۔ ایک قوم کو دوسری قوم کے اُن قوانین مین جن سے اُسکا کچھہ تعلق نہ ہو دخل دینا ناواجب ہی۔ اسی طرح میری رائے مین بعض رسوم کو (دران حالیکہ اُن رسوم کے برتنے والے جن پر اُنکا اثر پہنچ سکتا ہی خوش ہون۔ اور کسی طرح کی شکایت نہ کرتے ہون) اس دلیل سے بند کرنا نامناسب ہے کہ انکا جاری رہنا ہزارہا میل کے فاصلہ پر رہنے والون کے لئے جن کا اُن سے کچھہ بھی تعلق نہین نفرت انگیز ہے

اگر یہہ لوگ ان رسوم قبیحہ کے خلاف اُن لوگون کو تلقین دینا ہی چاہین تو اُنہین چاہیے کہ وہ واعظ وہان کہین اور جائز طریقون سے اس قسم کی نقصان مند رایون کی ترویج اپنی قوم مین بھی مسدود کرین۔ لیکن یہہ یاد رہے کہ معاونین رائے کو بالجبر خاموش کرانا جائز طریقون مین سے نہین ہے + پرانے زمانہ مین ناشایستگی اور بدتہذیبی دنیا کو گھیرے ہوئے تھی۔ اب تو تہذیب نے بدتہذیبی کو بالکل مغلوب کر لیا ہی۔ اگر یہہ صحیح ہی تو پھر یہہ کہنا کہ ناشایستگی اور بدتہذیبی کے پھر غالب ہوجانیکا اندیشہ ہی محض بیہودہ ہے + اگر تہذیب اپنے زیر کردہ دشمن سے اس طرح مغلوب ہوجاوی۔ تو اُسکی حالت پہلے ہی اتنی نکمی ہوگئی ہوگی کہ نہ اُسکے معاون اور تلقین دینے والے اور کوئی اور اس قابل ہوگا کہ اُسکی مدد کرسکے۔ اور نہ ان مین اتنی ہمت ہوگی کہ اُسکے کام کا ذمہ اُٹھائین۔ اگر یہہ حالت ہی تو جتنی جلدی ایسی تہذیب سے پیچھا چھوٹے اُتنا ہی بہتر ہے۔ ایسی حالت مین تہذیب بالکل منعدم ہوجائیگی + ممکن ہی کہ منعدم ہوجانے کے بعد مستعد مزاج وحشیون کی کوشش سے جیساکہ ممالک مغربی مین ہوا تہذیب ازسرنو زندہ ہوجاے +

تمثیلات

جب تک ان اصولون کی ترویج جن کا ذکر مین نے اس کتاب مین
کیا ہے عوام مین زیادہ وسیع طور پر نہ ہو - اور بہت سے لوگ اُنہین فروعات
پر بحث کرنے کے لئے اپنا اصول قرار نہ دے لین - اخلاقی قوانین اور سلطنت
کے طریقون پر ان سب کا اطلاق کرنا اور یہہ دریافت کرنا کہ کون سے طریقہ
اور کون سے قانون انکے رو سے عمدہ ثابت ہوتے ہین کسی قدر فضول ہے +
فروعات کی نسبت جو خیالات مین اب ظاہر کرنا چاہتا ہون - اُن سے
ان اصولون کی توضیح ہو جائیگی + انکے عمل مین لانے کے دور و دراز
نتایج کو ظاہر کرنا میرا مدعا نہین - مین تمثیلات نہین بیان کرنا چاہتا
ہون بلکہ تمثیلات کے بھی صرف نمونے پیش کیا چاہتا ہون - مین ان
سب معاملات کی تشریح نہین کرونگا - جن پر اُن اصولون کا اطلاق
ہو سکتا ہے - میری تمثیلات سے اُن دو مسایل کا فرق جو اس کتاب مین
مندرج ہین واضح طور پر ظاہر ہو جائیگا - اور انکی حد فاصل ذہن مین

آجائیگی اور اُن معاملات کے فیصلہ مین مدد ملیگی جہان صاف ظاہر نہ ہو
کہ دونون مسایل مین سے کونسا اطلاق پاسکتا ہے +

وہ دو مسایل یہہ ہین۔ کہ **اوّل** تو لوگ اُن افعال کے لئے سوسائٹی
کے آگے جوابدہ نہین ہین جن کا اثر انہین کی ذات پر ہو کیونکہ ان سے
سواے فاعل کے اور کسی کے مطالب و اغراض پیوستہ نہین ہین۔ نصیحت
تلقین۔ و ترغیب یا اگر ضروری ہو تو دوسرون کا اپنے فائدہ کے لئے
اُنکی صحبت سے کنارہ کش ہونا انہین طریقون سے سوسائٹی ازروئے انصاف
اپنا تنفر یا اپنی ناراضگی ان افعال کی نسبت ظاہر کرسکتی ہے جن کا اثر فاعل
کی ذات پر محدود ہو + **دوم**۔ لوگ اُن افعال کے لئے سوسائٹی کے آگے
جوابدہ ہین جن سے دوسرون کے مطالب و اغراض کو نقصان پہنچے۔ اور
اُنکے صلہ مین قانونی سزا یا سوسائٹی کے طعن کے (جیسا سوسائٹی قرین مصلحت
خیال کرے) مستوجب ہین +

اوّل تو یہہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ جس حالت مین اورونکو ایذا
پہنچنے کا اندیشہ ہو سوسائٹی کو ضرور دخل دینا چاہیئے۔ بہت سے حالات مین
یہہ دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص جایز مدعا کو واجب طور پر حاصل کرنے کی
کوشش مین دوسرون کی ایذارسانی یا نقصان دہی کا باعث ہوجاتا ہے
اور مجبور ہوتا ہے کہ انہین ایسے منفعت سے محروم رکھے جس کی انہین معقول

امید ہے + افراد کے مقاصد مین یہہ تخالف اکثر بد رسوم کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے - اور جب تک اِن رسوم کا قیام رہیگا لوگون کے مقاصد کا باہم متضاد ہونا ایک امر ناگزیر ہے - بلکہ بعض نقایص تو اِس قسم کے ہین کہ رسوم کی خواہ کتنی ہی اصلاح ہو وہ موجود ہی رہین گے + جو شخص امتحان مقابلہ مین کامیاب ہوتا ہے یا کسی ایسے فن مین عروج حاصل کرتا ہے جس مین پہلے سے ہی اور بہت سے لوگ اپنی زندگی بسر کرتے ہین وہ دوسرون کے نقصان سے یعنے اُنکی محنت کے ضائع ہونے اور اُنکے مایوس ہونے سے فائدہ اُٹھاتا ہے - وہ آدمیون مین سے جو مدعائے واحد کے لئے ساعی ہون - جو شخص کامیاب ہوتا ہے وہ دوسرے کی ناکامی سے خوش ہوتا ہے - لیکن سب مانتے ہین کہ مقاصد انسانی کے لحاظ سے یہی مناسب ہے کہ سب اپنے اپنے کامون مین لگے رہین اور اِس قسم کے خیالات اُنکے مانع نہ ہون + سوسائٹی نہین تسلیم کرتی کہ امیدواران امتحان کے مقابلہ مین سے ان لوگون کا جو ناکامیاب ہوئے قانوناً یا اخلاقاً کوئی حق اِس قسم کا ہے جسکے رو سے وہ اِس رنج و تکلیف ناگزیر سے بچے رہنے کا دعویٰ کرین - سوسائٹی تو صرف اسی حالت مین اپنی مداخلت جایز سمجھتی ہے جب کوئی شخص ایسے ذریعون سے کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرے - جن کی اجازت بہبودی عام

کے لحاظ سے نہین دیجا سکتی۔ یعنی فریب و دغا یا جبر سے ٭

تجارت ایک اِس قسم کا فعل ہے جس کا اثر صرف تاجر کی ذات پر ہی محدود نہین۔ جو شخص کوئی چیز عام آدمیون مین فروخت کرنی لگتا ہی وہ ایک ایسا فعل کرتا ہے جس کا اثر اورون کے مطالب و اغراض پر اور سوسائٹی پر بالعموم ہوتا ھے۔ پس بلحاظ اصول اسکا یہہ فعل سوسائٹی کے زیر اختیار ہونے کے قابل ہی۔ چنانچہ ایک زمانہ تھا کہ جب گورنمنٹ کا یہہ فرض سمجہا جاتا تھا کہ وہ سب ضروری چیزون کی قیمت مقرر کردے اور ساخت اشیا کی بہی نگران رہے۔ لیکن اب کچھہ وقت کے بعد لوگ ماننے لگے ہین کہ اشیا خریدنی کی ارزانی اور عمدگی صرف اسی طرح سی حاصل ہو سکتی ہی کہ مختلف چیزون کے بنانے والون اور بیچنے والون کو ایک سی آزادی رہے اور مشتری کو بھی یہہ اختیار رہے کہ وہ ایک چیز جہان سے چاہے خرید لے۔ اِسکو آزادانہ تجارت کا مسئلہ کہتے ہین اور اگرچہ اسکی بنیاد شخصی آزادی کے اصول پر نہین جس کا بیان اِس کتاب مین ہوا ہے۔ مگر ایک ویسے ہی مستحکم اصول پر ہے ٭ تجارت پر یا ان چیزون کی پیداوار پر جن سے تجارت کیجائے قیود قایم کرنا آزادی مین خلل انداز ہوتا ھے۔ اور آزادی مین دست اندازی کرنے سے عموماً نقصان ہی ہوتا ھے۔ لیکن یہہ مداخلت افعال انسانی کے اُس حصہ پر کی

جس کا اثر سوسائٹی پر ہوتا ہے - اور اسلئے سوسائٹی دخل دینے کی مجاز ہی +
اگر اس قسم کی دست اندازی ناواجب ہی - تو صرف اسلئے کہ اس سے وہ مدعا
حاصل نہین ہوتا جسکا حاصل کرنا اصل مقصد ہی - جس طرح شخصی آزادی
کے اصول کو آزادانہ تجارت کے مسئلہ سے کچھہ دخل نہین ہی - اسی طرح
ان مباحثون سے بھی اُسکا کچھہ تعلق نہین - جو اس مسئلہ کی حد مناسب مقرر
کرنے کی نسبت پیدا ہوئی ہین - مثلاً یہہ کہ فریب سے اچھی اور گران قیمت
چیزون کو بُری اور ارزان چیزون کے ساتھہ ملا کر بیچنے کی ممانعت کرنے کا
اختیار سوسائٹی کو کہان تک ہی؟ - اور کاریگرون کو جو خطرناک پیشون مین
مصروف ہون صحت جسمانی کا خیال رکھنے پر مجبور کرنا کس حد تک جایز ہی +
اس قسم کے معاملات مین آزادی قایم رکھنے کی نسبت یہہ کہا جا سکتا
ہے کہ لوگون کو اپنی مرضی پر چھوڑ دینا اُنہین مجبور کرنے کی بہ نسبت بہتر
ہے - لیکن اس سے کسی کو انکار نہین کہ ان معاملات مین اصول کی لحاظ
سے سوسائٹی جایز طور پر جبر عمل مین لا سکتی ہی + بمقابلہ اسکے بعض حالات
مین تجارت مین دخل دینا آزادی مین ناجایز خلل ڈالنا ہی جیسی کہ مین[1]

فٹ نوٹ [1] مین امریکا کے ایک صوبہ کا نام ہے جہان ۱۸۵۱ء مین ایک
قانون موسومہ بہ مین لا اس غرض سے جاری کیا گیا تہا کہ کوئی منشی چیز فروخت
ہونے پاوے + مترجم

کا جاری کرنا جس کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ یا جین مین افیون لیجانے کی ممانعت سمیات کے فروخت کی بندش ۔غرضیکہ وہ تمام معاملات جن مین مداخلت سے یہہ مقصود ہو کہ کوئی شخص ایک خاص چیز نہ خرید سکے یا مشکل سے خرید سکے اس قسم کے معاملات مین مداخلت کرنے پر اسلئے اعتراض نہین کیا جاتا کہ بایع کی آزادی پر دست اندازی ہوتی ہی۔ بلکہ اس بنا پر کیا جاتا ہے کہ مشتری کی آزادی کو کیون روکا جاتا ہے +

فروخت سمیات کے مسئلہ سے ایک نیا سوال پیدا ہوتا ہی یعنے یہہ کہ پولیس کے اختیارات کی حد مناسب کیا ہے۔ ارتکاب جرایم یا وقوع حادثات کے روکنے کے لیے لوگون کی آزادی پر کس حد تک دست اندازی کیجا سکتی ہی؟ اس مین کچھہ کلام نہین کہ جیسے مجرمونکا پتا لگانا اور اُنکو سزا دینا گورنمنٹ کا فرض ہی۔ ویسے ہی ارتکاب جرایم کے روکنے کی احتیاط سلطنت پر لازم ہی۔ مگر مجرمون کی سزادہی کے اختیار کا ناجایز طور پر عمل مین آنے اور اس سے لوگون کی آزادی مین دست اندازی ہونے کا چندان اندیشہ نہین۔ تدارک انسداد جرایم کے اختیار سے اس قسم کا بہت اندیشہ ہے۔ کیونکہ بہت سے فعل جن کی جایز آزادی لوگون کو حاصل ہے ایسے ہین جن کو کسی نہ کسی طرح سے ارتکاب جرایم کا وسیلہ یا ذریعہ قرار دیسکتے ہین + تاہم اگر ایک سرکاری افسر یا کوئی اور شخص کسی کو ارتکاب جرم کی تیاری

کرتے ہوئے دیکھے تو اُسکا یہہ فرض نہین ہی - کہ جبتک جرم نہ کیا جاے وہ خاموش رہے - بلکہ اُسکا اِس امر مین دخل دینا جایز ہے + اگر سمیات ہلاک کرنے کے کسی اور مطلب کے لئے سمیات کی ضرورت نہ ہوتی تو ان کے بنانے اور فروخت کرنے کی ممانعت کُلی جائز ہوتی لیکن آنکی ضرورت کبھی صرف ایسے ہی کامون کے لئے نہین ہوتی جن سے کسی کو نقصان نہ پہنچے بلکہ فائدہ مند کامون کے لئے بھی وہ اکثر استعمال مین آتی ہین - اور قیود مقرر کرنے کا اثر دونون حالتون پر ہوتا ہے + علاوہ برین حوادثات کے وقوع کو روکنا بھی سلطنت کا ایک فرض مناسب ہے - اگر کوئی سرکاری افسر یا کوئی اور شخص کسی کو ٹوٹے ہوئے پل پر سے عبور کرتا ہوا دیکھے اور اُسی اِس خطرہ سے آگاہ کرنے کا وقت بھی نہ ملے تو اُسے اختیار ہے کہ وہ اُس شخص کو پکڑ کر زبردستی سے پیچھے ہٹا دے - اس سے اُس شخص کی آزادی مین کوئی خلل واقع نہین ہوتا کیونکہ آزادی اُس فعل کی ہونی چاہیے جسکی آرزو ایک شخص کو ہو - وہ شخص دریا مین ڈوبنا نہین چاہتا + تاہم جس حالت مین کہ نقصان کا یقین کامل نہو بلکہ اندیشہ ہی ہو تو فاعل کے سوائے کوئی اور شخص اِس امر کا فیصلہ نہین کرسکتا کہ آیا اُسے اپنے تئین خطرہ مین ڈالنا چاہیئے یا نہین - اِسلئے میری دانست مین ایسے موقعون پر اُسے خطرہ سے صرف آگاہ کردینا ہی کافی ہے - خطرہ مین ڈالنے سے جبراً روکنا صرف

اُسی حالت مین جایز ہے جب وہ شخص بچہ ہے یا پاگل ہے۔ یا اِس قسم کے ہوش سے مغلوب ہے۔ کہ اپنی عقل سے کام نہین لے سکتا + اِسی قسم کے بیانات کے لحاظ سے جب ہم درخت سمیات کے معاملہ پر غور کرینگے تو ہمین معلوم ہو جائیگا کہ اِس معاملہ مین کون شیوہ کا مقرر کرنا ہمارے اصول کے مطابق واجب ہے اور کن کا قایم کرنا نا واجب ہے۔ مثلاً حفظ ما تقدم کے لئے عطارون کو اس امر پر مجبور کرنا مناسب ہے کہ وہ زہریلی دوائون پر پرچیان لگا رکھین جس سے خریدارون کو یہہ معلوم ہو جائے کہ یہہ سمیات کی قسم مین سے ہے۔ اِس سے اُنکی جایز آزادی مین کوئی خلل نہین آتا۔ کیونکہ کسی حالت مین مشتری کی یہہ آرزو نہین ہو سکتی کہ وہ شی مفوضہ کے زہریلے خواص سے آگاہ نہ ہو۔ لیکن اگر ہم یہہ چاہین کہ مشتری ہر موقعہ پر کسی طبیب کا سارٹیفکٹ لے آئے تو اس سے بعض اوقات جایز کامون کے لئے بھی اُس شے کا حاصل کرنا ناممکن ہوگا۔ اور ہمیشہ خریدنے والے کو زیادہ خرچ کا متحمل ہونا پڑیگا + میری دانست مین اُن لوگون کی آزادی مین جنھین سمیات بُرے کامون کے سوا اور مطالب کے لئے درکار ہون خلل ڈالنے کے بغیر ارتکاب جرائم کے انسداد کا صرف یہی طریقہ ہے کہ اِس قسم کے معاملات مین بنتہم کی اصطلاح کے بموجب "شہادت مقررہ سابقہ" کے بہم پہنچانے کا تدارک کیا جائے + معاہدون مین تو اِس قسم کی شہادت

کی ہمیشہ ضرورت ہوتی ہی اور ہر ایک اس سے بخوبی واقف ہی جب کوئی معاہدہ کیا جائے تو مناسب ہے کہ فریقین کو اُسکے پورا کرنے پر مجبور کرنے کے لئے بعض باتین عمل مین لانی قانوناً لازمی ہون - جیسے دستخط کرنا گواہی ڈلوانی وغیرہ وغیرہ - تاکہ بعد مین اگر کچھ تنازعہ ہو تو اس امر کے ثابت کرنیکے لئے شہادت بہم پہنچ سکے کہ معاہدہ کیا گیا تہا اور صورت حالات اس قسم کی نہ تھی جس سے عہد نامہ قانوناً ناجائز قرار پائے - اسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ فرضی معاہدون کے عمل مین آنے یا ایسی حالات مین معاہدہ کئے جانے مین جنکے ظاہر ہونے سے عہد نامہ قانوناً ناجائز ہو جائے مزاحمت پیدا ہو جاتی ہے + اُن اشیا کی فروخت مین جو ارتکاب جرم کا ذریعہ ہو سکین اسی قسم کی احتیاط عمل مین لانے پر مجبور کرنا واجب ہی - مثلاً بائع کو یہہ چاہئے کہ وہ ایک رجسٹر مین خرید کا ٹھیک وقت مشتری کا نام - پتہ - اُس شی کا ٹھیک مقدار - اور قسم - درج کر لے - اور یہہ پوچھ لے کہ وہ زہریلی چیز کس مطلب کے لئے چاہتا ہے - اور سوال کا جواب بھی لکھ لے - اگر کسی حکیم کا نسخہ پیش نہ کیا جاسے تو ایک تیسرے شخص کی گواہی لکھوا لے تاکہ اگر بعد مین یہہ معلوم ہو کہ اُس چیز کو ناجائز مطالب کے لئے استعمال لیا گیا - تو مشتری کو قایل کرنا ممکن ہو + اس قسم کے قواعد سے شی کے خریدنے مین تو عموماً کچھ دقت نہ ہوگی لیکن اُسکو ناجائز کامون کے لئے مخفی طور پر بغیر ماخوذ ہونیکے استعمال کرنا مشکل ہو جائے گا +

اس مسلہ کی کوئی حد ہونی چاہیئے کہ لوگون کی ذاتی بدچلنی مین مداخلت
ناجائز ہے۔ اور انکار روکنا یا اُنکے صلہ مین سزا دینا جایز نہین۔ کیونکہ
حفظ ماتقدم کے طور پر انسداد جرایم کا تدارک کرنا سوسائٹی پر واجب ہے +
یون تو شراب خوری سے باز رکھنے کے لئے قانونی مداخلت جایز نہین
لیکن میری دانست مین اُس شخص کی نسبت بعض قیود مقرر کرنا جو حالت
بدستی مین دوسرون پر تشدد کرنے کا مجرم ہو چکا ہو عین مناسب ہے + اگر
وہ ایک بار سے زیادہ حالت سرشاری مین دیکھا جائے تو اُسے سزاے شدید
ملنی چاہیئے جو شخص حالت بدستی مین دوسرون کو ایذا پہنچاتا ہے اُس کا
نشہ پینا ایک اس قسم کا فعل ہے جس سے دوسرون کا نقصان ہوتا ہے +
اسی طرح سے بیکار رہنے کی قانوناً سزا دینا سوائے اُس حالت کے کہ جب
ایک شخص لوگون کی خیرات پر زندگی بسر کرتا ہو یا بیکار رہنے سے کسی قسم
کی عہدشکنی کا مجرم ہو ظلم ہے + اگر کوئی اپنی بیکاری سے یا ایسے باعث
سے جس کا رفع کرنا ممکن ہو اُن فرائض کے ادا کرنے سے قاصر ہو جو دوسرون
کے فائدہ کے لئے اُسپر واجب الادا ہین۔ مثلاً اپنے بال بچون کی پرورش
نہ کرسکے۔ تو اُسے اُن فرائض کے ادا کرنیکے لئے محنت کرنے پر مجبور کرنا (بشرطیکہ
کوئی اور طریقہ اس قسم کا نہ ہو جس سے کہ اُسے اپنے فرائض کے ادا کرنے پر
مائل کیا جائے) ظلم نہین +

ایسے بہت سے افعال بھی ہین جن سے فاعل ہی کے نقصان پہنچتا ہی -
اور جنکو مخفی طور پر کرنے کی قانوناً ممانعت بھی نہین - مگر انہین کامون کو اگر
کوئی شخص سب کے سامنے کھلے طور پر کرے تو خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے -
مثلاً اس قسم کے فحش کام جن سے فاعل کی بے شرمی و بے حیائی ثابت
ہو - انکی سزا واجب ہی کیونکہ ان سے دوسرون پر بھی اثر ہوتا ہے + انکے
کچھ خیالات ظاہر کرنے کی ضرورت نہین - کیونکہ انکا ہمارے مضمون سے
ایک بعید تعلق ہی - علاوہ برین بعض فعل جو فی نفسہ بُرے نہین ہین -
جن سے نہ فاعل اور نہ کسی اور کا نقصان متصور ہے اس قسم کے بھی ہین کہ
اُنکو سب کے سامنے کرنا ناجایز ہے +

ایک اور سوال ہے جس کا جواب ہمین اصول متذکرہ کے مطابق دینا
چاہئیے - افعال ذاتی مین سے بُرے کامونکی نسبت (جنکا روکنا یا جنکے
صلہ مین سزا دینا اسلئے ناواجب ہی کہ ان سے صرف فاعل ہی کو نقصان
پہنچتا ہے - اور جن مین مداخلت کرنی آزادی کے لحاظ سے مناسب نہین)
یہہ سوال پیدا ہوتا ہے - کہ جب ایک خاص فعل کی فاعل کو جایز طور پر آزادی
حاصل ہے تو کیا دوسرون کو بھی اس امر کی اجازت حاصل ہونی چاہئیے
کہ وہ لوگون کو اس فعل کی ترغیب دین ؟ اس سوال کا جواب کچھ آسان
نہین ہی - جو شخص دوسرے کو ایک خاص فعل کی ترغیب دیتا ہے اُسکا

یہہ فعل ایسا نہین جس کا اثر صرف اُسی کی ذات پر محدود ہو۔ ترغیب دینا
یا نصیحت کرنی یہہ ایسے فعل ہین جن کے اثر متعدی بہ غیر ہین اور اسلئے
یہہ افعال سوسائٹی کے زیر اختیار ہونے چاہئین۔ لیکن تھوڑے غور سے
ہمین معلوم ہوگا کہ اگرچہ اس قسم کے معاملات شخصی آزادی کی حد مین نہین
آتے تاہم جن دلائل پر شخصی آزادی کا اصول قایم ہے انہین کے لحاظ سے
ان معاملات مین آزادی دینا بھی واجب ہی۔ اگر ذاتی معاملات مین ہر ایک
کو یہہ اجازت ہو کہ وہ جو مناسب سمجھے کرے اور خود نفع و نقصان کا متحمل ہو
تو ہر ایک کو اس امر کی بھی آزادی ہونی چاہئیے کہ وہ اپنے ساتھیون سے
اسی قسم کے معاملات مین مشورہ بھی کر لے۔ ایک دوسرے کی رائین سُنے
کسی کو کچھ صلاح دے کسی سے کچھ مشورہ لے + جب ہمین یہہ اجازت
ہے کہ ہم ایک خاص فعل کرین تو ہمین یہہ بھی اختیار ہونا چاہئیے کہ ہم دوسرون
کو اُس کام کے کرنے کی صلاح دے سکین + لیکن دقت اُس حالت مین
ہے۔ کہ جب صلاح دینے والا اپنی نصیحت سے ذاتی فائدہ اُٹھائے اور
جس فعل کو سوسائٹی اور سلطنت بُرا سمجھتی ہے اُسکو لوگون مین پھیلانے سے
معیشت یا اور کسی طرح کا مفاد ذاتی حاصل کرے۔ پھر بے شک اس معاملہ
کی ایک نئی اور پیچیدہ صورت ہو جائیگی۔ پھر ہم کو غور کرنا ہوگا کہ اگر ایسے
شخصون کو آزادی دیجائے تو ایک فرقہ قایم ہو جائے گا۔ جن کی مطالب و

اغراض ان امور کے نقیض ہونگے - جو باعث بہبودی عام سمجھے جاتے
ہین۔ اور جن کی معاش ایسے کامون پر ہی منحصر ہے - جنہین صلاح وفلاح
عام کا برہم زن کہنا چاہیئے + سوال یہہ ہے کہ اس حالت مین سوسائٹی
کو دخل دینا چاہیئے یا نہین - مثلاً زناکاری و قماربازی کی اجازت تو
لوگون کو ہونی چاہیئے - لیکن کیا لوگون کو اتنی آزادی بھی ہونی چاہیئے
کہ وہ قماربازی یا زناکاری کے لیئے ایک مکان مقرر کرین - اور لوگون
کو اُس مین جمع کرین + جن دو اصولون کا ہم نے اس کتاب مین ذکر کیا ہے
اُن مین سے دونون کا اطلاق اس معاملہ پر کسی حدتک ہوسکتا ہی - دونون
پہلوؤن پر دلائیل پیش کیجاسکتی ہین + آزادی کے حق مین یہہ دلیل
بیان ہوسکتی ہی کہ جو فعل اصل مین جرم نہین ہی - اُسکو ذریعہ حصول معاش
بنانا یا اُس سے ذاتی فائدہ حاصل کرنا اُسے جرم نہین بنا دیتا - اگر ایک خاص
حالت مین کسی فعل کی اجازت یا ممانعت ہی تو سب حالتون مین اُسکی اجازت
یا ممانعت ہونی چاہیئے + علاوہ برین اگر وہ اصول جن کے ثابت کرنے
کے لیئے ہم نے اسقدر خامہ فرسائی کی ہی صحیح ہین تو سوسائٹی کو (من حیث الجماعت)
یہہ اختیار نہین کہ وہ افعال ذاتی مین سے کسی فعل کو جسکے نتایج فاعل
تک ہی محدود رہتے ہون قطعی طور پر مذموم قرار دے - جن باتون کو وہ بُرا سمجھے اُن
سے باز رکھنے کے لیے ترغیب دینے کی وہ مجاز ہے - لیکن اس فعل پر

آمادہ کرنے کے لئے ترغیب دینا ویسا ہی ہے جیسا اس کام سے باز رکھنے
کے لئے ورغلانا + سوسائٹی کی رائے مین زناکاری و قماربازی کے
نتایج برے ہین - اگرچہ انکا اثر صرف فاعل پر ہی ہوتا ہے تاہم سوسائٹی
کو اختیار ہے کہ وہ لوگون کو ان کامون سے بچے رہنے کے لئے ترغیب دے
لیکن ویسی اور ونکو بھی اجازت چاہیے کہ وہ لوگون کو ان کامون مین پھنسے
رہنے کے لئے ورغلائین + برخلاف اسکے لوگ یہہ کہہ سکتے ہین کہ اگرچہ
سوسائٹی یا گورنمنٹ اس امر کی مجاز نہین کہ تعزیر سزا یا تدارک انسداد جرم
کے لئے حکماً اس امر کا فیصلہ کردے کہ افعال ذاتی ہین سے یہہ کام اچھے
ہین - اور یہہ برے - تاہم سوسائٹی کو اختیار ہے کہ وہ بعض افعال کے
نیک و بد ہونے کو مشتبہ سمجھے + اسکے تسلیم کرنے کے بعد ہم سمجھہ سکتے ہین
کہ اگر سلطنت یا سوسائٹی لوگون کو ایسے شخصون کی تحریک و ترغیب سے بچانے
کی کوشش کرے جن کے صلاح و مشورہ بے غرضانہ نہین ہوسکتے (جنکے
ذاتی مطالب و اغراض ایک ایسے کام کی اعانت سے حاصل ہوتے ہین جسے
سلطنت تو برا سمجھتی ہے لیکن جسے وہ علانیہ طور پر ذاتی اغراض کے لئے
ترقی دینا چاہتے ہین) تو برا نہین ہے + یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ سوسائٹی
کے اس انتظام سے کسی طرح کا نقصان متصور نہین - کہ لوگ جہان تک ممکن ہو
ہوا اپنی مرضی سے اور اپنے سبد ... بعض باتون کو پسند یا

ناپسند کرین - خواہ اُس مین اُنکی دانائی پائی جاسئے یا بیوقوفی - اور حتی الوسع ان پر خود غرض صلاح کارون کے بہکانے کا اثر نہ ہونے پائے ۔ اسلیئے گو وہ قوانین جو بعض قسم کی کھیلون کے ممانعت کے لیئے جاری کیئے جائین ناجائز ہین اور اگرچہ سب لوگون کو اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے گھر مین یا اپنے دوستون کے گھر مین یا کسی ایسی جگہ مین جو اُنھون نے اپنے چندہ سے مقرر کی ہو - اور جہان صرف ممبرونکو یا اُن کے دوستون کو ہی آنے کی اجازت ہو جو آ کھیلین - تاہم قمار خانون کے کھولنے کی اجازت جس مین عام لوگ بلا روک ٹوک آسکین نہین ہونی چاہیئے ۔ یہہ سچ ہی کہ اس قسم کی ممانعت سے کچھہ اثر پیدا نہین ہوتا اور افسران پولیس کو خواہ کتنے ہی ظالمانہ و جابرانہ اختیارات دیئے جائین قمار خانے کئی بہانون سے رکھے جاتے ہین لیکن قماربازونکو اس بات پر مجبور کرنا کچھہ مشکل نہین - کہ وہ اپنے سب کاروبار پوشیدہ طور پر جاری رکھین - تاکہ کسی کو سوائے اُن لوگون کے جو ایسے مقامات کے متلاشی ہون اس معاملہ کی خبر ہی نہ ہو اس سے زیادہ سوسائٹی کی غرض نہین ہونی چاہیئے ۔ یہہ دلایل جو مین نے ابھی بیان کیئے ہین بہت معقول ہین - پھر بھی مجھے اس بات کے تسلیم کرنے مین تامل ہے کہ آیا ان دلایل سے معین کو سزا دینا اور مجرم کو رہا کر دینا مبنی بر انصاف ثابت ہوتا ہے یا نہین - یعنے کٹنون کو جرمانہ

کرنا یا قید کرنا اور رزالی سے باز پرس نہ کرنی ممار باز کو سزا نہ دینی لیکن اس شخص کو جو قمار خانہ رکھے مستوجب سزا قرار دینا مناسب ہے یا نہین +

خرید و فروخت کے معاملات مین انہین دلائل کے رو سے دخل اندازی کرنی نامناسب ہے - ممکن ہر کہ جو چیز خریدی جائے یا بیچی جائے اعتدال سے زیادہ لوگون کے استعمال مین آے - اور بیچنے والون کا اسی مین فائدہ ہی کہ لوگون کو اس افراط کی جانب مائل کرین - لیکن اس دلیل سے (مین لا) کا مفید ہونا ثابت نہین ہو سکتا - کیونکہ اگرچہ شراب فروشون کا اس مین فائدہ ہے کہ لوگ شراب کو بُرے طور سے اور حد اعتدال سے زیادہ استعمال مین لائین - تاہم شراب کے جایز استعمال کے لئے مے فروشونکا ہونا ضروری ہے + اس مین کچھ شبہ نہین کہ اتقا و پرہیزگاری کے دور کرنے اور مے خوری کے پھیلانے مین شراب فروشونکا فائدہ ہے - اور اسیلئے سلطنت مجاز ہی کہ بعض قیود مقرر کرے اور مے فروشون سے ضمانتین طلب کری لیکن سوائے اس دلیل کے جو ابھی بیان کی گئی کسی اور بنا پر ان لوگون کے لئے بعض قیود مقرر کرنی یا ان سے ضمانت طلب کرنی اُنکی جایز آزادی پر دست اندازی کرنی ہے -

ایک اور سوال یہ ہی کہ جس حالتمین سلطنت اُن افعال کی اجازت دیتی ہے جنہین صرف یہ فاعل کے حق مین ہی نہایت مُضر سمجھتی ہے -

تو یہہ مناسب ہی یا نہین کہ لوگون کو اُنہین کامون سے باز رکہنے کے لئے کسی نہ کسی طرح کنایتاً ممانعت کرے - مثلاً یہہ مناسب ہی یا نہین کہ شراب زیادہ گران کردی جاسئے یا شراب خانون کی تعداد محدود کرنے سے شراب کی خرید مین دقت پیدا کی جاسئے - اس سوال کا جواب مختلف امور کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہی - مسکرات پر اس غرض سے محصول لگانا کہ ہر ایک آسانی سے شراب نہ خرید سکے کسی حد تک ایسا ہی ہے جیسا کہ فروخت منشیات کی ممانعت کُلّی کر دینا - یہہ دونون ایک ہی اُصول پر مبنی ہین - اگر فرق ہی تو صرف اتنا کہ حالت اوّل مین اتنی سخت بندش نہین جتنی کہ دوسری حالت مین ہی - پس ظاہر ہی کہ اگر صورت اوّل قرین انصاف ہو سکتی ہی تو صورت دوم بھی جایز ہے ورنہ دونون نہین - قیمت گران کر دینی اُن لوگون کو خریدنے سے منع کرنا ہی جن کی آمدنی اتنی نہین کہ اُس گران نرخ پر وہ خرید سکین اور جنکی حیثیت اس قابل ہے اُن پر ایک خاص قسم کے مذاق کے لئے تاوان مقرر کرنا ہے - آمدنی مین سے خرچ ضروریات کو وضع کرنے کے بعد جو باقی رہے اُسکو جس طرح جی چاہے صرف کرنا انسان کا ایک ذاتی معاملہ ہی - تفریح کا خاص طریقہ اختیار کرنا بھی ایک ایسا معاملہ ہے جس سے دوسرون پر کسی طرح کا اثر نہین پہنچتا - اِن باتون کا فیصلہ

افراد کی عقل و فکر پر ہی موقوف رکھنا چاہیئے + ان خیالات سی بادی النظر
یہہ معلوم ہوگا کہ ترقی محاصل کیلیئے بھی مسکرات پر ہی خصوصیت کے ساتھہ محصول
لگانا ناجایز ہے۔لیکن یہہ یاد رہے کہ ترقی آمدنی سلطنت کے لئے محصول
لگانا ایک امر ناگزیر ہے + بہت سے ملکون مین یہہ ضروری ہی کہ بہت سا
روپیہ صریحاً محصول کے طور سے وصول نہ ہو بلکہ خزانہ مین اس طرح سے
داخل ہو کہ لوگون کو کچھہ معلوم ہی نہ ہو + پس اشیاء کے استعمال پر
تاوان مقرر کر دینا سلطنت کے لئے لازم و لابد ہے۔جس کا نتیجہ یہہ
ہوگا کہ بعض شخص ان اشیاء کو بالکل استعمال نہ کرسکین گے + اس لیئے
محصول لگانے سے پہلے یہہ سوچ لینا واجب ہی کہ کن چیزون کی لوگون
کو سب سے کم ضرورت ہے۔اور اُن چیزون پر محصول لگانا جن کا حد اعتدال
سے زیادہ استعمال کرنا حقیقت مین مضر ہو اور بھی بہتر ہے۔پس مسکرات
پر اس حد تک محصول لگانا کہ جو سلطنت کے زیادہ سے زیادہ اخراجات کے
لئے کافی ہو روا ہی نہین بلکہ نہایت مناسب ہی +

اس سوال کا جواب کہ ان اشیاء کی فروخت کے لئے چند شخص
ہی مقرر ہونی چاہئین جن کے سوا کسی اور کو بیچنے کا اختیار نہ ہو۔کئی
طرح سے دیا جا سکتا ہی کیونکہ یہہ قید مختلف اغراض سے مقرر کی جا سکتی
ہی + سب مقامات جہان عوام کی آمد و رفت ہو زیر حفاظت پولیس

افراد کی عقل و فکر پر ہی موقوف رکھنا چاہئے + ان خیالات سی بادی النظر
یہہ معلوم ہوگا کہ ترقی حاصل کیلیئے بھی مسکرات پر ہی خصوصیت کے ساتہہ محصول
لگانا ناجائز ھے۔لیکن یہہ یاد رہے کہ ترقی آمدنی سلطنت کے لئی محصول
لگانا ایک امر ناگزیر ہی + بہت سے ملکون مین یہہ ضروری ہی کہ بہت سا
روپیہ صریحاً محصول کے طور سے وصول نہ ہو بلکہ خزانہ مین اس طرح سے
داخل ہو کہ لوگون کو کچھہ معلوم ہی نہ ہو + پس اشیاء کے استعمال پر
تاوان مقرر کر دینا سلطنت کے لئے لازم و لابد ہے۔جس کا نتیجہ یہہ
ہوگا کہ بعض شخص ان اشیاء کو بالکل استعمال نہ کرسکین گے + اس لیئے
محصول لگانے سے پہلے یہہ سوچ لینا واجب ہی کہ کن چیزون کی لوگون
کو سب سے کم ضرورت ہے۔اور ان چیزون پر محصول لگانا جن کا حد اعتدال
سے زیادہ استعمال کرنا حقیقت مین مضر ہو اور بھی بہتر ھے۔پس مسکرات
پر اس حد تک محصول لگانا کہ جو سلطنت کے زیادہ سے زیادہ اخراجات کے
لئے کافی ہو روا ہی نہین بلکہ نہایت مناسب ہی +

اس سوال کا جواب کہ ان اشیاء کی فروخت کے لئی چند شخص
ہی مقرر ہونی چاہئین جن کے سوا کسی اور کو بیچنے کا اختیار نہ ہو۔کئی
طرح سے دیا جاسکتا ہی کیونکہ یہہ قید مختلف اغراض سے مقرر کی جاسکتی
ہی + سب مقامات جہان عوام کی آمد و رفت ہو زیر حفاظت پولیس

ایسا سلوک ہو جیسا کہ بچوں سے ہوتا ہے اور سوسائٹی اُنہین آیندہ حقوق آزادی کے مستحق بنانے کے لئے اپنی زیر نگرانی رکھے۔ اور اس غرض سے کہ اُن مین نیک و بد کی تمیز پیدا ہو بُرے کاموں سے بچاتی رہے۔ کسی آزاد ملک مین بھی مزدوروں اور محنتوروں کی جماعت سے اس اصول پر سلوک کرنے کا دعوی نہین کیا جاتا اور جب تک کہ اُنہین آزاد بنانے اور اُن پر آزادانہ طور پر حکومت کرنے کی تمام کوششین عمل مین نہ آجائین اور یہہ ثابت نہ ہو جائے کہ اُن پر اسی طرح کی حکومت ہو سکتی ہی جیسے بچون پر اس وقت تک کوئی شخص جو آزادی کی قدر کرتا ہے اُن سے اس قسم کا سلوک جاری رکھنا پسند نہ کریگا۔ اس پچھلی بات کے بیان سے ہی معلوم ہو گا کہ یہہ خیال کرنا بالکل لغو اور فضول ہے کہ کبھی کسی حالت مین بھی محکوموں کو آزاد بنانے اور اُن پر آزادانہ طور سے حکومت کرنے کی سب کوششین عمل مین آچکی ہین۔ شراب کے معاملہ مین قواعد مذکورہ بالا سے زیادہ قیود مقرر کرنی شخصی حکومت مین (جس کی غرض لوگون کی حالت کو سدھارنا ہو) روا رکھی جا سکتی ہین۔ ہمارے ملک کا آزادانہ طرز حکومت اِن اختیارات کے عمل مین لانے کی اجازت نہین دیتا جنکے ذریعہ سے لوگون کو اِن قیود کا خیال رکھنے پر مجبور کرنا اور اُنہین ایک طرح کی اخلاقی تعلیم دینا ممکن ہو اس

قسم کے قواعد مقرر کرنے کا خیال یہہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے ہان کے مروجہ
قانون مین بہت سی متناقض باتین پائی جاتی ہین آزادانہ طرز حکومت
مین لوگ شخصی حکومت کے بہت سے اصول پھیلانا چاہتے ہین جس
مضمون کے ابتدائی حصہ مین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ ذاتی معاملات مین
جن کا اثر دوسرون پر نہ ہو شخصی آزادی روا رکھنے سے یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ اگر چند افراد اس قسم کے معاملات مین جن کا اثر صرف اُنہین تک محدود
ہو بعض کامون کے کرنے کا اتفاق کرلین تو جایز ہے + اگر سب لوگونکا
ارادہ جنہون نے اتفاق کیا ہے قایم رہے تو کچھہ دقت نہین ہی لیکن
چونکہ اُنکا ارادہ اُن معاملات مین بھی جن مین صرف اُنہین کی ذات کا
تعلق ہو بدل سکتا ہے - اسلئے واجب ہی کہ وہ پہلے سے ایک عہدنامہ
کرلین - جب عہدنامہ ہو جائے تو یہہ مناسب ہی کہ عموماً وہ سب اپنے
عہد پر قایم رہین + لیکن ہر ایک ملک کے قانون مین اس قاعدہ کے
بعض مستثنیات بھی ہین - صرف اس قسم کے معاہدہ ہی منع نہین ہین
جن سے ایک تیسرے شخص کے حقوق مین خلل آتا ہو - بلکہ بعض اوقات
شرائط عہدنامہ کا متعاہدین کے ہی حق مین مضر ہونا انہین اپنا عہد
پورا کرنے سے بری الذمہ کر دیتا ہے + مثلاً ہمارے ملک مین اور
بہت سے مہذب ملکون مین وہ عہدنامہ جس سے ایک شخص اپنے آپ کو

غلام کے طور پر بیچ دے یا کسی شخص کو اس امر کا اختیار دے کہ وہ جب
چاہے اُسے بیچ دے۔ ناجائز ہے۔ متعاہدین کو اُسکے پورا کرنے کے
لئے نہ تو قانون اور نہ رائے جمہور مجبور کرتی ہے + اپنی زندگی کو برضائے
خود دوسرے کے ہاتھ مین بیچ دینے کے اختیار کو ناجائز قرار دینے کی
وجہ صاف ظاہر ہے + جو کام ایک شخص اپنی رضامندی سے کرے۔
(بشرطیکہ اُس سے دوسرون کو ایذا نہ پہنچے) اُس مین دخل نہ دینے کی
وجہ یہہ ہے کہ اُس شخص کی آزادی کا خیال رکھنا مناسب ہے۔ ایک شخص
کا برضائے خود کسی فعل کو پسند کرنا اِس امر کا ثبوت ہی کہ وہ اُس فعل
کا خواہشمند ہی۔ یا بہرحال اُسے وہ فعل ناگوار نہین + اُسکو اجازت دینی
کہ وہ اُس کام کو جس طرح چاہے کرلے۔ اسی مین اُسکا فائدہ ہے +
لیکن اپنے تئین بیچ دینے سے وہ آزادی سے دست بردار ہوتا ہے۔
اور سوائے اپنے تئین بیچ دینے کے اور سب معاملات مین آزادی فعل
سے محروم ہوتا ہے۔ پس وہ اس حالت مین اُس مدعا کو نظرانداز کرتا
ہے۔ جس کے لحاظ سے اُسکو خودمختاری دیجاتی ہے یعنی وہ آزاد نہین
رہتا + لوگون کو اِس غرض سے آزادی دینا کہ وہ اپنے آپ کو برضائے خود
جس حالت مین چاہین رکھین۔ بہت سی دلیلون سے مناسب ثابت
ہوتا ہے۔ لیکن اپنے تئین رضامندی سے غلام بنادینے کا اختیار

دینا انہین دلایل سے نا واجب ثابت ہوتا ہی۔ اصول آزادی یہہ نہین چاہتا
کہ کسی شخص کو آزاد نہ رہنے کی آزادی دیجائے۔ آزادی سے دست بردار
ہونے کی اجازت دینا آزادی دینا نہین ہے ✦ ان دلایل کا اطلاق
جن کی صحت غلامی کے مسئلہ مین اس قدر صریح و صاف ہو اور بہت سی
باتون پر بہی ہوسکتا ہے۔ انہین دلایل کے روسے ہم یہہ
کہہ سکتے ہین۔ کہ کوئی معاہدہ اس قسم کا نہین ہونا چاہئے۔ جسکی پابندی
متعاہدین پر تمام عمر کے لئے لازمی ہو۔ لیکن انسانی زندگی کی ضروریات کے
لحاظ سے ہمین بعض اوقات آزادی سے دست بردار ہونا تو نہین مگر
آزادی کی خاص حدود منظور کرنی پڑتی ہین ✦ اسلئے ان دلایل کے
اطلاق کی جو ابہی بیان کی گئی ہین ایک حد مقرر ہے ✦ مگر اُس اصول
کے روسے جسکے بموجب ذاتی معاملات مین (جن کا اثر دوسرون پر
نہ ہوتا ہو) اتفاق کرنے والون کو ہر طرح کی آزادئی فعل دینا روا ہے۔
یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ اُن لوگون کو جنہون نے ذاتی معاملات مین
باہمی معاہدہ کرلیا ہے اختیار رہے کہ وہ اپنے ساتہیون مین سے
ہر ایک کو شرایط عہدنامہ کے پورا کرنے سے بری کردین ✦ علاوہ اسکے
کہ متعاہدین اپنی مرضی سے ایک دوسرے کو بری الذمہ کردینے کے
مجاز ہین کوئی عہدنامہ اس قسم کا نہین (سوائے اُنکے جو روپیہ یا جائداد

کے بارہ میں ہون) جس میں متعاہدین کو نہ اپنا عہد نامہ کے واپس
لے لینے کا اختیار دینا مناسب نہ ہو + مسٹر ن ولھم وان همبولٹ
اپنے اُس عمدہ مضمون میں جس میں سے میں تھوڑا سا اخذ کر چکا ہوں
یہہ راۓ بیان کرتے ہیں کہ اُن معاہدون کا پورا کرنا جن سے ایک شخص
اپنے تئین خاص قسم کے ذاتی تعلقات میں پھنساۓ یا خاص قسم کی
خدمات بجالانا منظور کرے محدود و مقررہ میعاد سے بڑھکر لازمی نہیں
ہونا چاہیئے + اور اس قسم کے اُس ضروری معاہدہ کے انفساخ کو لئے
جسے شادی کہتے ہیں اور جسکی خصوصیت یہہ ہی کہ اگر فریقین باہم خوش
نہ ہون تو اُس معاہدہ کا اصل مدعا ہی سلب ہو جاتا ہے صرف یہہ ہی
ضروری ہونا چاہیئے کہ فریقین میں سے کوئی اُس معاہدہ سے اپنے تئین
بری کرنے کی خواہش کھُلے طور پر ظاہر کردے + تعلقات کتخدائی
کا مضمون اس قدر ضروری اور پیچیدہ ہی کہ اسپر ایک جملہ معترضہ کے
طور پر بحث نہیں ہوسکتی اور میں اسپر صرف اُسی حد تک اپنا خیال ظاہر
کرونگا جہان تک کہ اصول زیر بحث کی توضیح کے لئے ضروری ہی +
مسٹر همبولٹ کا مضمون مختصر اور عام طور کا تھا اسلئے اُس نے اسی پر
اکتفا کی کہ مقدمات پر بحث کئے بغیر صرف اپنا نتیجہ ہی ظاہر کردے۔
ورنہ وہ بے شک تسلیم کرتا کہ اس سوال کا ایسی سادہ دلیلون سے ہی

فیصلہ کر دینا جن کا بیان اُس نے کیا ہے مناسب نہین + جب ایک شخص اپنے وعدون سے یا برتاؤ سے دوسرے کو اِس امر پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اُس سے خاص قسم کی امیدین رکھے اور اُن امیدون کے بھروسہ پر ایک خاص طرح کی زندگی اختیار کرے تو اُس شخص پر فریق ثانی کے حق مین نئے فرائض کا ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ بعض اِس قسم کے امور کا پیدا ہو جانا ممکن ہے جنکے لحاظ سے اُن فرائض کو نظر انداز کرنا مناسب معلوم ہو۔ تاہم اُنکا بالکل خیال نہ رکھنا کسی حالت مین جائز نہین سمجھا جا سکتا + علاوہ برین اگر متعاہدین کے باہمی تعلق سے اِس قسم کے نتایج پیدا ہو جامین جنکا اثر ایک فریق ثالث پر بھی ہو۔ اگر اُس تعلق سے فریق ثالث کی ایک خاص حالت ہو گئی ہو یا بحالت شادی فریق ثالث کا وجود ظہور مین آجائے تو متعاہدین کی طرف سے فریق ثالث کے فائدہ کیلیئے بعض فرائض کا ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے + متعاہدین کے تعلق باہمی کے قایم رہنے یا ٹوٹ جانے سے اُن فرائض کے ادا کرنے پر یا بہر حال اُنکے ایک خاص طور سے ادا کرنے پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے + اِس سے یہہ نتیجہ نہین نکلتا (اور نہ مین تسلیم کرتا ہون) کہ فریق نارضامند کو خواہ کتنی ہی تکلیف ہو اِن فرائض کے لحاظ سے معاہدہ کا قایم رکھنا اور شرائط معہودہ کا پورا کرنا ہر حالت مین واجب ہے۔ لیکن اِس مین کچھ شبہ نہین

کہ عہد نامہ کو توڑ دینے سے پہلے ان سب باتون پر غور کرلینی ضروری ہے
وان ھمبولٹ کی یہہ رائے ہے کہ ان باتون کے لحاظ سے شرائط عہد نامہ
کے واپس لے لینے کی آزادی مین قانوناً کچھہ فرق نہیں آنا چاہئے
میری بھی یہہ رائے ہے کہ طلاق دینے کی لوگون کو قانوناً ویسی ہی اجازت
رہے جیسی کہ اب ہے۔ اور ان باتون سے جو اوپر بیان کی گئی ہین کچھہ
بہت فرق نہ آئے لیکن میری دانست مین امور مذکورہ بالا کی نظر انداز
کرنے مین اخلاقاً [illegible] یعنے [illegible] ایسے امور [illegible] احمد [illegible]
ہر ایک کے لئے اس قسم کے فعل پر آمادہ ہونے سے پہلے جس سے دوسرون
کے مطالب و اغراض پر اپنا اثر پہنچے ان تمام باتون کا خیال کرلینا واجب
ہے۔ اور اگر کوئی شخص انکا پورا لحاظ نہین رکھتا تو قوانین اخلاقی کے
لحاظ سے اس بے انصافی کا جوابدہ ہے + مین نے یہہ باتین بہ[illegible]
غرض سے بیان کی ہین کہ عام اصول آزادی کی اچھی طرح سے توضیح ہو
اسلئے نہین کہ انکا بیان اس خاص سوال کے فیصلہ کے لئے ضروری ہو جسمین
بالعموم اس طرح سے بحث کیجاتی ہے کہ گویا بچون کی بہبودی اور مسرت
کا خیال رکھنا ہر طرح سے ضروری ہے اور بالغ آدمیون کی مسرت کا خیال
کچھہ بھی ضروری نہین +

مین پہلے بیان کرچکا ہون کہ چونکہ کوئی عام اصول مسلمہ موجود

نہین ہے - اسلئے عموماً دیکھا جاتا ہے کہ آزادی ایسے موقعون پر جہان
نہین دینی چاہیے دیجاتی ہے - اور جہان دینی چاہیئے نہین دیجاتی
آجکل یورپ مین جن معاملات کو جایز آزادی کا محل سمجھا جاتا ہو اور
جن مین لوگون کی مداخلت بہت ناگوار ہے - انہین مین آزادی دینا
میری راے مین بالکل نامناسب ہے + ایک شخص اپنے ذاتی معاملات
مین جو چاہے کرے - لیکن جب وہ کسی دوسرے کیطرف سے کوئی کام کرتا ہو
تو اسکا یہہ عذر پیش کرنا کہ اسکا کام میری ہی مرضی ہے ذاتی قسم کی آزادی
کا لحاظ ہونا چاہیے جو ذاتی معاملات سے متعلق ہے - واجب نہین +
اگرچہ سلطنت کو ہر ایک کے ذاتی معاملات مین ملکی آزادی قایم رکھنے
کا لحاظ رکھنا چاہیئے لیکن جس حالت مین کسی کو دوسرون پر اختیارات
دیے جائین تو سلطنت کیلئے لازم ہے کہ وہ انکی خود نگران رہے اور
اختیارات کو ناجایز طور پر عمل مین نہ آنے دے - خانگی معاملات مین
جو اختیارات ایک شخص کو دوسرے پر حاصل ہوتے ہین انکی نگرانی
سب سے زیادہ ضروری ہے - کیونکہ انہین معاملات کے حسن انتظام پر
مسرت انسانی بہت منحصر ہے + لیکن ان مین گورنمنٹ کچھہ مداخلت
نہین کرتی - جتنا جبر جو چاہے کرے + بیجا بر انہ اختیارات خاوندون
کو اپنی بیویون پر حاصل ہین اسپر ہم کچھہ لکھنا نہین چاہتے کیونکہ ان

نقائص کا یہی علاج ہے۔ کہ بیویون کے حقوق باقی سب لوگون کے مساوی کئے جائین اور قانون اُنکی محافظت بھی اُسی طرح سے کرے جس طرح اورون کی کرتا ہے۔ اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہین۔ علاوہ برین جبکہ اس جبر و ظلم کے حامی صاف کہتے ہین کہ ہم اس بے انصافی کی حمایت کچھہ اپنی آزادی قایم رکھنے کے لئے نہین کرتے بلکہ اپنا تحکم و جبر بحال رکھنے کے لئے۔ تو اس بارہ مین بہت خامہ فرسائی فضول ہے + جس قسم کا سلوک والدین کا بچون سے روا رکھا جاتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آزادی کے اصولون کو نہ سمجھنے سے سلطنت اپنے واجب فرائض ادا نہین کرسکتی + والدین کو ان اختیارات مین جو اُنہین بچون پر حاصل ہین لوگون کی مداخلت اسقدر ناگوار ہے۔ کہ گویا اولاد حقیقت مین والدین کا جزو بدن ہی ہے۔ اپنے ذاتی معاملات مین بھی لوگون کی دست اندازی اتنی ناگوار نہین۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ لوگ آزادی کی اتنی قدر نہین کرتے جتنی تحکم و جبر کی۔ خود آزاد رہنا اتنا نہین چاہتے جتنا دوسرون پر حکومت کرنا + تعلیم ہی کی مثال لے لو۔ یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ رعایا کو ایک خاص درجہ تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے مجبور کرنا سلطنت کا فرض ہے۔ مگر ہر ایک اس دعوی کے بیان کرنے یا تسلیم کرنے سے ڈرتا ہے + اس سے کسی کو انکار نہین کہ والدین کا (اور آجکل کے قانون و

رواج کے بموجب باپ کا) بہت بڑا فرض یہہ ہے کہ ایک شخص کو عدم سے وجود مین لانے کے بعد۔ اُسے اس قسم کی تعلیم دین کہ جس سے وہ اپنا کام دنیا مین بخوبی چلا سکے اور ان فرائض سے سبکدوش ہوسکے جو دوسرون کے فائدہ کے لئی اسپر واجب الادا ہین + لیکن جس حالت مین سب بالاتفاق مانتے ہین کہ تعلیم دینا باپ کا فرض ہی اس ملک مین کوئی بہی یہہ سُننا نہین چاہتا کہ باپ کو اس فرض کے ادا کرنے کے لئی مجبور کرنا چاہیے + چہ جائے کہ اُسے مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت مین کوشش کرے اور اخراجات کا خود متحمل ہو۔ مفت کی تعلیم سے فائدہ اُٹھانا بہی اسی کی مرضی پر موقوف کیا جاتا ہے + اب تک لوگ اس بات کو نہین مانتے کہ اگر کوئی شخص اولاد کی پرورش اور خصوصاً تعلیم و تربیت کی سامان بہم نہین پہنچا سکتا۔ تو اُسکا صاحب اولاد بننا ایک اخلاقی جرم ہی۔ جس سے بچہ کا اور سوسائٹی کا نقصان ہوتا ہے + اور اگر والدین تعلیم و تربیت کا فرض ادا نہ کرین۔ تو سلطنت کے لئی واجب ہی کہ جہان تک ممکن ہو وہ اُنہین ذاتی مصارف سے ان فرائض کے ادا کرنے پر مجبور کرے +

اگر ہم یہہ تسلیم کر لین کہ تمام رعایا کو تعلیم و تربیت کے لئی مجبور کرنے کا اختیار گورنمنٹ کو ہی تو اس امر کے فیصلہ مین کچھہ دقت پیش نہ آئیگی کہ وہ تعلیم کس طرح کی ہو اور کس طریقے سے دیجائے + آجکل ان

فروعات پر بڑے جوش سے بحث ہوتی ہے۔ اور اس مین رائے دینے والون
کے کئی فریق ہین۔ جو محنت و وقت اشاعت تعلیم مین صرف ہونا چاہیے
وہ ان فضول باتون مین ضایع ہوتا ہے + اگر گورنمنٹ ارادہ کرے کہ
ہر ایک بچہ کو تحصیل تعلیم پر مجبور کیا جائے تو یہہ ضروری نہین کہ وہ ایک
خاص قسم کی تعلیم کے سامان بہی مہیا کر دے + یہہ اختیار والدین کو ہی
دینا چاہیے۔ کہ بچون کو کس جگہ اور کس طرح تعلیم دیجائے۔ گورنمنٹ کی
طرف سے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ غریب بچون کی تعلیم کی فیس ادائے
کرنے مین مدد ملے۔ اور یتیمون اور مفلسون کے تمام اخراجات مہیا ہو جائین
بے شک گورنمنٹ کا اپنی مرضی کے مطابق سب کو خاص طرح کی تعلیم
دینا خالی از اعتراض نہین۔ لیکن جو معقول اعتراض گورنمنٹ کی طرف
سے طرز تعلیم کی ہدایت کی نسبت ہو سکتا ہی وہ اس امر پر عاید نہین
ہوتا کہ گورنمنٹ لوگون کو کسی نہ کسی طرح کی تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کرے
ان دونون باتون مین بہت فرق ہے + مین اس بات کا بہت
مخالف ہون کہ قوم کی تعلیم کا ایک حصہ کثیر سلطنت کے ہاتھہ مین ہو
یعنے جس طرح کی تعلیم سلطنت چاہے اُنکو دے۔ جن دلایل سے یہہ ثابت
ہوتا ہے کہ حریت طبعی تخالف رائے و اختلاف اوضاع و اطوار کا قیام
ضروری ہے۔ انہین سے تعلیم کے مختلف طریقون کا جاری رہنا بھی

ضروری ثابت ہوتا ہے + سلطنت کا اپنی مرضی کے موافق ایک خاص
طرح کی تعلیم دینا لوگون کے اوضاع و اطوار کو ایک ہی سانچے مین ڈھالنے
کا ذریعہ ہے - اور چونکہ گورنمنٹ لوگون کو اُس سانچے مین ڈہلنا چاہیگی
جو سلطنت کے زورآور حصہ کو منظور ہو (وہ زورآور حصہ خواہ ایک مطلق العنان
پادشاہ پر ہی محدود ہو خواہ پادریون کے فرقہ یا رئیسون اور دولتمندون
کی جماعت یا نسل موجودہ کے گروہ کثیر پر مشتمل ہو) - تو جس قدر گورنمنٹ
اپنی کوشش مین کامیاب ہوگی اُسی قدر لوگون کے دلون پر ایک قسم کا
تحکم قایم ہو جائے گا - جس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ آہستہ آہستہ اُن لوگون پر
بحالت انحراف وگریز جبر کرنا قانوناً بہی جایز ہو جائیگا + اگر ایک خاص
طریقہ تعلیم جس کی ترمیم و تنسیخ گورنمنٹ کے اختیار مین ہو جاری ہو - تو
اس سے یہہ غرض ہونی چاہیئے کہ کئی طریقون مین سے اِس ایک کا بھی
تجربہ کیا جائے - اور اگر باقی کے سب طریقے ناقص ہون تو یہہ طریقہ
جو گورنمنٹ کی طرف سے جاری ہے لوگون کے لئے ایک نمونہ و معیار کے
طور پر ہو - تاکہ اورون کو اُسکی پیروی کا موقعہ ملے - البتہ وہ سوسائٹی اس
قاعدہ سے مستثنیٰ ہے جس کی حالت ایسی پست ہو کہ جب تک گورنمنٹ
خود تعلیم کا ذمہ نہ اُٹھائے وہ ازخود نہ تو مدرسہ قایم کر سکے اور نہ اُنکے
قایم کرنے پر آمادہ ہو - اس حالت مین البتہ گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ

مدرسوان اور یونیورسٹیون کا کام اپنے ذمہ لے۔ کیونکہ تعلیم سے محروم رکھنے کی نسبت سلطنت کا اپنی مرضی سے خاص طرح کی تعلیم دینا بہتر ہی۔ اسی طرح سے حرفت و صنعت یا تجارت کے کارخانہ قایم کرنے کا ذمہ اُٹھانا ایسے ملکون مین جہان لوگ خود اُن کامون کو اپنی اولوالعزمی سے نہ کر سکین گورنمنٹ کے لئے واجب ہی + لیکن اگر کسی ملک مین ایسے شخصون کی کافی تعداد موجود ہے جو زیر نگرانی گورنمنٹ تعلیم کے سامان بہم پہنچا سکتے ہین تو وہی شخص اس قابل ہونگے کہ وہ خود گورنمنٹ کی مدد یا نگرانی کے بغیر قوم کی ضروریات کے مطابق تعلیم دین جس حالت مین گورنمنٹ یہہ قانون جاری کردے کہ سب کے لئے تعلیم حاصل کرنا لازمی ہے۔ اور مفلسون اور غریبون کے لئے اخراجات تعلیم اپنے پاس سے دے۔ تو اُن لوگون کو جو قومی تعلیم کا ذمہ اُٹھاینگے اخراجات ضروری کے لئے کافی روپیہ بہم پہنچ جائیگا۔ اور بہت سے لوگ اس قسم کے مل جائینگے جو قومی تعلیم کا بیڑا اُٹھا سکین +

قانون کے ذریعہ سے سب لوگون کو تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کرنے کا ذریعہ صرف یہی ہے۔ کہ سب بچون کے لئے چند امتحانات مقرر کئے جائین جن مین وہ چھوٹی عمر سے شامل ہونے لگین + ہر ایک بچہ کا ایک خاص عمر مین اس غرض سے امتحان لیا جائے

کہ آیا وہ لکھہ پڑھہ سکتا ہے یا نہیں - اگر کوئی بچہ لکھہ پڑھہ نہ سکے تو
باپ پر بشرطیکہ وہ ایک معقول عذر پیش نہ کرسکے کسی قدر جرمانہ کیا جائے
اور اگر ضرورت ہو تو وہ جرمانہ اُس کی مزدوری سے وصول کیا جائے
اور بچہ کو باپ کے خرچ پر مدرسہ مین بٹھلایا جائے + امتحان کے لئے
مضامین ہر سال بڑہا دیئے جائین تاکہ سب لوگون کے لئے ایک خاص
حد تک تھوڑی سی معلومات حاصل کرنا اور انہین یاد رکھنا ضروری یع
لازمی ہو + اس ادنی امتحان کے علاوہ جس مین شامل ہونا سب کے
لئے لازمی ہو اور مضامین مین اس قسم کے امتحان بھی ہونے چاہئین
جن مین شامل ہونا یا نہ ہونا لوگون کے لئے ایک اختیاری امر ہو -
ان امتحانون مین جو لوگ ایک خاص درجہ تک کمال ظاہر کرین اُنہین
سندات بھی ملنی چاہئین + اگر ہم یہہ چاہین کہ گورنمنٹ ان ذریعون
سے لوگون کی رایون کو ایک خاص سانچے مین ڈھال لینے نہ پائے تو
اعلی امتحانات مین کامیابی حاصل کرنے کے لئے امیدوارون سے صرف
واقعات اور علوم یقینی کی واقفیت ہی طلب کیجائے + زبان دانی کا
امتحان ضروری ہے کیونکہ زبانون سے واقفیت حاصل کرنا حصول
علوم کا ذریعہ ہے - دینیات اور پولیٹکس ایسے مضامین ہین جن کے
مسائل پر ہمیشہ لوگون کا اختلاف رہتا ہے - امتحانات اس طرح

ہونے چاہئیں کہ ایسے مضامین مین امیدواروں سے خاص رایون یا مسایل کے صحیح یا غلط ہونے کی نسبت سوال نہ کیا جاوے - بلکہ اُنکا صرف ایسی باتون سے واقف ہونا ضروری سمجھا جاوے کہ اس قسم کی رائیں فلان فلاسفر یا مصنف یا فلان فریق کی ہین + اس طریقے سے آیندہ نسل کے لوگ مسایل متنازعہ مین زمانہ حال کے لوگون کی نسبت کچھ بُری نہیں ہونگی - خواہ وہ چرچ کی پارٹی مین شامل ہون خواہ فریق مخالف کی رکن ہون - جیسے وہ اب ہین ویسے ہی رہینگے - گورنمنٹ کو صرف اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ تعلیم یافتہ ہوجائیں خواہ اُنہیں چرچ کی پارٹی کے اصولون کی تلقین ہو خواہ فریق مخالف کے مسایل کی + اگر لڑکے کی والدین چاہین کہ اُنکے بچہ کو مذہبی تعلیم بھی اُسی مدرسہ مین ہو جہان باقی کی تعلیم ہوتی ہی تو کوئی امر اس بات کا مانع نہیں ہونا چاہیئے + گورنمنٹ کی یہہ کوشش کہ لوگون کی راے مسایل متنازعہ مین ایک خاص طرف مایل ہو بہت بُری ہے - لیکن اس امر کے دریافت کرنے کی کوشش کرنا کہ آیا ایک شخص اس درجہ کا علم رکھتا ہی یا نہیں جس سے اُسکی راے ہر ایک معاملہ مین قابل توجہ ہو گورنمنٹ کے لیئے واجب ہی اور اگر کسی شخص مین اس قسم کی لیاقت ہو تو

امتحانات کے بعد سندات کے ذریعہ سے اُسکی تصدیق کرنی بھی لازم ہے + علم فلسفہ کا طالب علم اگر لوک* اور کینٹ+ کی رایُون سے واقف ہوجائے۔ اور امتحان کے ذریعہ سے اپنی علمیّت کی تصدیق کرا سکے تو بہ نسبت ناواقف رہنے کے بہتر ہی خواہ اِن دونون مین سے کسی ایک کی رائے کو وہ تسلیم کرے۔ خواہ دونون کی مسایل کو نہ مانے + دہریہ کا اصول دین عیسوی مین امتحان لینا کسی طرح سے قابل اعتراض نہین۔ بشرطیکہ اس سے یہہ نہ پوچھا جائے کہ آیا وہ ان مسایل مین اعتقاد رکھتا ہی یا نہین + مگر میری رائے مین اعلی درجہ کے علوم کے امتحانات بالکل اختیاری ہونے چاہئین

فٹ نوٹ * جان لوک انگلستان کا ایک مشہور فلاسفر ہی جو سنہ ۱۶۳۲ء مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۰۴ء مین مرگیا۔ یہہ انگلستان مین اُن فلاسفرون کا سرگروہ تہا جو تمام معلومات انسانی کی بنا (کیا ذہنی اور کیا خارجی) تجربہ پر رکھتے ہین اور ایسی معلومات ذہنی کا وجود نہین مانتے جو بغیر تجربہ کے ہمکو پیدایش کے ساتھہ ہی حاصل ہون + مترجم

فٹ نوٹ + اِمَینُوَل کینٹ ۔ جرمنی کا ایک مشہور فلاسفر ہے۔ اسکے مسایل لوک کے مسایل سے کسی قدر متضاد تہی۔ یہہ فرقہ الفانیہ کا سرگروہ تہا۔ اسکی رای مین عقل انسانی کی بعض معلومات بغیر کسی قسم کے تجربہ کے حاصل ہوتی ہین بلکہ اُس نے یہان تک بیان کیا ہے۔ کہ قوت مدرکہ کے ہر ایک فعل مین جو معلومات خارجی یا ذہنی سے متعلق ہو اس قسم کی معلومات کا وجود لازمی ہے جو بغیر تجربہ کے حاصل ہوتے ہین ۔ اور جو عقل انسانی کی ذات سے لازم و ملزوم کی نسبت رکھتی ہین سنہ ۱۷۲۴ء مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۰۴ء مین مرگیا + مترجم

گورنمنٹ کو یہہ اختیار دینا کہ وہ بعض شخصون کو جنہون نے یہہ اعلی امتحانات پاس نہ کئے ہون کسی پروفیشن مین داخل نہ ہونے دے ہرگز مناسب نہین ۔ میری دانست مین مدرسی کے عہدہ کیلئے بہی کسی خاص قسم کے اعلی امتحانات کی قید نہین ہونی چاہیئے + اور مین ولہم وان ہمبولٹ کی اس رائے سے بالکل اتفاق کرتا ہون کہ ڈگری یا ڈپلوما (سندات) جن سے ایک شخص کی علمی لیاقت یا کسی فن کے کمال کی تصدیق ہوتی ہو ان لوگون کو ملین جو امتحانات مقررہ مین شامل ہون اور کامیابی حاصل کرین ۔ لیکن کسی عہدہ کے امیدوارون یا کسی فن کے اختیار کرنے والون مین سے ان لوگون کو جنکے پاس یہہ سندات موجود ہون اورونکی نسبت صرف اتنا ہی مستزاد فائدہ حاصل ہونا چاہیئے کہ انکی لیاقت کی تصدیق بہت قابل اعتبار ہے +

آزادی کے اصول کو نہ سمجھنے سے صرف یہی نقصان نہین کہ دربارۂ تعلیم اولاد کے حق مین بعض فرائض کا ادا کرنا والدین کا اخلاقی فرض نہین سمجہا جاتا ۔ اور قانوناً انکو مجبور نہین کیا جاتا (دران حالیکہ اخلاقاً مجبور کرنیکی ایک معقول وجہ ہر صورت مین موجود ہے ۔ اور قانوناً مجبور کرنا بہی بہت سی حالتون مین کئی وجوہات سے جائز ہے) بلکہ اور بہت سی باتون مین بہی والدین کے فرائض کی توضیح نہین کیجاتی + ایک شخص کو عدم سے وجود مین لانا ہی بڑی ذمہ داری کا کام ہے +

اِس ذمہ واری کا اُٹھانا - یعنے ایک شخص کو زندگی عطا کرنی (خواہ وہ رنج وکلفت سے بھری ہو یا آرام وراحت سے) اس حالت مین کہ سب معمولی سامان آرام وراحت کے اُس کے لئے مہیا نہ ہون اُس شخص کو نقصان پہنچانا ہے + جس ملک مین آبادی بکثرت ہو یا کثرت آبادی کا اندیشہ ہو وہان بہت تھوڑی تعداد سے زیادہ اولاد پیدا کرنا جس سے محنتیون کی تعداد بڑھ جائیگی اور اُنکے روزینہ مین فرق آجائیگا - مزدوری پیشہ لوگون کو بہت نقصان پہنچانا ہے - اور اُنکا قصوروار بننا ہے + وہ قوانین سلطنت کے جائز اختیارات کے مطابق ہی وضع کئے گئے ہین جنکی رو سے بعض ممالک یوروپ مین شادی کرنی اُسوقت تک منع ہے جب تک کہ فریقین یہہ نہ ثابت کر سکین کہ جائداد اور روپیہ کے لحاظ سے اُنکی حیثیت اس قسم کی ہے کہ وہ ایک کنبہ کے ضروری اخراجات کے متحمل ہو سکتے ہین + اِن قوانین کا جاری کرنا قرین مصلحت ہو یا نہ ہو (کیونکہ اس بات کا فیصلہ مختلف ممالک کے خاص حالات اور لوگون کے خواص وطبایع پر منحصر ہے) لیکن انکی نسبت یہہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ اِن سے لوگون کی آزادی مین ناجائز دستاندازی ہوتی ہے + اِس قسم کے قوانین کے ذریعہ سے جو مداخلت سلطنت کی طرف سے ظہور مین آتی ہے اُس سے یہہ غرض ہوتی ہے کہ ایک فعل بد کا جس سے دوسرون کو

[illegible] ہی - [illegible] اسکے معاملہ مین لوگون کو از خود نا
سزا دینا [illegible] مین مصلحت نہ ہو تو ہمسایہ کی طرف سے لعن وطعن ضرور
ہونی چاہیئے + لیکن آجکل کے لوگون مین جس قسم کے خیالات آزادی
کی نسبت جاری ہین انکے بموجب کسی کے ذاتی افعال مین جن ہی دوسرون
کا کچھہ تعلق ہو۔ ناجایز دست اندازی لوگ منظور کر لیتے مین۔ لیکن ایک
شخص کو ایک خاص فعل سے روکنا جس کا وہ خواہشمند ہی گوارا نہین کرتے
درآن حالیکہ اُسکو نہ روکنے کا نتیجہ صاف نظر آتا ہی۔ یعنے یہہ اُسکی اولاد
مصیبت وتکلیف کی عمر بسر کریگی اور دوسرونکو جنپر اُسکے فعل کا اثر
پہنچ سکتا ہے نقصان پہنچے گا + جب ہم دیکھتے ہین کہ آزادی کی
قدر دانی اور بیقدری لوگون سے عجیب طرح ظہور مین آتی ہی اور دونون
حالات کا مقابلہ کرتے ہین۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگون کی رائے
مین گویا دوسرون کو ایذا پہنچانی کا حق انسان کو حاصل ہی۔ اور دوسرون
کو رنج پہنچائے بغیر اپنے آپ کو خوش رکھنے اور اپنی مسرت مین سعی
کرنے کا کوئی حق نہین +

اِس مسئلہ کے متعلق کہ گورنمنٹ کی مداخلت کی کیا حد ہے کئی
سوال پیدا ہوتے ہین جنپر ابھی تک ہم نے بحث نہین کی ہے۔ اگرچہ اِن
سوالات کا اِس کتاب کے مضمون سے چندان تعلق نہین ہی لیکن وہ

اس سے بالکل علیحدہ بھی نہین ہین ان سوالات کی بحث مین
گورنمنٹ کی مداخلت کو اصل آزادی کے لحاظ سے ناجایز قرار نہین دیا
جاتا - انکی بحث سے یہہ غرض نہین کہ لوگون کو بعض کامون سے باز
رکھنا چاہیئے یا نہین بلکہ اس امر کا فیصلہ کرنا مقصود ہے
کہ آیا گورنمنٹ کا بعض کامون مین مدد دینا مناسب ہے یا نہین + بجائے
اسکے کہ بعض کامون کا کرنا لوگون کی مرضی پر موقوف کیا جائے یہین
خواہ وہ فرداً فرداً انجام دین خواہ چند آدمیون کے باہمی اتفاق سے
آیا یہہ واجب ہی یا نہین کہ گورنمنٹ بعض کام لوگون کے فائدہ کے لئے
خود کرے یا لوگون سے کسی نہ کسی طرح انجام دلائے +
جب گورنمنٹ کی مداخلت سے لوگون کی آزادی مین خلل نہ
آئے تو یہہ مداخلت تین صورتون مین ناجایز قرار دیجا سکتی ہے
اور اسپر تین طرح کے اعتراضات ہو سکتے ہین +
پہلا اعتراض یہہ ہی کہ اگر رعایا خود بہ نسبت گورنمنٹ کے کسی کام کو اچھی طرح
سے انجام دیسکے تو گورنمنٹ کی مداخلت ناجایز ہی - خواہ کوئی معاملہ ہو وہی
شخص اُسکو اچھی طرح سے انجام پر پہنچاسے گا جس کے مطالب و اغراض
اس سے متعلق ہین - کوئی غیر اِس کام کو اچھی طرح نہین کر سکتا + اِس اصول
کے بموجب حرفت و صنعت کے معاملات مین قانونی مداخلت یا افسرانِ سلطنت

کی دخل دہی جس کا رواج کچھہ زمانہ گذرا کثرت سے تھا بہت بری ہے۔
لیکن مضمون زیر نظر کے اس حصہ پر پولٹیکل اکانمی والون نے اکثر خیالات
ظاہر کئے ہین اور اس کا ہمارے مضمون سے کچھہ خاص تعلق نہین ہے +

دوسرا اعتراض ہمارے مضمون سے زیادہ تر متعلق ہے +

بہت سے قومی اور ملکی امور اس قسم کے ہین جنہین افسران سرکاری
افرادِ قوم کی بہ نسبت زیادہ خوبی کے ساتھہ انجام دیسکتے ہین۔ لیکن
افراد قوم کا اپنی کوشش سے اُنہین انجام دینا قومی تعلیم کا ایک عمدہ ذریعہ
ہے۔ اور بہتر ہے کہ انہین کی ہمت پر ان کامون کو بھی چھوڑا جائے +
اس سے انکی طبیعت مین مصروف رہنے کی خو پیدا ہوگی۔ اپنی عقل سے
کام لینا پڑیگا۔ اور اُن مضامین سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرنی پڑیگی
جو معاملات زیر بحث سے علاقہ رکھتے ہون + جیوری کے ذریعہ سے
کسی معاملہ مین فیصلہ طلب کرنے کا اصول بھی یہی ہے۔ لوکل کمیٹیون اور
میونسپل کمیٹیون سے اور ایسی انجمنون سے جو لوگون نے خود اپنی ہمت
سے قایم کی ہون علاوہ اور فوائد کے یہہ فائدہ عظیم بھی متصور ہے +
یہہ باتین آزادی کے سوال سے ایسا تعلق نہین رکھتین جیسا ترقی و
تعلیم کے مسائل سے قومی تعلیم کے اُن وسائل پر جو اہل مدینہ کی تربیت کے
ذریعہ اور ایک آزاد قوم کے لئے پولیٹکل تعلیم کے روزمرہ برتاوے ہین

کسی اور موقعہ پر بحث کیجائیگی + انکے ذریعہ سے لوگ شخصی اور ذاتی معاملات کے فکر اور عیال داری کے خود غرضانہ تفکرات سے نکلکر قومی مقاصد کو سمجھنے اور قومی معاملات کا انتظام کرنے کی عادی اور صلاح و فلاح عام کو مدنظر رکھنے کی خوگر ہوجاتے ہین جس سے قومی اتحاد بڑھتا ہی + بغیر اسکے کہ لوگون مین اس قسم کی عادات پیدا کیجائین اور اُنہین یہہ اختیارات دیئے جائین ایک آزاد سلطنت کے قواعد کا عمل مین آنا محال ہی - چنانچہ اُن ملکون مین جہان رعایا کو کافی آزادی اس قسم کے معاملات مین حاصل نہین ہے پولیٹکل آزادی اکثر چندروزہ ہی ہوتی ہے - ان ملکون کے حالات دیکھنے سے ہماری رائے کی توضیح ہوگی + لوکل معاملات کا انتظام اُس مقام کے لوگون سے ہی سرانجام پانا اور حرفت و صنعت کے بڑے بڑے کارخانون کا ملک کے لوگون مین سے ایسے شخصون کی ہمت سے جاری رہنا جو برضائے خود روپیہ کی مدد دین اس خیال سے بھی قابل تعریف ہی کہ مختلف طرح کے کام ظہور مین آئین اور ہر ایک طرح کی ترقی وقوع پذیر ہو (جیسا کہ اس کتاب کے ابتدائی حصہ مین بیان ہوا) جو کام گورنمنٹ کرے گی وہ سب جگہ یکسان ہونگے خلاف اسکے افراد قوم کے کام اور اس قسم کے انجمنون کے کام جن مین لوگ برضائے خود شامل ہوئے ہون اس طرح کے ہونگے کہ اُن سے نئی نئی تجربے ظہور مین

آینگے ۔ گورنمنٹ سے یہی فائدہ حاصل ہوسکتا ہی کہ اُسکے ذریعہ سے
[illegible] جو مختلف [illegible] تجربون سے حاصل ہوے ہیں لوگون میں
پھیلاے [illegible] گورنمنٹ کا فرض [illegible] اپنے
اور کسی کو [illegible] تجربہ کرنے دے [illegible] تجربہ کرے [illegible] دوسرون
کے تجربہ سے فائدہ پہنچاے ۔

تیسرا اور بہت بڑا اعتراض گورنمنٹ کی مداخلت کی خلاف
یہہ ہی کہ اس سے خواہ نخواہ گورنمنٹ کی اختیارات وسیع ہوتی ہین جس سے
بڑا نقصان متصور ہی ۔ گورنمنٹ کے موجودہ فرائض کی تعداد بڑھانے
سے لوگون کی امید و بیم پر گورنمنٹ کا اثر اور بھی زیادہ ہوتا ہی ۔ اور قوم کے
تمام اولوالعزم آدمی ہر ایک بات مین گورنمنٹ کے یا اس فریق کے
جو اپنے ہاتھہ مین اختیارات سلطنت لینا چاہے دست نگر ہو جاتے ہین ۔
اگر سڑکون یا ریلوے نکالنا کمپنیون اور خیرات خانون کا کھولنا یا یونیورسٹیون
کا قایم کرنا گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہی ظہور مین آئے ۔ اگر میونسپل کمیٹیون
اور لوکل بورڈون کے کام موجودہ فرایض سلطنت کی علاوہ گورنمنٹ
کے ہی اختیار مین ہون ۔ اور ان تمام محکمون کے ملازمون کو سرکار
سے ہی تنخواہ ملے اور وہ اپنی ہر ایک طرح کی ترقی کے لئے گورنمنٹ کے
ہی دست نگر ہون ۔ تو لوگون کو خواہ کیسی ہی آزادی پریس کیون نہ

حاصل ہو اور وضع قوانین مین کتنا ہی دخل کیون نہ ہو اصلی آزادی کبھی بھی حاصل نہین ہو سکتی اگر سب ملکی اور قومی کام گورنمنٹ کے ذمہ ہون تو منتظمان سرکاری جس قدر اچھے اور لائق چُنے جائینگے اور ہر شعبہ کیلیے نہایت لائق شخصون کے بہم پہنچانے کا جسقدر انتظام کیا جاویگا اتنا ہی زیادہ نقصان ہوگا + کچھہ عرصہ سے انگلستان مین یہہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ سول سروس کیلیے لوگ مقابلہ کے امتحان سے چُنے جائین تاکہ اعلیٰ درجہ کے ذہین اور تعلیم یافتہ شخص جو موجود ہون ان عہدون کے لئے حاصل ہون + اس تجویز کی تائید و تردید مین بہت کچھہ لکھا گیا ہے - مخالفین کی بہت بڑی دلیل جسپر بہت زور دیا گیا ہی یہہ ہے کہ سرکاری نوکرون کی آیندہ کی پیدا مین روپیہ اور حیثیت کے لحاظ سے ایسی دل آویز نہین ہوتین کہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کو ذہین شخص جنہین کسی خاص پیشہ و فنون کی اختیار کرنے مین زیادہ فائدہ کی امید ہے سرکاری نوکری کے لئے حاصل ہو سکین - پس انکی رائے مین امتحان مقابلہ سے بھی اعلیٰ درجہ کے لائق شخص حاصل نہین ہو سکین گے + اعلیٰ سے اعلیٰ لیاقت والون کا زمرہ ملازمان سرکاری مین داخل ہوجانا تو ایک بہت بڑا نقص ہی - اور اگر یہہ دلیل جو ابھی بیان کی گئی ہی امتحانِ مقابلہ کی تجویز پیش کرنے والے اس غرض سے بیان کرتے کہ ہماری تجویز سے یہہ خرابی جسکا اندیشہ

ہوسکتا ہی پیدا نہ ہوگی - تو کچھہ عجب نہ تھا تعجب تو یہہ ہی کہ اس تجویز کی مخالفین
یہہ دلیل پیش کرتے ہین + اعلیٰ لیاقت والونکا شامل نہ ہوسکنا انتہی
مقابلہ کا نقص نہین - بلکہ اس تجویز کے نقص رفع کرنے کا ایک ذریعہ ہے +
اگر کسی طرح سے ملک کے اعلیٰ درجہ کے ذہین شخصون کا - زمرہ ملازمان
سرکاری مین شامل ہونا ممکن ہو تو جس تجویز سے یہہ مدعا قابل حصول ہوگا
اسکا عمل مین آنا خیرخواہان قوم کے لئے باعث فکر و تردد ہونا چاہئے +
اگر سوسائٹی کا ہر ایک کام جسکے لے اعلیٰ درجہ کے وسیع خیال اور ذہین
شخصون کے باہمی اتفاق سے کوشش کرنیکی ضرورت ہی گورنمنٹ کے
ہاتھہ مین ہو - اور اگر مستزاد برین سرکاری عہدون پر ہمیشہ نہایت لایق
شخص ہی مقرر ہون تو سوائے ایسے عالمون اور فاضلون کی جن کی توجہ
محض قیاسی معاملات پر ہی جن کا کاروبار انسانی سے کچھہ تعلق نہین)
مبذول ہو - اور سب اہل لیاقت و ذہانت ملازمت سرکاری مین داخل
ہوکر ایک جتھہ بنالین گے عوام و خواص کو ہر ایک معاملہ مین انکا دست نگر
ہونا پڑیگا - عام آدمیون کو ہر ایک بات مین انکے حکم و ہدایت کا منتظر رہنا
ہوگا - اور لایق آدمیون کو اپنی ذاتی ترقی و مفاد کے لئے انہین کا
منہہ دیکھنا پڑیگا + اس حالت مین ہر ایک اولوالعزم شخص کی یہی خواہش
ہوگی کہ وہ اس جماعت مین شامل ہوکر عروج حاصل کرے + ایسی

حالتِ انتظامی مین صرف یہی نہین ہوگا کہ وہ لوگ جو سرکاری ملازم ہین
مین ملازمانِ سرکاری کے اختیارات کو روکنے اور اُنکے کامون پر اعتراض کرنے
کے ناقابل ہونگے - کیونکہ اُنہین نہ تو لیاقت حاصل ہوگی اور نہ تجربہ
بلکہ اگر کسی اتفاق سے کوئی حاکم یا حاکمون کا کوئی گروہ جس مین قومی اصلاح
کا جوش پایا جائے عروج حاصل بھی کرلے تو وہ ملک کی انتظامی حالت
مین کوئی ایسی اصلاح عمل مین نہین لا سکے گا جس سے اس جماعت کی ذاتی
اغراض کو صدمہ پہنچے + یہہ افسوسناک حالت سلطنت روس کی ہی اور
اس امر کی تصدیق اُن لوگون کے بیانات سے ہوتی ہی جن کو اس سلطنت
کے حالات کی مشاہدہ کا موقعہ ملا ہے + زار بذاتِ خود اس قسم کی
جماعتِ افسران کے سامنے جو اُسکے ملک مین موجود ہی بالکل بیدست و پا
ہی - زار کو اختیار ہی کہ وہ افسرون مین سے کسی کو جلاوطن کر دے
لیکن وہ اُنکے بغیر یا اُنکی رائے کی خلاف حکومت نہین کر سکتا +
اس جماعت کو زار کا ہر ایک حکم پھیر دینے کا اختیار ایک طرح سے
حاصل ہی - کیونکہ اگر وہ اُسکے حکم کو عمل مین نہ لائین تو زار کا حکم بے سود
ہی + جن ملکون مین تہذیب زیادہ پھیلی ہوئی ہی - اور جہان کے لوگون کی
طبیعت مائل بہ فساد ہوتی ہے وہان اِس قسم کی جماعت افسران کے
وسیع اختیارات کا اور بھی بُرا اثر ہوتا ہے + ایسے ملکون کے لوگ اگر

اِس امر کے عادی ہوں کہ وہ ہر ایک کام گورنمنٹ ہی سے انجام دلائیں یا خود کوئی کام گورنمنٹ کی اجازت یا استمزاج کے بغیر نہ کریں۔ تو عموماً گورنمنٹ ہی کو تمام خرابیوں کا جو اُن پر نازل ہوں جواب دہ سمجھتے ہیں۔ اور جب کوئی خرابی اِس قسم کی عاید ہو جسے جھیلنے کی وہ تاب نہ لا سکیں تو وہ گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کر دیتے ہیں اور سلطنت میں انقلاب پیدا کرتے ہیں جسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ کوئی اور شخص افسر اعلیٰ بنکر اِس قسم کی جماعت افسران کے لئے احکام جاری کرنے کیواسطے طیار ہو جاتا ہے لیکن وہ جماعت اسی طرح قایم رہتی ہے اور اصل خرابی دور نہیں ہوتی +

اُن قوموں کی جو اپنے معاملات کا خود انتظام کر سکتی ہیں اور ہی حالت ہوتی ہے + مثلاً فرانس میں بغاوت یا فساد کے ہر ایک موقعہ پر اِس قسم کے لوگ مل سکتے ہیں جو اِس جنگ عام میں کسی کسی گروہ کے سرغنہ بن سکیں اور موقعہ پر کام آنے والی کوئی نہ کوئی تدبیر نکال سکیں۔ کیونکہ فرانس میں قوم کا حصہ کثیر اپنی کچھہ زندگی فوجی کام سیکھنے میں گذارتا ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ اچھے معزز عہدوں پر ممتاز ہو جاتے ہیں + فوجی معاملات میں جو حال فرانس کے لوگوں کا ہے وہی کیفیت بعینہٖ امریکا والوں کی تمدن کے معاملات اور انتظام سلطنت کے بارہ میں ہے + اگر امریکا والوں کی گورنمنٹ اُلٹ بھی جاوے تو وہ اِس قابل ہیں کہ خود

اپنے لیے ایک عمدہ گورنمنٹ بنالین - اور اُسکا انتظام معقول طور پر خوش اسلوبی سے کے ساتھہ چلائین + ہر ایک آزاد قوم کی یہہ حالت ہونی چاہیئے - اور جو قوم یہہ قابلیت رکھتی ہے وہ ضرور آزاد ہی یا ہوجائیگی + اگر کوئی شخص یا جماعت اس قابل موجود بھی ہو کہ وہ سلطنت کی اختیارات اپنے ہاتھہ مین لے سکے تو ایسی قوم کبھی اپنے تئین اُس شخص یا گروہ کے محکوم ہونے نہین دیگی + افسرون کی کوئی جماعت ایسی ہوہی نہین سکتی جو ایسی قوم کو کبھی کسی امر پر اُسکی مرضی کے خلاف مجبور کر سکے + لیکن جس ملک مین یا جس قوم مین ہر ایک امر افسرون کی ایک جماعت کی وسیلہ سے ہوتا ہی وہان قوم کوئی ایسا فعل جو اس جماعت کے خلاف مرضی ہو نہین کر سکتے + ایسے ملک کے انتظامی قوانین کی ساخت اس طرز پر ہے کہ ملک کے ذہین اور تجربہ کار آدمیون کا تمام گروہ دوسرون پر حکومت کرنے کے لیے تیار ہو - اور قوانین ملکی کا یہہ مدعا بہیئت مجموعی جسقدر بخوبی حاصل ہوگا یعنے سب فرقون کے لائق اور چیدہ آدمی حاکمون کے اس گروہ مین شامل ہونے اور انہین جیسی تعلیم حاصل کرنیکے لئے جس قدر زیادہ دستیاب ہونگے - اُسی قدر سب لوگ (یہان تک کہ اس خاص گروہ مین شامل ہونیوالے بھی) ہر ایک امر مین محکوم و پابند ہوتے جائینگے + کیونکہ حاکمون کے اس گروہ مین سے ہر ایک شخص اپنی جماعت کا ایسا ہی مطیع ہی - اور قواعد کا ایسا ہی پابند

ہی جیسا محکوموں کا گروہ حاکموں کا غلام ہی + فرقہ جسوٹ* کا ہر ایک منفرد اپنے فریق کا نہایت درجہ تک تابع و محکوم ہے - اگرچہ اِس فرقہ کے قیام سے اُنہین افراد کا فائدہ بحیثیت مجموعی متصور ہی +

یہہ بھی یاد رہے کہ تمام لائق اور چیدہ آدمیون کا حاکمون کی جماعت مین شامل ہونا خاص اِس جماعت کی عقلی اور ذہنی ترقی پر بُرا اثر پیدا کریگا چونکہ اِس جماعت کے سب لوگ ایک خاص طرز حکومت کو جاری رکھنے کیلیے چند قواعد مقررہ کے پابند ہین جنہین وہ بدل نہین سکتے - تو انکی حالت آخرکار یہانتک پہنچ جائیگی - کہ یا تو وہ بے سوچے سمجھے اِن قواعد کی پابندی کیے جائینگے اور لکیر کے فقیر بنے رہینگے - یا کسی ایسی اصلاح جاری کرنیکی کوشش کرینگے جن کا خیال انمین سے کسی کے دل مین گذرا ہی لیکن جسکے عمدہ نتایج کو اچھی طرح آزمانے کا انہین موقعہ نہیں ملا + اِن خرابیون (یعنے لکیر کے فقیر بنے رہنا اور بغیر کامل تجربہ کے بے سوچے سمجھے نئی باتین جاری کرنا) کے دور کرنیکا جو بظاہر ایکدوسرے کی متضاد معلوم ہوتی ہین یہی طریق ہی کہ علاوہ ملازمین سرکاری کے اور لوگ بھی ایسے لائق موجود

فٹ نوٹ * رومن کیتھلک مذہب کے ایک فرقہ کو جسوٹ کہتے ہین جسکی بنا ۱۵۳۴ء مین قایم ہوئی تھی اِس سے اصل غرض یہہ تھی کہ مختلف ممالک کی غیر مذہب والون کو عیسائی کیا جاوے + یہہ مقصد پوپ کی منظوری سے قرار دیا گیا تھا - اور اِس فرقہ کو ہر ایک ممبر پر اِس مدعا کی حصول مین کوشش کرنا فرض تھا + قواعد کی پابندی اِنسے بہت تشدد کے ساتھہ کرائی جاتی تھی + مترجم

ہون جو ان پر نکتہ چینی کرنے کی قابلیت رکھتے ہون + ایسے وسایل
کا موجود ہونا ضروری ہے جن سے لوگ بلا وساطت گورنمنٹ امور سلطنت پر
راے زنی کرنے کی قابلیت رکھ سکین - اور جنکے ذریعہ سے لوگون کو اپنی
راے صحیح طور پر قایم کرنیکے لیے اس قسم کے تجربہ کا موقع ملے جو امور سلطنت
جیسے وسیع معاملات کیلئے درکار ہے + اگر ہم یہہ چاہین کہ ہمارے ملک مین
لائق افسران کارکن جو امورات انتظامی مین ہر طرح کی اصلاحین
ایجاد کرنیکی قابلیت رکھتے ہون موجود ہون - اور انہین جاری کرنے پر آمادہ
بھی ہون - تو ہمین اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ وہ امور جن سے لوگون کے
سلطنت کے کام کو خود جاری رکھنے کی قابلیت پیدا ہو اور ترقی پائے تمام
ایک ہی چیدہ گروہ کے اختیار مین نہ ہون +

اس مین کسی کو کلام نہین کہ افسرون کو بہ نسبت رعایا کی زیادہ
اختیارات ہونے چاہئین یہہ کوئی نہین چاہتا کہ ایک قوم کا ہر فرد بشر
ایک جیسے اختیارات رکھے - ایک گروہ منتظمون کا بھی ایسا ہونا چاہیے
جو ان مزاحمات کا تدارک کرے جنسے بہبود انسانی کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ
ہو - ایسے شخصون کا لائق اور ذہین ہونا بھی ضروری ہے لیکن اس کا
دریافت کرنا کہ جس سے بڑھکر افسرون کو اختیارات دینے سے نقصان پہنچتا
ہے - (یعنے نقصان زیادہ ہوتا ہے اور فائدہ کم) بہت مشکل ہے +

ایک محدود گروہ کو جس مین لائق اور ذہین شخص شامل ہون بہ نسبت عام
لوگون کے زیادہ اختیارات دینے سے جو فوائد پیدا ہو سکتے ہین انہین
حاصل کرنا اور اُن نقصانون سے بچے رہنا جو اس چیدہ گروہ کو بہت سے
معاملات مین اختیار دینے سے یا اس مین سب لائق شخصون کے شامل
کر لینے سے پیدا ہوتے ہین - فن فرمانروائی کا ایک بہت مشکل عقدہ ہے +
یہہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے حل کرنیکے لئے بہت سی باتون کا خیال کر لینا چاہئے
اور جسکے لئے کوئی قاعدہ کلیہ قرار نہین دیا جا سکتا + لیکن میرے خیال
مین ایک عام اصول جسکا لحاظ رکھنے سے ہم نقصان سے بچ سکتے ہین اور
فائدہ حاصل کر سکتے ہین (یعنے ایک معیار جسکے ذریعہ سے ہم سب تدابیر
تجاویز کو جو اس مشکل عقدہ کشائی کے لئے کام مین آسکتی ہین پرکھہ سکتے
ہین) ان الفاظ مین ادا ہو سکتا ہے - کہ بہت سے لوگون کو تہوڑے تہوڑے
اختیارات دینا اور تہوڑے سے آدمیون کو بہت سے اختیارات تفویض
نہ کرنا اس حد تک جائز ہے جہانتک کہ ان اختیارات کا بخوبی عمل مین آنا
ایک وقت طلب امر نہ ہو + کیونکہ اگر معمولی اور جزوی اختیارات کی بہی
بہت سے حصے کئے جائین اور ادنی باتون کا اختیار بہی کسی ایک شخص کو بذات واحد
نہ ہو بلکہ بہت سون کو بہ ہیئت مجموعی دیا جائے تو اکثر جزوی باتون کا عمل
مین آنا بہی مشکل ہو جائیگا + لیکن انہین ادنے اور جزوی معاملات کی

نسبت ہدایات جاری کرنے اور مختلف طرح کی باتون کے پھیلانے یا لوگون کے تجربون سے عام آدمیون کو آگاہ کرنے کا اختیار ایک چیدہ گروہ ہی کو ہونا چاہیئے + مثلاً امورات متعلقہ میونیسپل کمیٹی کے اختیارات (جیسا کہ ہوا انگلینڈ مین ہی) بہت سے آدمیون مین منقسم ہونی چاہیئین جنہین مختلف حصون کے لوگ اپنی مرضی سے انتخاب کرین + لیکن علاوہ انکے معاملات مختص المقام کے ہر ایک شاخ کی نگرانی کیلئے ایک چیدہ گروہ مقرر ہونا چاہیئے + اس گروہ کا کام یہہ ہوگا کہ وہ ہر طرح کے تجربات و معلومات کو جو اس معاملہ کی متعلق غیر ممالک یا امصار کی لوگون کی کارروائی سے حاصل ہوئے ہین ہر شہر کے لوگون مین پھیلاوے اور پولیٹکلس۔ (سیاست مدن) کے عام اصولون کو بھی لوگون مین ترویج دے + اس چیدہ گروہ کو ہر جگہ کی کارروائی سے آگاہ رہنے کا حق حاصل ہونا چاہیئے اسکا خاص فرض یہہ ہوگا کہ جو معلومات ایک جگہ کے تجربہ سے حاصل ہون وہ دوسرے مقامون مین پھیلائے + جس جماعت کا کام یہہ ہو کہ وہ صرف لوکل معاملات کی نگرانی کرے۔ اسکی رایون اور اُس کے خیالات مین ایک طرح کے تعصب کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ برخلاف اسکے جو جماعت سب کمیٹیون کی کارروائی کی نگران ہے اور کسی ایک شہر کی کارروائی کی خاص طور پر جواب دہ نہین۔ اسکے خیالات وسیع

ہونگے اور اس میں تعصب نہیں پایا جائیگا - اسکی نصیحت ان معاملات میں
زیادہ تر قابل اطاعت ہوگی + لیکن یہہ خیال رہے کہ اس جماعت کے
اختیارات اس سے زیادہ نہیں ہونے چاہئیں - کہ وہ ہر شہر کی جماعت
انتظامی یعنے لوکل کمیٹی سے اُن قواعد کی پابندی چاہے جو اسکی ہدایت
کے لئے مقرر کئے گئے ہیں + اُن معاملات میں جنکا ذکر قواعد مقررہ میں نہ ہو
لوکل کمیٹیون کو اپنی عقل و فکر پر ہی چھوڑ دینا اور اُنہیں اُن لوگوں کے سامنے
جوابدہ قرار دینا جنہوں نے اُنکو انتخاب کیا ہے مناسب ہی + وضعان
قانون اُن قواعد کو مرتب کریں جنکا لحاظ رکہنا جماعت انتظامی پر لازمی ہو
اگر اس جماعت میں سے کوئی افسر ان قوانین کو توڑے تو اُس سے عام قوانین
ملکی کے مطابق پرسش ہو - وہ جماعت جو اس تمام کاروائی
کی نگران ہو اس امر کا خیال رکھے کہ قوانین مترتبہ پر بخوبی عمل ہوتا ہے یا
نہیں - اور اگر لوکل کمیٹی کا کوئی ممبر اُن پر بخوبی عمل نہ کرے تو وہ اُسے
(جیسا کہ مناسب ہو) یا تو عدالت کے سپرد کرے یا اُن لوگوں کی اجازت
حاصل کرکے جنہوں نے اُسکو انتخاب کیا ہی عہدہ سے موقوف کر دے +
افسران متعلقہ پُوور لا بورڈ کو پُوور لا بیٹ* کی نگرانی کے ویسے ہی

فٹ نوٹ * یہہ اس بورڈ کا نام ہی جو محتاجوں اور مسکینوں کے لئے فنڈ جمع کرنے اور خیرات خانوں
کا انتظام جاری کرنیکے لئے قایم ہے + مترجم

اختیارات ہین جیسے مین نے ابہی بیان کئے اس حد سے زیادہ جو
اختیارات اس بورڈ کو حاصل ہین وہ خاص حالات مین
اور ایسے معاملات مین جو خاص مقامات سے تعلق نہین رکھتے
بلکہ جن کا اثر ایک تمام گروہ پر ہوتا ہے بدانتظامی کی عادات رفع
کرنے کے لئے مناسب اور ضروری ہین + کیونکہ کسی خاص
مقام کے لوگون کو یہہ حق حاصل نہین - کہ وہ اپنے شہر کو خانہ افلاس
بنالین اور آہستہ آہستہ اور شہرون تک بہی اپنی مصیبت کا اثر ڈالین
اور مخموروں کی جماعت کی اخلاقی وجسمانی حالت کو بگاڑ دین +
جبر کرنے اور خود قانون بنانے کا جو اختیار افسران متعلقہ
صوبہ کا جو بورڈ کو حاصل ہے (لیکن جسے وہ عام رائے کی مخالفت
کی وجہ سے بہت کم استعمال مین لاتے ہین) وہ ایسے ضروری
قومی معاملہ مین نامناسب نہین - لیکن یہی اختیارات اُن
لوگون کو دینا جو صرف معاملات مختص المقام کی نگرانی پر مامور
ہون جایز نہین + ایک ایسے بورڈ کا سرکار کی طرف سے
قایم ہونا جو ہر شہر کے لوگون کو ضروری معاملات مین اطلاع
دیتا رہے اور انکا نگران رہے ہر ایک انتظامی معاملہ کے لئے
ضروری ہے + گورنمنٹ کو اس قسم کا اختیار جس سے

افراد قوم مین سعی و کوشش کا مادہ پھیلے اور ان مین ترقی کی صورت
نظر آئے جس قدر زیادہ ہو اُسی قدر بہتر ہے ۔ خرابی تب
پیدا ہوتی ہے جب گورنمنٹ بجائے اسکے کہ لوگون کو خود سعی کرنے
پر مائل کرے اور اُنکے قوائے عقلی سے کام لے خود اُنکی جگہ کام
کرنے لگے ۔ یا انہین نصیحت و تلقین کرنے ۔ ضروری معاملات مین
اطلاع دینے اور مناسب موقعون پر سرزنش کرنیکے بجائے ان کے
افعال مین قیود قایم کرے یا انہین کاروبار سے علیحدہ کر دے
اور انکا کام خود کرے ۔ سلطنت کی عظمت و حشمت آخر مین جاکر
افراد پر ہی منحصر ہے ۔ اور جو سلطنت افراد کی عقلی اور پولیٹکل ترقی کو
محض اس خیال سے نظر انداز کرے کہ بعض فروعی معاملات مین
گورنمنٹ خود افراد قوم کی بہ نسبت کسی قدر زیادہ عمدگی کے
ساتھ انتظام کر سکتی ہے اور افراد کو اس غرض سے پست ہمت
اور نا قابل بنائے کہ جن کامون کی طرف گورنمنٹ انہین مایل کرنا
چاہے (خواہ وہ کام مفید ہی ہون) وہ اُنکی طرف بآسانی مایل
ہو سکین ۔ تو اس گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ پست ہمت اور نا قابل افراد کی
ذریعہ سے بڑے بڑے کام کبھی انجام نہین پا سکتے ۔ سب
کامون کا بآسانی اور بلا اعتراض انجام پانا آخر کار گورنمنٹ کو

کچھہ فائدہ نہ پہنچائیگا اس طرح سے قوم مین انتظام کی قابلیت پیدا
نہ ہوگی - اور اخیرکار گورنمنٹ کا انتظام بہی نہ چل سکیگا -
کیونکہ گورنمنٹ کی طرف سے اسی انتظام کا جاری
رہنا بغیر اسکے ممکن نہین کہ افراد قوم مین کچھہ
قابلیت پاجائے - اور جب گورنمنٹ
نے اس قابلیت کے پیدا کرنے
کی پرواہ
ہی نہ کی تو انتظام کب جاری رہ سکتا ہے +

تمت بالخیر
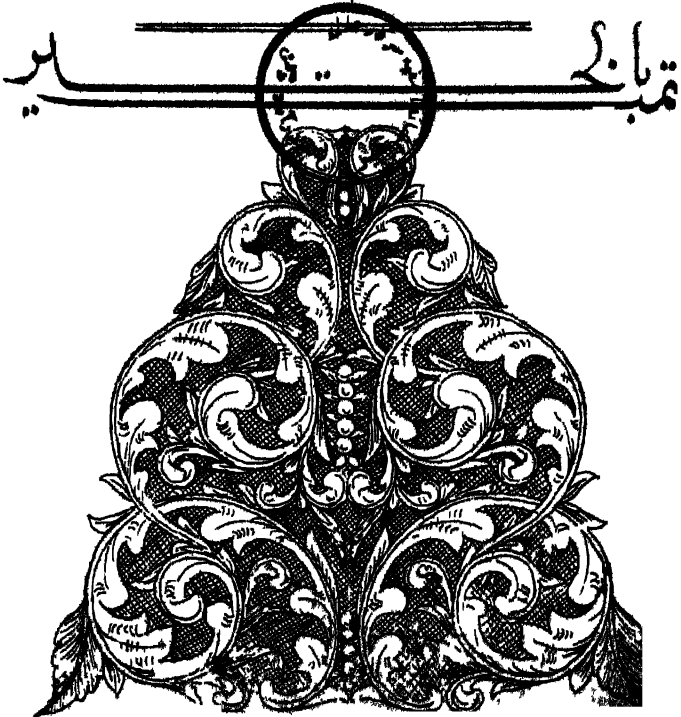
TO THE

HON'BLE SIR CHARLES AITCHISON,

K. C. S. I., C. I. E., LL.D., D. C. L.,

As a sincere though inadequate tribute to his learning, strong individuality, moral courage, liberal views and many other virtues which were manifested in every scheme of his administration,

THIS BOOK IS DEDICATED BY

THE TRANSLATOR.

AN URDU TRANSLATION

OF

JOHN STUART MILL'S ESSAY

ON LIBERTY

BY

DIWAN NARENDRA NATH, M. A.,

Fellow of the Punjab University

Lahore.

PRINTED AT THE NEW IMPERIAL PRESS, BY SAYYAD RAJAB ALI SHAH.

1887